U13294 17/12-9

Title - CCD HINDI

Creator - Mirza Asad ullah Khan Ghalib.

Publisher - Nawal Kishore (Kanpur).

Date - 1913

Pages - 184

Subjects - Makateeb Ghalib; Ghalibiyaat - Makateeb; Ghalibiyaat - Sawaneh

عود ہندی

یعنی

مجموعۂ رقعاتِ نایاب اُردو نجم الدولہ دبیر الملک مرزا اسد اللہ خان

مرحوم، المتخلص بہ غالب دہلوی

جسکو

جناب میر ولایت حسین صاحب بی۔اے آنریری منیجر نے بک ڈپو

مدرسۃ العلوم علیگڈہ کی طرف سے

مطبع مفید عام آگرہ میں باہتمام محمد قادر علیخان صوفی چھپی

سنہ ۱۹۱۰ء

ہوالمستعان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بندہ سے خدا کی تعریف ہو کیا مجال ہے زبان مخلوق حمد خالق کر سکے وہم وخیال ہے نعت کا رتبہ حمد سے کم نہین جس ممدوح کا پروردگار مداح ہو اُسکی مدح کے لائق ہم نہین بندہ سراپا عصیان محمد ممتاز علیخان جب اپنے کو اس سے عاجز پاتا ہے تو حرف مطلب زبان پر لاتا ہے نجم الدولہ اسد اللہ خان بہادر غالب جنکی ذات باکمالات محتاج تعریف نہین مرتبہ سخن سنجی پابند توصیف نہین روز روشن مین کوئی آفتاب کی روشنی کے دلائل لاوے تو کب عقل کا مقتضا ہے چودھوین رات کو جو چاند کی تابش کی برہان بتاوے فضولی کا منشا ہے سارا ہند اُنھین جانتا ہے ایران تک اُن کی جادو بیانی کا چرچا ہے مجھے مدت سے اس کا خیال تھا کہ فارسی تصنیفین تو انکی بہت مرتب ہوئین اور چھاپی گیئن لوگون نے فیض اوٹھائے تعویذ بازو بنائے مگر کلام اردو نے سوا ے ایک دیوان کے ترتیب نہ پائی یہ دولت ارباب شوق کے ہاتھ نہ آئی حالانکہ نثر اُردو انکی اوروں کی فارسی سے ہزار درجہ بہتر ہے یہ سلاست بیان شستگی زبان روزمرہ کی صفائی اور انکی شوخی کسی کو کب میسر ہے اُسے بھی ترتیب دیجیے قدر دانون پر احسان کیجیے میرے عنایت فرما اور مرزا صاحب کے شاگرد یکتا چودھری عبد الغفور صاحب سرور تخلص سے یہ ذکر آیا تو انھون نے جتنے خطوط مرزا صاحب کے اُنکے نام آئے تھے سب کو ایک جا کر کے اور اُسپر ایک

دیباچہ لکھ کے وہ مجموعہ عنایت کیا۔ عرصہ تک سرگرم تلاش رہا جا بجا سے اور تحریرین مرزا صاحب کی بہم پہونچائین بڑی محنت اُٹھائی تب تمنّا برآئی اور مجموعہ مرتب ہوا آج پورا اپنا مطلب ہوا خواجہ غلام غوث خان صاحب بہادر بیخبر تخلص جو نواب معلی القاب لفٹننٹ گورنر بہادر ممالک مغربی و شمالی کے میر منشی اور میرے مخدوم خاص اور حضرت غالب صاحب کے مخلص با اختصاص ہین اس تلاش مین میرے معین اور مددگار رہے بہت کچھ ذخیرہ اُنکی بدولت بہم پہونچا اس کتاب کی دو فصل اور ایک خاتمہ ہے پہلی فصل مین چودہری صاحب کے مرتب کئے ہوئے خطوط اور اُنکا لکھا ہوا دیباچہ دوسری فصل مین میرے جمع کیے ہوئے رقعات اور خاتمہ مین چند نثرین ہین جو جناب غالب نے اورون کی کتابون پر تحریر فرمائی ہین۔ عود ہندی اس کتاب کا نام ہے خوشبو اِسکی تمام عالم مین پھیلے اسی دعا پر ختم کلام ہے۔

پہلی فصل چودہری عبد الغفور سرور کا لکھا ہوا دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچۂ انشا کی آرایش ستایش کا تب برحق ہے کہ نہ طاقتِ قلم ہے نہ تابِ زبان اور عنوانِ املا کی نمایش حمد املا گر مطلق ہے کہ نہ یارا ہے لسان ہے نہ زہرۂ بیان اس نظم گاہِ زمانہ مین صانع نے کیا کیا صنائع اور بدایع اپنی قدرت کاملہ سے دکھائے اور کیسے کیسے منشی بنائے ظہوری کو ظہور دیا اور نظیری کو بے نظیر کیا جامی نامی ہوئے اور نظامی خداوند شیرین کلامی غالب کو غلبۂ شیوا بیانی و ہمہ دانی و عذوبتِ معانی و شیرین زبانی عطا فرما کر کوس یکتائی بجوایا اور حلاوتِ کلام سے ایک عالم کو شیرین کام فرمایا زہے کرم کریم و خہے رحمتِ رحیم اور ممدوح کبریا کی نعت یعنی رسول مقبول کا بیان صفات بشر سے محال ہے ملائک کی زبانِ ناطقہ اس جگہہ لال ہے وہ رسولِ مجتبیٰ مقیم مقام قاب قوسین او ادنیٰ کلیم کلام ما ینطق عن الہویٰ بدر الدجیٰ شمس الضحیٰ کہ جس کی ہدایت زبانی پر معانی دونون جہان کے مطالب کی کتاب ہے جو کلمہ ہے رحمت کا باب ہے جو فقرہ ہے مغفرت انتساب ہے صلی اللہ علیہ و آلہ و صحابہ اجمعین۔ اب شنیدن کو بگوش شنوا نوید اور گفتن کو بزبان گویا مژدہ ہو کہ شاید سخن بصد ناز و ادا مقنعہ رخ سے اُٹھاتا ہے اور معشوقِ فکرت بہزار غنج و کرشمہ جلوہ دکھاتا ہے۔ لیلیٰ شیرین لقاے فصاحت کہ

جس کا ایک جہان مجنون ہے دیدار نما سے طالبان سخن سنج معنی رس ہوتی ہے اور عذرہاے خود آرا سے
بلاغت کہ جس کا ایک جہان وامق ہے سلک نثر مین موتی مضامین رنگین کے پروتی ہے مخفی و محتجب نہ رہے
کہ سخن آفرین نے کوئی زمانہ سخنگو اور معنی فہم سے خالی نہین رکھا اوقات ماضیہ مین نظامی سے انتظام نظم سنا
دست جامی سے جام معنی پُر کیا ظہوری سے نظم و نثر کو ظہور دیا عرفی سے سخن مشہور ہوا اسوقت مین عمدۃ البلغا
قدوۃ الفصحا سخنور یگانہ فردوسی زمانہ خاقانی جاہ انوری پناہ سحبان زمان خان دوران جان سخن روح معنی نظامی
نظام ظہوری ظہور نظیری نظیر فیضی فیض ضمیری ضمیر شانی شان نوائی نوا فغانی فغان مخدومی اُستادی نجم الدولہ
دبیر الملک محمد اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ کو وہ قدرت سخن سنجی اور معنی آفرینی عطا فرمائی کہ تمام عالم اُن کی
ہمہ دانی کا قائل اور شیوا بیانی کا مائل ہے اللہ ان کو سلامت با کرامت رکھے آمین ثم آمین نظم میں وہ پایہ
بلند کہ شعری اُنکے ہر شعر پر لآلی انجم تصدق اُتارے خود بلا گردان ہو لولی سما عروس ہر مصرعہ پر دل و جان وارے
صدقہ و قربان ہو ترکیب الفاظ اور ربط توافی و ردیف کا عجب ڈھنگ ہے کہ سخنوران مسلم الثبوت کی عقل
دنگ ہے قافیہ تنگ ہے عرفی کو کہان سے لاؤن جو اپنے کلام کی تصدیق چاہون اگر نظیری ہوتا داد سخن
دیتا اعتقادات اسی ابیات مانند سے ڈرتا ہون ورنہ کہتا زانو سے سبق خوانی تہ کرتا نثر مین وہ مایہ ارجمندی کہ
نثری اُس علم کا ایک زینہ ہے دبیر فلک اُنکی خاتم کا نگینہ ہے اگر فقرات سہ نثر ظہوری شراب بینش کے
پیالے ہین تو کلمات عبارت رنگین جناب غالب شیرین کے نوالے ہین طاہر وحید انشا طرازی مین یکتا ہے
لیکن یہ انداز کہان ابو الفضل نثر پردازی مین بے ہمتا ہے مگر یہ برگ و ساز کہان چنانچہ مہر نیمروز کی تابش اور ماہ نیم
ماہ کی نمایش اور دستنبو کی خوشبو و رنگینی قاطع برہان کے دلائل کی دل نشینی شاہد مدعا ہے سچ تو یہ ہے
سخن کی آبرو فقط آپ کی ذات باکمالات سے باقی ہمارے قول کو کلام ممدوح کافی جو کہون وہ بجا ہے
تلفظ عبارت رنگین پنج آہنگ بالحان داودی ہے کہ آہنین دلون کو موم کرتا ہے مطالعہ ہر سطر و صفحہ
کا جوہر سُرمہ اصفہانی ہے کہ پتھرائی ہوئی آنکھون کو جلا بخشتا ہے الحق کہ موجد تازہ مضامین ہین اور آفرینندہ
معانی دل نشین ریختہ کا وہ انداز ریختہ خامہ سحر نگار ہے کہ میر کو زندہ کیا ہے سودا کو مول لیا ہے عبارت
اُردو باغ و بہار ہے دیکھو لے مشتے نمونہ از خروارے ہے اگر کوئی سخن چین سخن چینی کرے تو ہرزہ درائی ہے اور

عیب بینی اُس کی عین نابینائی اب ارباب علوم کو معلوم ہو کہ بین انکسار ظہور عبد الغفور متخلص بہ سرور مارہروی بد وشعور سے اہل سخن کا طالب اور صاحب کمال کا خواہان تھا جب کلام بلاغت نظام رشک صائب فخر طالب جناب اسد اللہ خان صاحب غالب کا دیکھا دل کو بھایا یکتا پایا بسبیل مراسلات مین قدم بڑھایا ہر کتابت کا جواب آیا سبحان اللہ وہ زبان کہان پاؤن کہ اُن کے خلق کا بیان لب پر لاؤن مجھسے ناچیز حقیر پر وہ ذرہ نوازی مہر وار فرمائی کہ میری نظر مین میری آبرو بڑھائی کبھی جواب مراسلہ مین تساہل و درنگ اور اصلاح شعر و عبارت مین دریغ اور ننگ نہ فرمایا جو نامہ کہ بنام میرے بعبارت اُردو تحریر کیا۔ مکتوب سادہ رویون سے دلربا تر اور ہر سطر اُس کی سلسلہ مویون سے تاب فرسا زیادہ ہے جس آنکھ نے دیکھا وہ بینا ہے جس کان نے سنا وہ شنوا ہے پس تنہا متلذذ ہونا اور آپ ہی آپ مزہ اُٹھانا خلاف انصاف جانا دل مائل تمام بشہرت عام ہوا اور ہنوز یہ قصد ناتمام تھا کہ بحسن اتفاق فخر زمان وحید دوران جناب **ممتاز علی خان** صاحب متوطن میرٹھ کہ ریعان شباب مین بہ تہذیب نفس شب بیدار تہجد گزار دل نرم ہنگامۂ محبت گرم اخلاق مجسم شفیق مکرم فطرت ارجمند ہمت بلند خصائل حمیدہ اوصاف پسندیدہ پاک نہاد متحد بااتحاد پاکیزہ روش اخلاق منش سخن شناس انصاف اساس خوش تقریر عدیم النظیر ہین رونق افزاے مارہرہ ہوئے اور قدوم تقدس لزوم سے اِس قصبہ کو مشرف کیا ایک روز محفل ممدوح مین ذکر ہمہ دانی و شیوا بیانی جناب استاذی و مخدومی درمیان آیا ارشاد کیا کہ کلام مرزا صاحب نسیم جانفزا اور شمیم دلکشا ہے۔ فارسی کا کیا کہنا اُردو بھی یکتا ہے نظم و نثر فارسی تو محلی بحلیۂ انطباع ہوا لیکن نثر اُردو زیور طبع سے عاری رہا اگر وہ خطوط کہ بنام تمھارے آئے اور تمنے سنائے ہین جمع کرو تو مین اُس کے انطباع کا بیڑہ اُٹھاتا ہون اِس تقریر سے نسیم تاثیر نے غنچۂ دل کھلایا انشار خاطر ظہور مین آیا وہ مکتوب کہ بنام میرے آئے تھے ترتیب دئے گویا جواہر بے بہا کان قلمدان سے نکال کر کشتی اوراق مین جمع کئے چونکہ محبت جناب غالب میرے حال پر بہت غالب ہے لہذا نام اس انشا کا **عود غالب** بکسر میم مناسب

سال ختم تالیف بھی اس نام سے مطابق پایا طبیعت اور بڑھی تحریر تاریخ کو دست قلم بڑھایا ہ

انشا مملو بصد مطالب لکھی	یعنی پئے دوستان طالب لکھی
موسوم کیا جو مہر غالب سے سرور	تاریخ بھی اسکی مہر غالب لکھی

کوکب شعر شاعران ہند پرتو التفات غالب سے روشن اور خاک فکر ہندیان آبیاری ابر کرمت ممدوح سے گلشن ہو جیو آمین ثم آمین ۔

۱ چودہری عبد الغفور سرور کے نام

چودہری صاحب شفیق مکرم کی خدمت مین بعد ارسال سلام مسنون عرض کرتا ہون کہ آپ نے ذرہ پروری اور درویش نوازی کی ورنہ مین سزاوار ستایش نہین ہون ایک سپاہی زادہ ہیچمدان اور ہیچ دل افسردہ وروان فرسودہ ہان ایک طبع موزون اور فارسی زبان سے لگاؤ رکھتا ہون اور یہ بھی یاد رہے کہ فارسی کی ترکیب الفاظ اور فارسی اشعار کے معنی کے پردازمین میرا قول اکثر خلاف جمہور پائے گا اور حق بجانب میرے ہوگا پہلے مین حضرت سے پوچھتا ہون کہ یہ صاحب جو شرحین لکھتے ہین کیا یہ سب ایزدی سروش ہین اور انکا کلام وحی ہے اپنے قیاس سے معنی پیدا کرتے ہین یہ مین نہین کہتا کہ ہر جگہہ ان کا قیاس غلط ہے مگر یہ بھی کوئی کہہ نہین سکتا کہ جو کچھ یہ فرماتے ہین وہ صحیح ہے اسی چھاپے مین کہ جس کا آپ حوالہ دیتے ہین سنگہ باشم عقل کل الخ اس شعر کی شرح کو ملاحظہ کیجئے عبارت وہ تعقید سے لبریز کہ مقصود شارح کا سمجھا بھی نہین جاتا اور جب غور و تامل کے بعد سمجھہ لیجئے تو وہ معنی ہرگز لائق اسکے نہین ہین کہ فکر سلیم اسکو قبول کرے پھر احسان تو بشگافتہ الخ اس مصرع کی توجیہ کتنی بیہودہ اور بے نفع ہے عرفی کو کہان سے لاؤن جو اس سے پوچھون کہ بھائی تونے اس شعر کے کیا معنی رکھے ہین قصہ کوتاہ نظم دیوانگی محبت تو ؎ کامروز مسلم است مارا بیگانہ ز تاج کرد تارک ؎ آوارہ ز کفش کرد پارا ؎ جیسا کہ دوسرے شعر کے مفہوم کو شارح کہتا ہے کہ

دیوانگی مین یہ حالت بعید نہین ایسا ہی اگر کوئی کہے کہ منصب دیوانی سے یہ بات بعید ہی تو پھر شارح کیا جواب دیگا ہان یہ کہیگا کہ غلبۂ محبت مین پاس وضع نہ رہا اور دیوان جی صاحب کچہری سے ننگے سر اور ننگے پاؤن نکل بھاگے ہمنے مانا مگر ہم یہ پوچھتے ہین کہ دیوانگی کیون نہ لکھین کہ دوسرے شعر کے معنی بے تکلف منطبق ہوجائین اور توجیہات درمیان نہ آئین فقیر کے نزدیک دیوانگی محبت تو صحیح اور بے تکلف ہے اور دیوانگی و محبت تو غلط محض اور دیوانگی محبت تو تکلف محض دیوانگی اور محبت دو صفتین کیون جمع کرین غور کیجیے عطف کا واو یہ چاہتا ہے کہ یہ شخص پہلے سے دیوانہ تھا اور پھر اسی حالت مین اسکو محبت پیدا ہوئی دیوانگی مین تاج و کفش بیچا تھی محبت پیدا ہونے کے بعد یہ حالت طاری ہوئی کیا بے مزہ توجیہ ہے ہان دیوانگی محبت یعنی وہ جنون جو فرط محبت مین بہم پہونچا اُسنے اس احوال کو پہونچایا فقیر دیوانگی محبت کہیگا اور دیوانگی و محبت کہنے کو منع کرے گا اور دیوانگی محبت کہنے کو نہ مانع آئیگا نہ تسلیم کرے گا زیادہ اس سے کیا عرض کرون یاد آوری اور مہر گستری کا شکر بجالاتا ہون اور بس۔

اب بیان سے روے سخن حضرت پیر و مرشد صاحب عالم صاحب کی طرف ہے اپنے مخدوم و مطاع حضرت صاحب کی خدمت مین بندگی عرض کرتا ہون اور حیران ہون کہ اور کیا کہون یہ مدعا چودھری صاحب کی تحریر سے معلوم ہوگیا تھا اُس کا جواب لکھا گیا حضرت کے دستخط خاص کی لکھی ہوئی عبارت سے جو سمجھتا ہون اُسکا جواب لکھتا ہون اور جو کچھ مجھسے نہین پڑھا گیا وہ تعویذ بازو کر رکھتا ہون اگر بفرض محال کبھی ملاقات ہوگی تو آپ سے دریافت کرکے پاسخ گزار ہونگا ہان حضرت سچ ہے میر ابن حسن خان میرے دوست ہین اور مرزا عباس میرا بھانجا فتنہ و فساد کے زمانہ مین بلگرام مین رہا اور اب وہ فرخ آباد مین ڈپٹی کلکٹر ہے آپکی اور بھائی منشی نبی بخش صاحب کی ملاقات سے میرا دل بہت خوش ہوا یا در ہے سخن فہمی اس بزرگوار کا حق ہے اب آگرہ مین بیکار اور پنشن کے امیدوار ہین ع تا ہرچہ گفتی از تو مکرر شنودمی۔ شد سے کی رعایت سے کہ وہ بیاے مجہول ہے بمعنی بیشد اکثر صاحب گفتی کو بھی بیاے مجہول پڑھتے ہین تاکہ میگفت کے معنی پیدا ہون اس صورت مین خطاب سے بطرف غیب کے رجوع کرتے ہین اور گفتی

کی یای معروف سے صیغہ واحد حاضر ہے از منہ مین سے اشعار زمانہ ماضی رکھتا ہے اور شدن اور شود یہ سبب استقبال کے مقتضی ہین اور معروف گفتی ماضی ہے پس اگر گفتی بیاے معروف کہیے تو اوپر کے مصرعہ مین بُدی کہنا ہوگا بودی کا مخفف خلاصہ یہ کہ اگر وہان بُدی کہیے تو یہان گفتی بیاے معروف بے تکلف درست اور بیاے مجہول غلط ہے اور اگر وہان شدے کہیے تو یہان گفتے بیاے مجہول کہیے غیبت اور خطاب کا تفرقہ مٹا دیجئے گفتے بیاے مجہول مین خطاب حاضر مقرر رہتا ہے اور تو کا لفظ جو قریب ہے وہ اس معنی کو ہاتھ سے جانے نہین دیتا نظائر اسکے فارسی مین بہت ہین رباعی کے باب کی پرسش ہرگز نہ رہی نہین کہی زیادہ حد ادب

۲ - چودھری عبد الغفور سرور کے نام

بندہ پرور مہربانی نامہ آیا سر پر کہا آنکھون سے لگایا فارسی کی تکمیل کے واسطے اصل الاصول مناسبت طبیعت کی ہے پھر تتبع کلام اہل زبان لیکن نہ اشعار قتیل و واقف و شعراے ہندوستان کہ یہ اشعار سواے اس کے کہ انکو موزونی طبع کا نتیجہ کہیے اور کسی تعریف کے شایان نہین ہین نہ ترکیب فارسی نہ معنی نازک ہان الفاظ فرسودہ عامیانہ جو اطفال دبستان جانتے ہین اور جو متقدی نثر مین درج کرتے ہین وہ الفاظ فارسی یہ لوگ نظم مین خرچ کرتے ہین جب رودکی و عنصری و خاقانی و رشید و وطواط اور ان کے امثال و نظائر کا کلام بالاستیعاب دیکھا جاے اور انکی ترکیبون سے آشنائی بہم پہونچے اور ذہن اعوجاج کی طرف نہ لیجاے تب آدمی جانتا ہے کہ ہان فارسی یہ ہے منکہ باشم اسکی جو شرح چھاپہ مین لکھی ہے اُسکو ملاحظہ کیجیے اور معنی میرے خاطر نشان کیجیے تو مین سلام کرون پہلے نظر یہان لڑانی چاہیے کہ از اوج بیان انداختہ کا فاعل کون ہے اور مفعول کون ہے اگر عقل کل کو انداختہ کا مفعول اور منکہ کے کاف کو کدامیہ ٹھہراؤ گے تو بے شبہہ انداختہ کے فاعل دو ٹھہرینگے ایک ناوک انداز ادب اور ایک مرغ اوصاف تو ایک فعل اور دو فاعل یہ کیا طریق اور کیسی تحقیق ہے اب فقیر سے اس کے معنی سُنئے من انداختہ کا مفعول را مقدر منکہ کا کاف توصیفی ناوک انداز ادب ادب آموز یعنی اوستاد مرغ توصیف تو فاعل مجھکو کہ عقل کل کا اوستاد ہون تیرے مرغ توصیف نے اوج بیان سے گرا دیا عقل کل تک کہ وہ علویون مین اعلی ہے اس کا ناوک پہونچ سکتا تھا مگر مرغ اوصاف اُس مقام پر ہے

کہ جہان اس ناوک انداز کو ناوک پہونچانے کی گنجایش نہین اوج بیان سے گرنا عاجز آجاتا ہے قدرت وہ کہ عقل کل سے بھی زیادہ اور عجز یہ کہ اوج بیان سے گر گیا اچھا مبالغہ ہے مرتبہ اوصاف کی بلندی کا اور کیا خوب مضمون ہے اظہار عجز با وجود دعوی قدرت مصرعہ ایثار تو بر دوختہ چشم دہن آز تو اس کے تو معنی وہ ہی ہین جو چھاپہ مین لکھے ہین مصرعہ ثانی کی شرح مین گمراہ ہو گیا مصرعہ احسان تو ہر قطرہ دریا بشگافت ؛ تاہم لقبہ حباب بنیاد بہ پیمان اس معنی کے معنی نہین سمجھا سیدھی بات ہے مگر خیال مین جب آجیگی کہ اساتذہ کے مسلمات معلوم ہون کمال ایثار و عطا مین مروارید و یاقوت و بحر و معدن کی کم تحقیق آتی ہے لعل و دُر کا معدوم ہو جانا اور بحر و کان کا خالی رہجانا نئی نئی طرح سے باندھا ہے چنانچہ مین نے کسی زمانے مین اسی زمین مین ایک قصیدہ لکھ کر وزیر الدولہ والی ٹونک کو بھیجا تھا اوس مین کے دو شعر آپ کو لکھتا ہون نظم ناموس نگہہ داشتی از جود بگیتی ؛ جز پردگیان حرم معدن و یم را وقت ست کہ این قوم بہر کوچہ و بازار ؛ پرسند ز ہم بنشار رسوائی ہم را ؛ پردگیان حرم معدن و یم و لعل و گوہر وہ جو کثرت ایثار سے کوچہ و بازار مین خاک آلودہ پڑے ہوے ہین وہ باہم گرد دردمندانہ یہ گفتگو کرتے ہین کہ اس شخص نے سب کی حرمتین رکھ لین اور سب کی آبروئین بچائین ہمکو اسقدر بے حرمت اور ذلیل کیون کر رکھا ہے قطرہ دریا کا حباب کے واسطے چیرنا بے حساب ہے مقولہ عرفی کا یہ ہے کہ جتنے موتی دریا مین ہاتھ آئے وہ بخش دیے اور بخشش کا ذوق باقی رہا چونکہ قطرہ مین بالقوہ استعداد موتی ہو جانے کی ہے تو اس احتمال سے ہر قطرہ دریا کو چیر ڈالا کہ اگر موتی ہاتھ آوین تو وہ سائلون کو دیے جاوین پہلے مصرعہ مین حرص کا سیر کر دینا موافق مسلمات شعرا کے ممتنع اور اس کا موضوع مین آنا اغراق دوسرے مصرعہ مین باحتمال استعداد بالقوہ قطرہ کو چیر ڈالنا اور پھر اس طرح کہ ہر قطرہ کو یہ اغراق سے گذر کر تبلیغ و غلو ہے۔

یہان سے خطاب حضرت صاحب عالم کی طرف مخدوم مکرم و مطاع معظم قبلہ دیدہ و دل کہ جو میرے اور اپنے ملنے کو از قسم فرض محال نہین مانتے ہین خدا کرے ایسا ہی ہو جیسا وہ جانتے ہین تقصیر معاف ہو اگر دنیا مین ظہور ہر امر بحسب مساعدت اسباب ہے تو اس تمنا کا حصول مانند اعادہ شباب ہے کوئی وجہ

نہیں پاتا ہے آپکے یہان تشریف لانے کی اور کوئی صورت نہیں نظر آتی میرے وہان آنے کی اگرچہ حیز امکان سے باہر نہین مگر وقوع مین تامل ہے اب جو بھائی منشی نبی بخش صاحب کو خط لکھونگا تو آپکا سلام ضرور لکھ دونگا آپنے احباب البعاض کی خیر و عافیت عموماً لکھی بالتخصیص حضرت شاہ عالم صاحب کا سلام نہ لکھا گیا وہ وہان نہین ہین اگر اور کہین ہین تو انکا حال مجکو لکھئے اور اگر وہان ہین تو میرا سلام اونکو کہئے رباعی کے باب مین بیان مختصر یہ ہے کہ اس کا ایک وزن معین ہے عرب مین دستور نہ تھا سواے عجم کے یہ بحر ہزج مین سے نکالا ہے مفعول مفاعلن فعولن ہزج مسدس اخرب مقبوض مقصور اس وزن پر فعلن بڑھا دیا ہے مفعول مفاعلن فعولن فعلن زحافات اسمین بعض کے نزدیک اٹھارہ اور بعض کے نزدیک چوبیس ہین اور وہ سب جائز اور روا ہین اور اس بحر کا نام بحر رباعی ہے رباعی سچ ہے کہ سواے اس بحر کے اور بحر مین نہین کہی جاتی اور یہ جو مطلع اور حسن مطلع کو رباعی کہتے ہین اس راہ سے کہ مصرعہ چار ہین کہو ورنہ رباعی نہین ہے نظم ہے قدما کو بیشتر اس کا التزام تھا کہ ہر مصرعہ مین قافیہ رکھتے تھے خاقانی برعایت صنعت ذوقافیتین کہتا ہے شعر من بودم و آن نگار روحانی روی ؛ افگندہ دران دو زلف چوگانی گوی ؛ خلقے بدر ایستادہ خاقانی جوی ؛ من در حرم وصال سبحانی گوی ؛ مین پانچ سات برس سے بہرا ہو گیا ہون ایک رباعی چار قافیہ کی اس مضمون خاص کی مین نے لکھی ہے بے رعایت صنعت ذوقافیتین رباعی دارم دل شاد و دیدہ بینائی وز کری گوشم نبود پروائی ؛ خوبست کہ نشنوم ز ہر خود رائی ؛ گلبانگ انا ربکم الاعلائی ؛ فقیر اس باب مین متعصب ہے اور وزن کی دو بیت مین قافیہ والی کو رباعی نہ کہئے گا نثر عاری نہ قافیہ نہ وزن نثر مسجع قافیہ موجود وزن مفقود مگر اس مین ترصیع کی رعایت ضرور ہے یعنی فقرہ مین کے الفاظ مماثل اور ملائم یکدگر ہون اور اگر یہ بات نہو گی اور صرف قافیہ ہوگا تو اسکو مقفی کہین گے نہ مسجع نثر مرجز وہ ہے کہ وزن ہو اور قافیہ نہو جب آپ لالہ قتیل کے گڑھے ہوئے فقرے دیکھ چکے ہین تو مجکو فقرہ تراشی کی تکلیف کیون دیتے ہین زمانہ گذشتہ مین بھائی ضیاء الدین خان صاحب نیر تخلص ایک مختصر سا دیوان حضرت نظامی کا مجھکو دکھانے لائے تھے اسمین نثر مرجز بھی مین اس دن نواب مصطفی خان حسرتی شیفتہ کو خط لکھا چاہتا تھا اسی وتیرہ پر خط لکھا اور وہ خط پنج آہنگ مین ہے مگر مین نے اس طرز مین بہ تقاضاے

شوخی طبع یہ بات کی ہے کہ ایک جگہ جو فقرے مقفیٰ ہو گئے ہین اور وہ لفظ مجکو پسند آئے ہین تو مین نے اسکو یون ہی رہنے دیا ہے اسکو دستور مین تصور نہ کیجیے گا وہ رقعہ یہ ہے رقعہ ہان خواجہ بے پروا من بندہ کہ غمناکم و ز غصہ جگر چاکم خواہم سخنے گفتن آن روز کہ میرفتند آن نامہ فرستادند کز دیدن آن خون شد دل تا جگر ازاندہ گفتم چہ کنم غالب چون کار دگرگون شد حتی بایدم اینک رفت تا عذر سخن خواہم چون گرد و غباری بود رفتن نتوانستم آن روز بشام آمد لا بلکہ سیہ تر شد سر ماندہ ببالین ہیچون غمزدگان خفتم ہے ہے چہ توان خفت آن خستہ کہ غمخوارش بر زخم نمک ریزد و دیدہ بیدارش شور آبہ روان باشد چون از افق شرقی خورشید درخشندہ ناگاہ سری بر زد و آتش بجہان در زد و مرغ سحری پر زد رفتم بجگر کاوی وان راز نہانی را از دل بزبان دادم در صورت تنہائی بے پردہ چو ہمرازان نی آمد و ہمدم شد چندانکہ دم اندر نی از مہر دمیدم من چون من بنوا آمد و آن نالہ کہ بر لب بود از باطن نی سر زد آندم کہ نفس بانی زینگونہ کشاکش کرد یک کاغذ نوشتہ بود دست بدستم در چون نالہ نمودی داشت زان شعلہ کہ دودی داشت بر صفحہ نشانہا ماند گفتم مگر این صفحہ غمنامہ رازستی فہرست نیازستی باید کہ فرو پیچم وانگہ بہ نشانمندی زی خواجہ روان سازم کوتاہ کنم گفتن آن نامہ کہ من گفتم حجاب در ولا بردند و روان کردند ہر چند در اندیشہ پیداست کہ خوش باشد با خواجگی استغنا با اینہمہ خوش نبود پوزش نہ پذیرفتن امروز سحرگاہان روشن گہر آن نیر کش روح و روان دانم بل خوشتر ازان دانم دیوان نظامی را آورد بسوی من زینگونہ نوا ہا بود در پردہ گفتارش کز ذوق بہنجارش این زمزمہ سر کردم والا گہر اکبر خان خوانند سلام از من۔

۳۔ چودھری عبدالغفور سرور کے نام

بندہ پرور آپکا تفقد نامہ محررہ پندرہ نومبر آج پنجشنبہ کے دن اٹھارہ نومبر کو یہان پہونچا مارہرہ کا خط دلی چوتھے دن آیا پھر دلی کا خط مارہرہ مین کیون پہونچتا ہی تو تمہاری خوشی ایسے یہ خط بیرنگ بھیجتا ہون مگر مجکو اطلاع دیجیے گا کہ یہ کسدن پہونچا۔ ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء کو یہان فساد شروع ہوا مین نے اسی دن سے گھر کا دروازہ بند اور آنا جانا موقوف کر دیا بے شغل زندگی بسر نہین ہوتی اپنی سرگذشت لکھنی شروع کی جو سنا گیا وہ بھی ضمیمہ سرگذشت کرتا گیا مگر بطریق

لزوم مالا یلزم اس کا التزام کیا ہے کہ بزبان فارسی قدیم جو دساتیر کی زبان ہے اُنہین یہ نسخہ لکھا جائے
اور سوائے اسما کے کہ وہ نہین بدلے جاتے کوئی لغت عربی اُسمین نہ آوے چنانچہ ایک نسخہ آپ کی
خدمت مین بھیجتا ہون مگر یہ نذر ہے جناب قبلہ و کعبہ حضرت صاحب عالم صاحب کی اور چونکہ وہ آپکے
بزرگ ہین جرأت نہ کر سکا کہ آپ کی نذر کرون اور سیہین اُن کو مشترک رکھون نذر اُنکی ہے اور فیض یابی
آپ کے مطالعہ سے ہیہات یہ کاتب اساتذہ کے کلام کو کیا بگاڑ دیتے ہین گویا مسخ کر دیتے ہین اُن سے
بعید نہین لیکن تم سے اور حضرت صاحب سے بعید ہے کہ سہو کاتب کا نہ سمجھ لیا ہو ۵ من آن دریای آشوبم کہ
از تاثیر خاصیت ہٗ دو کافون کا علی التواتر آنا دوسری بات ہے دریائے آشوب کیا ٹکسال باہر لفظ ہے
استعارہ بالکنایہ صحیح مگر یہ محل نہین ہے یہان تو دریا چاہیے بے شائبہ استعارہ وکنایہ عیاذاً باللہ عرفی
اگر ایک بڑا قدح بنگ کا یا ایک بوتل شراب کی پیے ہوئے ہوتا تو بھی یون نہ لکھتا اس غریب کا مصرع یون ہے
ع من آن دریای پر آشوبم کہ از تاثیر خاصیت ہٗ دریا موصوف پر آشوب صفت دوسرے مصرعہ کا کاف صفت کی سیر

اب روئے سخن حضرت صاحب عالم صاحب کی طرف امیدوار ہون کہ میرے مخدوم مرشد میرے ہم فن
مخدوم میری تقصیر معاف کرین اگرچہ اڑسٹھ برس کی عمر مین بہرا ہو گیا ہون پر بینائی مین فتور نہین عینک سے
اعانت چاہتی منظور نہین باوجود حدت بصر بسبب نقص فہم کے دستخطی عبارت مجھسے پڑھی نہین جاتی آگے جو
دو بار مین نے جواب لکھا ہے صرف قرائن ملحوظ رکھے ہین ورنہ عبارت باستیفا مجھسے نہین پڑھی گئی آخر چودھری صاحب
تو آپکے معتقدون مین بمنزلہ عزیزون کے ہین جو آپ فرمایا کرین وہ انہین الفاظ کو لکھ دیا کرین اب سب عبارتون کا جواب
جب لکھونگا کہ کتاب کی رسید اور اُس مطلب کا اعادہ تحریر بدستخط چودھری صاحب میرے پاس آ جائیگا زیادہ حد ادب

۴ ۔ چودھری عبدالغفور سرور کے نام

جناب چودھری صاحب آپ کا عنایت نامہ اسوقت پہونچا اور یہ وقت صبح کا ہے دن بدھ کا
ربیع الثانی کی چوبیسوین اور دسمبر کی پہلی کتاب کے پارسل کی رسید معلوم ہوئی حکیم عبدالرحیم خان کوئی
نامی اور نام آور آدمی نہین ہین یہان کے قاضی زادون مین سے ایک شخص ہین اب طبابت کرنے
لگے ہین میرے بھی آشنا ہین مگر صرف سلام علیک زیادہ ربط نہین ہے سو اُن کا حال مجھکو کچھ معلوم

نہین کہ وہ کہان ہین اور کسطرح ہین آگے حضرت صاحب کی خدمت مین عرض کیا تھا کہ آپ جو کچھہ لکھین وہ
بقلم چودہری صاحب لکھا بیاسے حضرت نے نہ مانا اور پھر عبارت بخط خاص لکھی واللہ باللہ نہ مجھسے نہ اور
کسی سے پڑھی گئی ناچار آپکا خط پھر آپکو بھیجتا ہون حضرت سے کچھہ نہ فرمایئے گا مگر اس عبارت کو اپنے ہاتھہ سے
نقل کرکے مجکو بھجوائیگا ضرور اور جلد شفیق مکرم جناب چودہری صاحب غلام رسول کی خدمت مین سلام پہونچے

۵۔ چودہری عبد الغفور سرور کے نام

جناب چودہری صاحب کی خدمت مین سلام عرض کرتا ہون اور شکر احسان بجالاتا ہون۔
اور حاشا و حاش للہ کے جواب کو حوالہ اُن سطور پر رکھتا ہون کہ جواب جناب حضرت صاحب کے
ارشاد کے جواب مین لکھونگا آپکو اتنا لکھنا اور کافی ہے کہ اپنے عم والا قدر جناب چودہری غلام رسول صاحب
کو فقیر کا سلام نیاز پہونچایئے اور جناب شیخ عطا حسین صاحب عطا کو بھی سلام کہیئے۔
اب خطاب جناب حضرت صاحب عالم صاحب کی طرف ہے پیر و مرشد قلم کا کام زبان سے لینا
یعنی تحریر کے مطالب کو پڑھنا اور پڑھا دینا آسان ہے اور زبان کا کام قلم سے لینا دشوار ہے یعنی جو کچھہ
کہا چاہیئے اُسکو کیونکر لکھا چاہیئے وہ بات کہان کہ کچھہ مین نے عرض کیا کچھہ آپ نے فرمایا دو چار باتون
مین جھگڑے نے انجام پایا خیر دولت ہمزبانی کہان میسر آپکے حکم بجالانے کو اپنا شرف جانتا ہون اور
عرض کرتا ہون کہ نظامی ایلسیا ہوا کہ جبتک فرید آباد کا کھتری دیوانی سنگہ ثم متخلص بہ قتیل جسکو حضرت نے
مرحوم لکھا ہے اُسکی تصدیق نہ کرے تب تک اُسکا کلام قابل استنا دنہو قتیل اساتذہ سلف کے کلام
سے قطعًا آشنا ہی نہین اُسکے علم فارسی کا ماخذ ان لوگون کی تقریر ہے کہ جو نواب سعادت علی خان کے
وقت مین ممالک مغربی کی طرف سے لکھنؤ مین آئے اور ہنگامہ آرا ہوئے بیشتر سادہ کشمیری یا کابلی و
قندھاری و مکرانی احیانًا کوئی عامہ اہل ایران مین سے بھی ہو مانا کہ عظماے ایران مین سے بھی کوئی ہوگا
تقریر اور ہے تحریر اور ہے اگر تقریر بعینہ تحریر مین آیا کرے تو خواجہ بقراط سے اور شرف الدین علی یزدی اور
ملا حسین واعظ کاشفی اور طاہر وحید یہ سب نثر مین کیون خون جگر کہا یا کرتے وہ سب طرح کی نثرین جو لالہ
دیوانی سنگہ قتیل متوفی نے بتقلید اہل ایران لکھی ہین نہ رقم فرمایا کرتے یہ شخص مدعی ہے کہ کدہ کا

لفظ سواے پانچ چار اسم کے اور اسم کے ساتھ ترکیب نہین پاتا۔ پس آرزوکدہ اور دیوکدہ اور نشترکدہ اور امثال اسکے جو ہزار جگہہ اہل زبان کے کلام مین آیا ہی وہ نادرست ہے مین اور آپ بیٹھین اور اسکے خرافات پڑھے جایئن اور جو مین عرض کرون اُسپر حضرت غور فرمایئن تب معلوم ہو کہ یہ کتنا لغو اور فارسی دانی سے کتنا بیگانہ ہے آمدم بر سر مدعا نثر مرجز اُسکو کہتے ہین کہ وزن ہو اور قافیہ نہو مقابل مقفّٰی کے کہ قافیہ ہو اور وزن نہو اور یہان یہ بھی سمجھا چاہیئے کہ وزن مین قید منظور نہین ہے مثلاً حضرت نظامی علیہ الرحمۃ کی نثر کا وزن یہ ہی مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن حضرت ظہوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہین۔ رایتش سروبن گلشن فتح و خنجرش ماہی دریاے ظفر و یہ نثر مرجز ہے وزن اس کا فعلاتن فعلاتن فعلن کا انہون نے مقفّی کرنے کے واسطے صورت بدل دی ہے اور کچھ تصرف کیا ہے کہ نثر نہ مرجز رہی نہ مقفّی چنانچہ اساتذہ فن لن تنالوا البر حتی تنفقوا اس آیت سراسر ہدایت کو نثر مرجز کہتے ہین اور اس کا وزن یہ ہے فاعلاتن فاعلاتن فاعلن ویرزقہ من حیث لا یحتسب اس کا وزن فعولن فعولن فعولن فعول بندہ کی تحقیقات یہی ہے کہ نثر تین قسم پر ہے مقفّی قافیہ ہے اور وزن نہین مرجز وزن ہے اور قافیہ نہین عاری نہ وزن ہے نہ قافیہ مسجع ہی مقفّی ہے کہ دونون فقرون مین الفاظ ملایم اور مناسب ہمدگر ہون نظم مین یہ صنعت آپڑے تو اُسکو مرصع کہتے ہین اور نثر اس صنعت پر مشتمل ہو تو اُسکو مسجع کہتے ہین اس قاعدہ کو نہ عبدالرزاق بدل سکتا ہے نہ صاحب قلزم ہفتگانہ یہ فقرہ ہی بے سروپا حاشا و حاشا للہ کلام اہل عرب مین اُسی طرح ہے جسطرح آپ فرماتے ہین مگر پارسیون نے ازراہ تصرف کے بمعنی زنہار قرار دیا ہے یعنی تاکید اگر منفی پر آئے تو نفی کی تاکید اور مثبت پر آئے تو اثبات کی تاکید مین کسی کلمہ کا استعمال نہین کرتا جبتک اہل زبان کے کلام مین نہین دیکھتا حاشی بیچارہ لائق اس کے نہین کہ مستند علیہ پڑے مگر یہ لفظ غلط نہین لکھا ہے اُس غریب نے حضرت قبلہ فارسیون کے تصرفات اگر دیکھیے تو حیران رہجایئے مجکو اسوقت کہان یاد ہے اور کتاب کے نام تو کوئی ورق بھی لکھا ہوا میرے پاس نہین حاشا کا کوئی شعر ہو کہ نفی اگر یاد آجائیگا تو آپ کو لکھا جائیگا شعر ہرزہ مشتاب و پی جادہ شناسان بردار ؎ اے کہ در راہ سخن چون تو ہزار آمد و رفت ؎ یہ مثنوی حبس مین یہ

مصرعہ ہے ع حاش للّٰہ کہ بدنمیگویم ۔ کلکتہ مین مین نے لکھی ہے پانچہزار آدمی فراہم تھے اور جو
اعتراض مجھپر کئے تھے اس مین سے ایک اعتراض یہ تھا کہ ہمہ عالم غلط ہے یعنی ہمہ کا لفظ عالم کے لفظ
کے ساتھ ربط نہین پاسکتا قتیل کا حکم یون ہے عرض کیا گیا کہ حافظ کہتا ہے مصرعہ ہمہ عالم گواہ عصمت اوست
سعدی کہتا ہے ع عاشقم بر ہمہ عالم کہ ہمہ عالم ازوست ۔ غرض اس تحریر سے یہ ہے کہ یہ مثنوی وہان لکھی گئی
اور ایک ایک نقل مولوی کرم حسین بلگرامی اور مولوی عبد القادر رامپوری اور مولوی نعمت علی عظیم آبادی
اور اُنکے امثال اور نظائر کے پاس بھیجی گئی اگر یہ لوگ جگہ پاتے تو میری کھال اُدھیڑ ڈالتے اب ایک
نسخہ ہے ابطال ضرورت اگرچہ صاحب اسکا ہندی ہے بلکہ ہندو ہے مگر قابل اچھا ہے دیکھیے اساتذہ کیا کیا
تصرفات نمایان کر گئے ہین مین نے آج تک اُردو مین نظاری بمعنی انتظار نہ آپ لکھا نہ اپنے شاگردون کو
لکھنے دیا اساتذہ مسلم الثبوت کے ہان فارسی مین موجود ہے حاشا ایسا نہین کہ انہین فارسی والون کو تامل
ہو زیادہ حد ادب ۔

۶۔ چودھری عبد الغفور سرور کے نام

جناب چودھری صاحب آپ کو بعد ابلاغ سلام آپکے خط کے پہونچنے سے آگہی دیتا ہون اور یہی
آپکو معلوم رہے کہ آپکے چچا صاحب کے خط کا جواب اس سے آگے بھیج چکا ہون مین نہین آسکا یہان پنشن کا مقدمہ
پیش ہے کبھی صاحب کمشنر بہادر کے پاس کبھی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے پاس جانا ہوتا ہے خود نہ جاؤن
تو یہ خیال رہتا ہے کہ خدا جانے کس وقت بلا بھیجین یا کس وقت کوئی پرسش آجائے بائیس مہینے
سے وہ رزق کہ جو مقوم جسم اور مفرح روح تھا مسدود ہے کیا کھاؤن اور کیونکر جیون الحمد کہ گنہگار
نہین ٹھہرا پنشن پاؤنگا مگر وہ پنشن گورنمنٹ کے پولیٹکل کے سررشتہ سے مقرر کی ہوئی ہے سو دلی
کی ایجنٹی کا دفتر فرو فرولٹ گیا کوئی کاغذ باقی نہین رہا اب یہ شہر پنجاب احاطہ مین ملگیا پنجاب کا نواب
لفٹنٹ گورنر بہادر یہان کا صدر ٹھہرا اُس دفتر مین میری ریاست کا میری معاش کا میری عزت کا نام و
نشان نہین ہے ایسے ایسے پیچ پڑ گئے ہین کچھ نکل گئے ہین کچھ باقی رہے ہین یا یہ بھی نکل جائینگے

ع کارہا آسان شود اما بہ صبر

یہان سے روے سخن صاحب عالم صاحب کی طرف ہے جناب رفعت مآب مولائی و مرشدی
تسلیم قبول کرین اور اس تحریر سے جواب میرے پاس بھیجی ہے مجکو شادان اور اپنے بخت اور قسمت
پر نازان تصور فرماوین سب سمجھا اور سب مطالب کا جواب لکھتا ہون پہلے اپنا ایک شعر کمال گستاخی
کو کار فرما کر لکھتا ہون اور یہ نہین لکھتا کہ یہ شعر مین نے کیون لکھا ہے شعر یہ ہے شعر

مرا بغیر زبک جنس در شمار آورد ✤ فغان کہ نیست ز پروانہ فرق تا مگسش ✤ بہر حال حضرت کو یہ معلوم رہے
کہ مین اہل زبان کا پیرو اور ہندیون مین سواے امیر خسرو دہلوی کے سب کا منکر ہون جبتک قدما یا متاخرین
مین مثل صائبؔ و کلیمؔ و اسیرؔ و حزینؔ کے کلام مین کوئی لفظ یا ترکیب نہین دیکھ لیتا اسکو نظم اور نثر مین نہین
لکھتا جن لوگون کے محقق ہونے پر اتفاق ہے جمہور کو انکا حال کیا گزارش کرون ایک اُنمین صاحب
برہان قاطع ہے اب ان دنون مین برہان قاطع دیکھ رہا ہون اور اُس کے فہم کی غلطیان نکال رہا ہون اگر
زیست باقی ہے تو ان نکات کو جمع کر کے اُس نسخہ کا نام قاطع برہان رکھونگا مصرعہ

کجا بود منزل کجا تا ختم

شعر فردوسی مین انگبین و شہد اور شعر استاد مین حرص و آز واقعی بادی النظر مین زائد
معلوم ہوتا ہے شیر ناب بہتر ہے لیکن حرص و آز کو کیا کیجیے گا مین عرض کرتا ہون کہ وہان بھی
خشم و آز ہے ہرگز حرص و آز نہین ہے حکما اور صوفیہ قوت غضبی اور قوت شہوی کی تخاییل مین
مختنین کرتے ہین قوت غضبی کی اصلاح سے فضیلت شجاعت اور قوت شہوی کی اصلاح
سے فضیلت عفت حاصل ہے اور یہ مسئلہ علم اخلاق مین مُبرہن ہے دیدہ کس حرص و آز بے معنی
محض استاد کو بدنام کیا ایک اسم سے دو مسمی تراشے واحد حقیقی کا تثنیہ اس سے علاوہ مرد عارف حکیم
نے قوت شہوی کی اصلاح کا ذکر کیا اور قوت غضبی کا مذکور ہی نہ کیا مین نے خود خشم و آز دیکھا ہے
اور یہی بجا ہے شہد کی جگہہ شیر اور حرص کی جگہہ خشم درست میری راے آپکی راے کے مطابق
مگر گوگرد سرخ اور پیل سفید مین ساکت ہون یہ تقریر کہ گوگرد سرخ کمیاب اور پیل سفید نایاب ہے
میرے دلنشین نہوئی کبریت احمر اور کیمیا اور عنقا ان سب کا ایک حکم ہے نظر اس قاعدے پر

پر لعل سپید بہتر ہے اور کبریت احمر اور پیل سپید بے جوڑ ہے جیسے امیر خسرو کی تمثیلیں ایک قاعدہ اور
عرض کرتا ہون کم کا لفظ اہل فارسی کی منطق مین کہین فائدہ معنی سلب کلی بھی کرتا ہے جیسے کم آزار یعنی
نیازارندہ نہ یہ کہ کم آزارندہ کم ہمتا یعنی بے ہمتا بلکہ اندک کا لفظ بھی اس طرح آتا ہے جیسا کہ میرا خداوند
نعمت نظامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتا ہے شعر پس وپیش چون آفتابم یکیست ۞ فروغم فراوان فریب اندکیست
یعنی فریب بالکل نہین نہ یہ کہ کچھ ہے پس کمیاب اور نایاب ایک چیز ہے نظامی نے لعل سپید کہا ہے
کسی صاحب طبع نے اُسکو غلط سمجھ کر پیل سپید بنا دیا ہے انگبین وشہد ناب شاید مثل غم واندوہ مسرت
وفرحت ہو یا نہو شیر ناب تو ہی ہو بلکہ شیر ناب بہتر ہے لیکن حرص وآز تو کسی طرح درست نہین عارف کا دعوی
ناقص اور لغو رہا جاتا ہے اگر یہ قباحت لازم نہ آتی تو بھی ہم حرص وآز کو مسلم نہ رکھتے کسواسطے کہ غلام کا
شبہہ بکمال وضوح غم واندوہ وعدل وداد کا نظیر نہین ہوسکتا ہان انگبین وشہد کے جواز مین ہم مضائقہ
نہ کرینگے مگر شیر ناب کو اُس سے اچھا سمجھین گے شہد میوہ کی حلاوت کے واسطے اور شیر افزایش لطافت
کے واسطے حاشا وحاش للہ کا جواب آغاز تحریر مین لکھ چکا آپکی اس نظیر لکھنے سے اس کے جواز پر میرا
یقین نہ بڑھا او کشف الغطا ، ازدوست یقینا نثر مرجز کے باب مین پیر و مرشد کو اتنا تامل کیون ہے یہ جو
نثرین آپ نے لکھی ہین سوا اُس نثر کے کہ جسکو آگے لکھونگا یہ تو سب مسجع ہین یعنی پہلے فقرہ کا ہر لفظ
وزن مین موافق ہو دوسرے فقرے کے لفظ سے نظم مین یہ صنعت آپڑے تو نظم کو مرصع کہین گے اور نثر مین
واقع ہو تو نثر کو مسجع کہین گے جو حضرت کہ اس نثر کو مرجز کہتے ہین وہ نثر مسجع کی مثال ہمکو دین زنہار زنہار یہ نثر
مرجز نہین مسجع ہے ہان یہ نثر مرجز ہے صاحبا شفیقا شفیق دلی زید الطافکم الی الابد بعد تبلیغ
بندگی و نیاز بر ضمیر منیر روشن باد + اگر وہ نثر کہ جسکو مین نے مسجع کہا ہے مرجز ہے تو اس کمبخت نثر کا
کیا نام ہے نہین وہ مسجع ہے اور یہ مرجز ہے مین تو بہت مختصر مفید لکھ چکا ہون آپ نہ مانین تو
کیا کرون وزن نہو قافیہ ہو وہ مقفی وزن ہو قافیہ نہو وہ مرجز ہے الفاظ فقرتین وزن مین برابر ہون
وہ مسجع اس صنعت کو بیشتر نثر مقفے مین صرف کرتے ہین اور جہان قافیہ کا التزام نہ کرو پھر [illegible] اقسام
ثلثہ نثر یہی ہے حضرات نے نثر مسجع کو مرجز کہا ہے جواب وہی ہے کہ اگر مرجز یہ ہے تو مسجع کس نثر کو

کہتے ہین اس سے زیادہ نہ مجکو علم نہ یارا ہے کلام قتیل لکھنوی اور غیاث الدین ملاے مکتبی رامپوری کی قسمت کہان سے لاؤن کہ تم جیسا شخص ہمرا معتقد ہوا اور میرے قول کو معتمد سمجھے بعد اتمام خط کے تحریر کے خیال آیا کہ شاید کسی بات کا جواب رہ گیا ہو مین نے آپ کے خط کو دیکھا اور ایک بات دستور شگرف کی عبارت مین نظر آئی مرجز کلامیست منثور کہ وزن دارد و سجع ندارد اس تعریف کو دیکھیے اور نمونہ نثر کو دیکھیے وہ موزون کہان ہے جو وزن دارد اسپر صادق آسکے وزن معنی تقطیع شعر مفقود و سجع ندارد خدا جانے یہ بزرگ سجع کسکو کہتا ہے سجع ہموزن ہونا دو لفظون کا فقرتین مین یا مصرعین مین سو اس نثر مین موجود ہے موجود کو مفقود اور مفقود کو موجود لکھا ہے اور پھر کلام اُس کا مقبول ہے اللہ اللہ ملا غیاث الدین لکھتا ہے پس مرجز نثری باشد کہ کلمات فقرتین اکثر جا باہم ہموزن باشند در تقابل یکدیگر بدون رعایت سجع خدا کے واسطے سجع تو اسی کو کہتے ہین کہ کلمات فقرتین یا مصرعین ہموزن یکدیگر ہون سو اس نثر مین موجود ہے کہ بدون رعایت سجع کے کیا معنی مگر یہ دونون صاحب وزن کو برابر ہونا کلمات کا سمجھتے ہین اور سجع تقطیع شعر کو کہتے ہین اس عقدہ کی رکاکت اظہر من الشمس ہے صاحب دستور شگرف کا کلام نص اور مولوی غیاث الدین کا کلام حدیث نہین ہے آپ بھی غور فرمایئے اور انصاف کیجیے۔

۷ - صاحب عالم کے نام

میکنم عرض گو مکرر باشد - پیر و مرشد آج ہی ایک خط چودھری عبد الغفور صاحب کے نام کا روانہ کیا ہے اور اس خیال سے کہ وہ گرمی ہنگامہ شادی مین اُس خط کا آپکی نظر سے گذرانا بھول نہ جائین یہ خط جداگانہ آپکو آج ہی بھیجتا ہون اصحاب ثلثہ کی عبارت نثر مرجز کے باب مین اتنی ہے کہ وزن دارد و سجع ندارد خدا کے واسطے وزن تقطیع شعر کو کہتے ہین وہ مثال کی نثر مین کہان ہے سجع اسکو کہتے ہین کہ کلمات فقرتین وزن مین برابر ہون یہ صنعت مثال کی نثر مین موجود ہے جو ہے اُس کا سلب جو نہین اُسکا ثبوت کیونکر مانون کیا آپکی یہ مرضی ہے کہ الفاظ کے ہموزن ہونے کو وزن تقطیع شعر کو

سمجھے مانلون مین تو نہ مانونگا آپ کو اختیار ہے یہ کلام معصوم کا نہین کہ اسکے مسلم نہ رکھنے سے
آدمی کافر ہو جائے زبان فارسی چرونے کا مال ہے عرب کے ہاتھ بطریق یغما آیا ہے جس طرح چاہین صرف
کرین خواجہ نصیر الدین طوسی آٹھ حرف کا زبان فارسی مین نہ آنا لکھتے ہین اور ذال نقطہ دار کا ذکر نہین
کرتے الا کوئی لغت فارسی ایسا بتایئے کہ جسمین ذال آئی ہو گزاشتن و گذشتن و پذیرفتن سب زے سے ہے
کاغذ دال مہملہ سے ہے اسکا ذال سے لکھنا اور کاغذ کو اسکی جمع قرار دینا تعریب سے ہے تحقیق اور ہم
آتش بدال ابجد ہے نہ بذال نخذ کوئی لفظ متحد المخرج فارسی مین نہین بلکہ قریب المخرج بھی نہین ثے
سے طوے نہین سین ہے ثے نہین اور صاد نہین ہاے ہوز ہے حاے حطی نہین یہانتک کہ قاف
نہین اس راہ سے کہ غین متحد المخرج بلکہ قریب المخرج ہے زے کے ہوتے ذال کیونکر + وہ میان صنا
ہانسی کے رہنے والے بہت چوڑے چکلے جناب عبد الواسع فرماتے ہین کہ بےمراد صحیح اور
نامراد غلط ارے تیرا ستیاناس جائے بےمراد اور نامراد مین وہ فرق ہے جو زمین و آسمان مین ہے نامراد
وہ کہ جسکی کوئی مراد کوئی خواہش کوئی آرزو بر آوے بےمراد وہ کہ جس کا صفحہ ضمیر نقوش مدعا سے سادہ ہو از
قسم بے مدعا بےغرض و بےمطلب حسبۃً للہ ان دونون امرون مین کتنا فرق ہے ناپروا اور ناکام
اور نادرست اور ناچار کہ یہ مخفف ناچارہ اور ناہار کہ یہ مخفف نہ آہار ہے اور نامراد اور ناانصاف
یہ سب درست ہین ہان کہان گئے ہانسی والے معلم + قافیہ شایگان کہ جسکو عرب ایطا کہتا ہے وہ
دو طرح پر ہے خفی و جلی اہل خرد نے خاک اڑائی ہے اور بات بنائی ہے خفی اور جلی کی تفسیر مین کچھ لکھتا
ہے کہ صاحب طبع سلیم کبھی اسکو نہ سمجھے چہ جائے آنکہ مانے اصل یہ ہے کہ ایطا وہ قافیہ ہے کہ جو دو حرف
ایک صورت کے ہون جیسے الف فاعل گویا و بینا و شنوا شعر اسیر بیت اے دانہ تسبیح خیالت دل ما
سر حلقہ زمستان رخت دیدہ بینا + اور نون دال مضارع کا جیسا استاد کے اس مطلع مین ہے شعر
دل شیشہ و چشمان تو ہر گوشہ برندش + مست است مبادا کہ بینا گہ شکنندش
اور ایسا ہی ہے الف نون جمع کا مثل چراغان و جوانان اور ایسا ہی ہے الف نون حالیہ مانند گریان و
خندان لیں اگر یہ مطلع مین آپڑے تو ایطاے جلی ہے اگر غزل یا قصیدہ مین بطریق تکرار قافیہ آپڑے

تو ایطا ے خفی ہے ایمہ فن نے وہ کچھ لکھا ہے کہ سمجھ مین نہین آتا اگر قائل تحقیق ہو تو میرے بیان پر غور کرو اور جو عبدالواسع اور غیاث الدین اور عبدالرزاق ان نامون کی شوکت نظر مین ہے تو تم جانو ایک شخص بھیک مانگتا ہے باپ نے اُسکا نام میر بادشاہ رکھ دیا ہے اصل فارسی کو اس کھتری بچہ قتیل علیہ ماعلیہ نے تباہ کیا رہا سہا غیاث الدین رامپوری نے کھو دیا انکی سی قسمت کہان سے لاؤن جو صاحب عالم کی نظر مین اعتبار پاؤن خالصًا للہ غور کرو کہ وہ خران نامشخص کیا کہتے ہین اور مین خستہ و دردمند کیا بکتا ہون واللہ نہ قتیل فارسی شعر کہتا ہے اور نہ غیاث الدین فارسی جانتا ہے میرا یہ خطا پڑھو یہ نہین کہتا کہ خواہی نخواہی پڑھو قوت ممیزہ سے کام لو ان غولون پر لعنت کرو سیدھی راہ پر آجاؤ اگر نہین آتے تو تم جانو تمہاری بزرگی پر اور میرزا تفتہ کی نسبت پر نظر کر کے لکھا ہے نہین کہتا کہ خواہی نخواہی میری تحریر کو مانو مگر اُس کھتری بچہ سے اور اس معلم سے مجاؤ کمتر نہ جانو عربی کا حرف اور ہے اور فارسی کا قاعدہ اور ہے سمجھو یا نہ سمجھو تم کو اختیار ہے عقل کو کام فرماؤ غور کرو سمجھو عبدالواسع پیغمبر نہ تھا قتیل پرھما نہ تھا واقف غوث الاعظم نہ تھا مین یزید نہین ہون شمر نہیں ہون مانتے ہو مانو نہ مانو تم جانو۔

۸- چودھری عبدالغفور سرور کے نام

جناب عالی آج آپ کا تفقد نامہ مرقومہ یازدہم شعبان مطابق پنجم مارچ بقید روز دوشنبہ پہونچا پہلے تو ان تاریخون کے حساب کے تطابق مین مین اُلجھا پھر خط کے جلد پہنچنے سے بہت خوش ہوا ڈاک کیا ہے خاک ہے خیر ادھر پڑھا اُدھر جواب لکھا خدا کرے یہ میرا خط جلد پہونچے ورنہ یہ آپ کو خیال ہوگا کہ غالب نے ہمارے خط کا جواب نہ لکھا حقیقت میری یہ ہے کہ راہ و رسم مراسلہ حکام عالی مقام سے بدستور جاری ہو گئی ہے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر غرب و شمال کو نسخہ دستنبو بسبیل ڈاک بھیجا تھا اُنکا خط فارسی مشعر تحسین عبارت و قبول صدق ارادت و مودت بہ سبیل ڈاک آگیا پھر قصیدہ بہاریہ تہنیت و مدحت میں بھیجا گیا اُسکی بھی رسید آگئی وہ یہ ہے خان صاحب

بسیار مہربان و دستان القاب اور کاغذ افشانی از ان بعد ایک قصیدہ جناب رابرٹ منٹگمری صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر قلمرو پنجاب کی مدح مین بتوسط صاحب کمشنر بہادر دہلی گیا اسکے جواب مین بھی خوشنودی نامہ بتوسط کمشنر بہادر کل مجکو آگیا پنشن ابھی تک مجکو نہین ملی جب ملے گی حضرت کو اطلاع دیجائے گی پیر و مرشد عالم ہین اور مین جاہل ہون اُنکے تسلیم نہ کرنے کو مین نے تسلیم کیا اور پھر تسلیم بجالایا آگے حضرت جناب مخدوم مکرم چودھری غلام رسول صاحب کی خدمت مین انھین الفاظ مین رسم مبارکباد ادا کی گئی تھی نہ عبارت آرائی نہ طبع آزمائی کچھ عجب نہین کہ وہ خط بھی مہی دو جون مین آپکو پہونچ جائیگا آپکا بھی تو مارچ کا خط مجکو اب آخر اپریل مین پہونچا ہے جناب شیخ صاحب کیون مجکو محجوب کرتے ہین -

اس باب مین اس سے زیادہ عرض نہین کرسکتا کہ افادہ مشترک ہی قصیدہ و مثنوی بھیجا کیجئے لطف اُٹھاؤنگا اور جو کچھ میرے خیال مین آئیگا بے تکلف عرض کرونگا میر اسلام کہیے اور مثنوی و قصیدہ اُن سے لیکر جلد بھیجا کیجئے اپنے عم عالی مقدار کی خدمت مین میر اسلام پہونچایئے اور کہیئے کہ حضرت خلاصہ مکتوب سابق یہ ہے الفاظ ہندی تھے شاید کچھ تغیر بالمرادف ہو تو ہو یہ شادی بصد ہزار مسرت آپ کو مبارک ہو اور اُنکی اولاد کو بھی اور اسی طرح اُنکی شادی کرنی نصیب ہو فیض علی خان صاحب کو میر اسلام پہونچے مین بھی آپکی ملاقات کا مشتاق اور آپ کا مداح رہونگا خط کا لفافہ اس خط مین ملفوف کرکے بھیجتا ہون یہ آج پہونچا اور آج ہی مین نے اس کا جواب لکھا کاتب وہی ہے جو لفافہ ملفوفہ کا مکتوب الیہ ہے -

۹- چودھری عبد الغفور سرور کے نام

جناب چودھری صاحب کی یاد آوری اور مہر گستری کا شکر بجالاتا ہون آپکا خط مع قصیدہ و مثنوی پہونچا مثنوی کو جداگانہ بطریق بُک پاکٹ بھیجتا ہون اور یہ خط جداگانہ ارسال کرتا ہون لفافہ اُسکا بھی آپکے نام کا ہے آپکے خواب کا ماجرا اور صبح کو ادھر کا قصد اور پھر اپنے چچا صاحب کے کہنے سے نظر تابستان پر اس عزم کا ملتوی رکھنا معلوم ہوا آپکے چچا صاحب نے کرامت کی کہ جو آپکو منع کیا ڈاک کی سواری پر اگر آپ اس شہر مین میرے مکان تک آجاتے تو ممکن تھا مگر رہنا شہر مین بے حصول اجازت حاکم احتمال ضرر رکھتا ہے اگر نہ خبر ہو تو نہو اور اگر خبر ہو جائے تو البتہ قباحت ہے زنہار

کبھی یہ گمان نہ کیجیے گا کہ دلّی کی عملداری میرٹھ اور آگرہ اور بلاد شرقیہ کے مثل ہے یہ پنجاب احاطہ مین شامل ہے نہ قانون نہ آئین جس حاکم کی جو رائے مین آوے وہ ویسا ہی کرے بہرحال بعد عید ایک بار زمرۂ دید ارو گر ہیچ ؎ انشاءاللہ العظیم دو تین مہینے مین یہان بھی صورت امن و امان کی ہو جائیگی مگر میری آرزو باستیفا اس صورت مین بھی بر آئیگی مین یہ تاکے ہوئے ہون کہ میری اور تمہاری ملاقات اسطرح ہو کہ ہم تم ہون اور حضرت صاحب عالم صاحب ہون اور باہم حرف و حکایت کرین اگر زمانہ میری خواہش کے موافق نقش قبول کرتا ہے تو مین مارہرہ کو آتا ہون حضرت پیر و مرشد کا اشتیاق اور اسی جلسہ مین تمہارے دیدار کا شوق ایسا نہین ہے کہ مجکو آرام سے بیٹھا رہنے دیگا صاحب یہ مثنوی تو میرے واسطے ایک مرثیہ ہو گئی ہے اس بزرگوار کے جگر مین کیا کیا گھاو پڑے ہونگے تب یہ تراوش خونناب ظہور مین آئی ہوگی فرد یہ ہے کہ عنوان بیان سے حق بجانب انھین کی معلوم ہوتا ہے چونکہ اصل کا رسیری نظر مین نہین اور حقیقت حال مجھ پر مجہول ہے اسواسطے انجام و آغاز اندازہ و انداز کچھ نہین سمجھا حک و اصلاح کو آپ بنظر اصلاح ملاحظہ فرماوین مین نے حسب دستور اپنے ہر جگہہ منشار اصلاح کمدیا ہے میرا شیخ صاحب سے سلام کہئے گا کہ کیا کرون دور ہون معذور ہون مدد نہین کر سکتا اعانت کے مراسم تقدیم کچھ نہین پہونچا سکتا خدا تمہارا نگہبان رہے والسلام۔

۱۰۔ چودھری عبدالغفور سرور کے نام

جناب چودھری صاحب آپکے تلطف نامہ کے ورود کی مسرت اور پارسل کے نہ پہونچنے کی حیرت باعث اسکی ہوئی کہ آپکو پھر تکلیف دون اور باآنکہ خط جواب طلب نہ تھا جواب لکھون بندہ پرور مین نے پارسل کی رسید لے لی تھی اب آپکا خط پڑھکر کارپردازان ڈاک کے پاس وہ رسید بھجوائی انھون نے کتاب دیکھکر میرے آدمی سے کہدیا کہ سکندرہ راو کی رسید یہ موجود ہے اب اس پارسل کی جوابدہی وہان والون کے ذمہ ہے یہ سنکر مین نے یون مناسب جانا کہ وہ رسید آپکے پاس بھیجدون آپ سکندرہ راو کے ڈاکخانہ مین بھجوا کر ان سے پارسل منگوا لین اور اب اس رسید کا میری طرف راجع ہونا کسی صورت مین ضرور نہین ہے السلام

۱۱۔ شاہ عالم کے نام

مخدوم زادہ والا تبار حضرت شاہ عالم سلام و دعا درویشانہ قبول فرماوین آپکا مع الخیر وہان

پہونچنا اور بزرگون کے قدمبوس اور بھائیون کے ہم آغوش ہونا آپکو مبارک ہو مصرع یوسف از مصر
بکنعان آمد + تفرقہ اوقات وسفر رامپور وشدت تموز مقتضی اسکی ہوئی کہ ہنوز تمہارے مسودات نہین دیکھے
گئے تا نزول باران رحمت الٰہی اور بھی چپکے بیٹھے رہو اپنے ماموں صاحب کو نیاز معتقدانہ اور اپنے
بھائیون کو سلام مخلصانہ کہئے گا اور اپنے والد ماجد یعنی میرے مرشد ہم عمر و ہم فن کو وہ سلام جس سے
محبت ٹپکے اور اشتیاق برسے پہونچائیگا اور عرض کیجئے گا کہ آرزوے دیدار حد سے گذر گئی یارب جبتک
حضرت صاحب عالم کو مارہرہ مین اور انوار الدولہ کو کالپی مین نہ دیکھ لون اور اُنسے ہمکلام نہو لون میری
روح کے قبض کا حکم نہو لیکن ۱۲۷۷ھ مین دو مہینے باقی ہین اب کی محرم سے اُس ذالحجہ تک میرا مدعا حاصل
ہوجاے شفیقی مکرمی چودھری عبد الغفور صاحب کو میرا سلام شوق کہیے گا اور یہ پیام پہونچایئے گا کہ
حضرت صاحب عالم کی تمناے دیدار بقید مارہرہ کنایہ اس سے ہے کہ اور کسی کا بھی دیدار مطلوب ہے ع
خواہش وصل مقدر ہے جو بندکو رہین + اُنکے اس خط کا جواب جو پرسون مجھکو پہونچا ہے موم جامہ مین
لپیٹ کر پہونچیگا انشاء اللہ العزیز آن جناب شاہ عالم صاحب پھر روے سخن آپکی طرف ہے جناب
میر وزیر علی خان صاحب بلگرامی یہان تشریف لائے اور میرے مسکن سے ایک تیر پرتاب کے فاصلہ
پر چاندنی چوک مین حافظ قطب الدین سوداگر کی حویلی مین اُترے ہین مرفی صاحب کا کام اُنکے سپرد ہوا
ہے یعنی ڈپٹی کلکٹر اور ڈپٹی مجسٹریٹ ہین اور ہزار روپیہ تک کا مقدمہ عدالت دیوانی کا بھی کرتے ہین
لیکن ہنوز قایم مقام ہین وہ صاحب جس کا نام لکھ آیا ہون بطریق رخصت سیالو گیا ہے ایک
دن فقیر بھی اُنکے مکان پر چلا گیا تھا حسن صورت اور حسن سیرت دونون اُنمین جمع ہین آنکھین اُنکے
حسن صورت سے روشن ہوگئین اور دل اُنکے حسن سیرت سے خوش ہوگیا واہ خاک پاک بلگرام
مین نے وہان کے جس بزرگوار کو دیکھا بہت اچھا پایا۔

۱۲ چودھری عبد الغفور سرور کے نام

شفیق مکرم منظہر لطف وکرم جناب چودھری صاحب کی خدمت مین بعد سلام یہ عرض کرتا
ہون کہ آپکا مہربانی نامہ آیا میرا رنج وتشویش مٹایا میری خدمت مقبول ہوئی خوشی حاصل ہوئی

میر امداد علی شاہ کو میری دعا کہنا انکا باپ میرا بڑا یار تھا میری طرف سے خاطر جمع کر دیجیے گا کہ اب سبیل اچھی نکل آئی ہے چودھری صاحب کے ذریعہ جو کچھ مجکو بھیجنا ہوگا بھجواؤنگا جناب چودھری صاحب آج کا میرا خط کاسۂ گدائی ہے یعنی تمسے کچھ مانگتا ہون تفصیل یہ کہ مولوی محمد باقر دہلوی کے مطبع مین سے ایک اخبار ہر مہینے مین چار بار نکلا کرتا تھا مسمی بدہلی اردو اخبار بعض اشخاص سنین ماضیہ کے اخبار جمع کر رکھا کرتے ہین اگر اتفاقًا آپ کے یہان یا کسی آپکے دوست کے یہان جمع ہوتے چلے آئے ہون تو اکتوبر سنہ ۱۸۳۷ع سے دو چار مہینے کے آگے کے اوراق دیکھے جائین جسمین بہادر شاہ کی تخت نشینی کا ذکر اور میان ذوق کے دو سکے اسکے نام کے کہکر نذر کرنے کا ذکر مندرج ہو بے تکلف وہ اخبار چھاپہ کا اصل بجنسہ میرے پاس بھیجدیجیے آپکو معلوم رہے کہ اکتوبر کی ساتوین آٹھوین تاریخ سنہ ۱۸۳۷ع مین یہ تخت پر بیٹھے ہین اور ذوق نے اسی مہینے مین یا دو ایک مہینے کے بعد سکے کہکر گزرانے ہین احتیاطًا پانچ چار مہینے تک کے اخبار دیکھ لیے جائین یہان تک کہ میری طرف سے ابرام ہے کہ اگر یہ شکل کسی اور شہر مین کوئی آپکا دوست جامع ہو اور آپکو اسکا علم ہو تو وہان سے منگوا کر بھیجیے والسلام مع الاکرام۔

۱۳ چودھری عبد الغفور سرور کے نام

شفیق میرے عنایت فرما میرے تمھاری مہربانی کا شکر بجا لاتا ہون نہایت سعی یہ تھی کہ آپ کی طرف سے ظہور مین آئی مین نے کلکتہ مین مہتمم مطبع جام جہان نما کو لکھ بھیجا ہے اور ترک سعی کیا ہے آپ بھی اب فکر نہ کیجیے اگر کہین سے آپ کے پاس آ جائے تو مجکو بھیجدیجیے میرے پاس آئیگا تو مین تم کو اطلاع دے دونگا عنایت الٰہی کا کون شخص مشتاق نہوگا اسکی پرسش زائد مین خدمتگزاری کو حاضر ہون وہ جب چاہین اپنا کلام بھیجدین میرا سلام اور یہ پیام کہدیجیے گا صاحب تمنے ہمارے پیر و مرشد کو کیسے خفا کر دیا بھلا وہ خط نہ لکھین نہ لکھین کبھی تمکو تو فرما دین کہ غالب کو میری دعا لکھ بھیجنا بہر حال میرا سلام نیاز عرض کیجیے اور انکے مزاج مبارک کی خیر و عافیت سے لکھیے اور یہ بھی لکھیے کہ اگر خدا نخواستہ وہ مجھسے ناخوش ہین تو ناخوشی کی وجہ کیا ہے اپنے چچا صاحب کی خدمت مین سلام نیاز پہونچا ئیگا اور مولانا عودی کو سلام شوق کہیے گا۔

۱۴۔ چودھری عبدالغفور سرور کے نام

میرے شفیق ولی چودھری عبدالغفور صاحب کو خدا سلامت رکھے دیکھو میرے حواس کا اب یہ عالم ہو گیا ہے کہ تمھارے نام کی جگہ تمھارے چچا صاحب کا نام لکھتا تھا اسی طریق سابق کے خط ایک سرنامہ پر لکھ گیا ہونگا بیت بہار پیشہ جوانی کہ غالبش نامند ؛ کنون ہمین کہ چہ خون ہیچکد ز ہر نفسش ؛ جو خطوط کہ آپ کے خطوط کے جواب میں آئے ہیں اُنکے بھیجنے کی کیا حاجت تھی آپکی سعی اور اپنی ناکامی پہلے سے میرے دلنشین اور خاطر نشان ہے جیسا کہ کوئی اوستاد کہتا ہے بیت تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل ؛ کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را ؛ وہ اخبار نہ کہیں سے ہاتھ آیا اور نہ آپکا مین اپنے خدا سے امیدوار ہون کہ میرا کام بغیر اُسکے نکل جائیگا بندہ پرور میرا کلام کیا نظم کیا نثر کیا اردو کیا فارسی کبھی کسی عہد مین میرے پاس فراہم نہین ہوا دو چار دوستون کو اس کا التزام تھا کہ وہ مسودات مجھسے لیکر جمع کر لیا کرتے تھے سو اُنکے لاکھون روپیہ کے گھر لٹ گئے جنمین ہزارون روپیہ کے کتب خانہ بھی گئے اُنمین وہ مجموعہ ہاے پریشان بھی غارت ہوئے مین خود اُس مثنوی کے واسطے خون جگر ہوتا ہون ہائے کیا چیز تھی پارسل مین خطوط بھیجنے محل اندیشہ ہے خدا نے بچایا چونکہ اب وہ خط آپکے کچھ کام کے نہ سمجھا از راہ احتیاط پارسل مین سے نکال لئے۔

۱۵۔ شاہ عالم کے نام

مخدوم زادہ عالیشان مقدس دودمان حضرت شاہ عالم امن و امان عز و شان و علم و عمر سے برخوردار رہین ہمارے حضرت ہمکو بھول گئے ہان سچ ہے اُنکا لطف چودھری عبدالغفور صاحب کے جوہر مہر و محبت کا عرض تھا جب جوہر نہ رہا تو عرض کہان بہرحال جناب حضرت صاحب عالم صاحب کو میری بندگی پہونچ جائے اور یہ سطرین اُن کی نظر سے گذر جائین چودھری عبدالغفور صاحب کو سلام کہیے گا اور یہ پوچھیے گا کہ قصیدہ کا بعد اصلاح کے نہ بھیجنا میرا گناہ ہے یا اُسکے سوا اور کوئی قصور ہے اگر یہی جرم ہے تو معاف کیجیے اور اگر کوئی اور جرم بھی ہے تو مجھے اطلاع دیجیے ان دو پیام کی تبلیغ کے بعد پھر روی سخن آپکی طرف ہے آپکا خط میرے نام کا اور اُسکے ساتھ ایک خط ڈپٹی میر وزیر علی صاحب کے نام کا پہونچا وہ پڑھا

وہ بھجوا دیا جو آدمی خط لیکر گیا تھا دو بار جواب مانگنے کو گیا پہلی بار حکم ہوا کہ کل آئیو دوسری بار حضرت نہ ملے مین نے اُس کے جواب سے قطع نظر کی اپنی خدمتگزاری کی آپ کو اطلاع دی دتی کی یاے تحتانی لکھ چکا تھا کہ ایک چپراسی آیا اور اُسنے خط تمھارے نام کا ٹکٹ لگا ہوا دیا اور کہا کہ ڈپٹی صاحب نے سلام کہا ہے اور یہ خط دیا ہی اب مین یہ خط اپنا مع اُنکے خط کے ڈاک گھر مین بھیجتا ہون صبح کا وقت یکشنبہ کا دن ۸ صفر اور ۲۵ اگست کی ہی ڈپٹی صاحب چاندنی چوک حافظ قطب الدین سوداگر کی حویلی مین رہتے ہین باقی انکے حالات اُنکے خط سے معلوم ہو جاینگے اپنے ماموں صاحب کی خدمت مین سلام نیاز اور اپنے بھائی صاحبون کی خدمت مین فقیر کی دعا پہونچا دیجئے گا والسلام۔

۱۶ چودھری عبد الغفور کے نام

جناب عالی چھاپا چھاپا ترجمہ ہندی ایک بار چھاپا کفایت کرتا ہے انواع انواع ہماری آپکی اول حال مین ہے لیکن تحریر مین درست نہین چمن پر فضا چمن پر فزا اسے ہوز سے کیون لکھا خطاب واحد غائب فقط شین ہے نہ اش ہان اگر آخر لفظ مبنی ہائے انتہائی حرکت پر ہو مثل غمزہ و چشمہ و خانہ و دانہ تو اُسکو یون لکھتے ہین چشمہ اش غمزہ اش خانہ اش دانہ اش اور باقی اور سب الفاظ کا حرف آخر شین سے ملجاتا ہے خطاب واحد حاضر خطاب واحد غائب خطاب متکلم ت ش م ہے الف کو یہان کیا دخل اور وہ جو کھتری بوہرہ یعنی جامع برہان قاطع است اش ام لکھتا ہے غلط کرتا ہے جہان تخت سے بعد اپنے نام کے یہ اشعار لکھے ہین ؎ پریشان تر ز خود شیم داستانی است + الخ وہان ربط کلام جاتا رہا تھا ایک جملہ فاصل کر دیا ہے یعنی بدین اشعار زمزمہ سراست یہ خبر اِس کاف توصیفی کی ہے اور آگے تو نثر ہے اُس کا فاعل وہی مصنف ہی حضرت پیر و مرشد صاحب عالم صاحب کی خدمت عالی مین میرا سلام مسنون عرض کیجئے گا اور یہ عرض کیجئے گا کہ آپکے منشور ملفوف کا جواب بانفراد آپ کی خدمت مین پہونچے گا۔

۱۷ صاحب عالم کے نام

۱۶

پیر و مرشد اس مطلع و حسن مطلع کو کیا سمجھون اور اسکا شکر کیونکر بجا لاؤن خدا کی بندہ نوازیان

ہین کہ مجھ ننگ آفرینش کو اپنے خاصان درگاہ سے بھلا کہواتا ہے ظاہرا میرے مقدر مین یہ سعادت عظمی اتنی کہ مین اس وبا سے عام مین جیتا بچ رہا اللہ اللہ ایسے کشتنی وسوختنی کو یون بچایا اور پھر اُس رتبہ کو پہونچایا کبھی عرش کو اپنا نشیمن قرار دیتا ہون اور کبھی بہشت کو اپنا پائین باغ تصور کرتا ہون واسطے خدا کے اوراشعار نہ فرمائیے گا ورنہ بندہ دعوی خدائی کرنے مین محابا نہ کرے گا کتاب افادات مآب پنج آہنگ نسخۂ لطیف تالیف شریف اس کے آگے غلام سے کچھ نہ پڑھا گیا مگر چودھری صاحب اور حضرت سید شاہ اسیر صاحب اور مولوی فضل احمد صاحب یہ تین اسم معلوم ہوے پھر بھی دوسرے اسم مین متردد ہون کہ آیا میرا قیاس مطابق واقع ہے یا نہین ہان چودھری صاحب اور مولوی فضل احمد صاحب ان دونامون مین تردد باقی نہین سمجھا یہ نہ سمجھا کہ مقصود کیا ہے اگر پنج آہنگ مطلوب ہے تو اُسکا جواب یہ ہے کہ میرا ایک نسبتی بھائی ہے نواب ضیاء الدین خان سلمہ اللہ تعالی وہ میری نظم ونثر کو فراہم کرتا رہتا تھا چنانچہ مجمع نثرین اور کلیات نظم فارسی اور کلیات نظم اردو سب نسخے اس کے کتب خانہ مین تھے وہ کتاب خانہ کہ ڈر کر عرض کرتا ہون بیس ہزار روپیہ کی مالیت کا ہوگا لٹ گیا ایک ورق نہین رہا ہان چھاپے کی پنج آہنگین اب بھی بکتی ہین اور معیوب بدو عیب ہین ایک تو یہ کہ جو بعد انطباع از قسم نثر تحریر ہوا ہے وہ اُسمین نہین دوسرے یہ کہ کاپی نویس نے وہ اصلاح میری نثر کو دی ہے کہ میرا جی جانتا ہے اگر کہون کوئی سطر غلطی سے خالی نہین تو اغراق ہے بے مبالغہ یہ ہے کہ کوئی صفحہ اغلاط سے خالی نہین بہر حال اگر فرمایئے تو لیکر بھیجدون مخدوم زادہ ہاے والا تبار مین پہلا نام سمجھ مین نہین آیا مگر پہلے [illegible] اُن کی خدمت مین اور پھر حضرت سید مقبول عالم کی خدمت مین سلام مسنون اور اشتیاق روز افزون عرض کرتا ہون۔

	۱۸ ـ چودھری عبدالغفور کے نام	۱۷

میرے مشفق کو سلام پہونچے دونون مخمس بعد اصلاح پہونچتے ہین فشار اصلاح سمجھ لیجیے سید عالی نسب وسرور والا حسب یہ افتتاح کلام اور ابتداے خطاب کے در خور ہے تنہا مصرعہ

ثالث اسکی جگہہ رکھہ دیا گیا دوسرے بند کی دو طرح پر تخمیس ہے دونون بے عیب ہین اور مزیدیلطف کسی مین نہین ہے مصرعون کو چاہو رہنے دو گذشت از افلاک وز افلاک گذشت ایک فارسی رہا اور ایک ہندی حضرت نے دونون فارسی مین لکھے تھے ندامت فعل پر مترتب ہوا کرتی ہے ترجمہ اسکا پشیمانی حضرت یوسف کو ندامت کیون ہو مگر خجالت اُس کا ترجمہ شرمندگی آپ غور کیجیے کہ ندامت اور خجالت مین کتنا فرق ہے جہان آپنے عرق ریز ندامت لکھا وہ محل خجالت کا تھا آپ نے ندامت کیون لکھا بہر حال وہ مصرعہ تو بدل گیا لیکن اطلاع ضرور تھی طرح بفتح اول و سکون ثانی بمعنی قریب ہے اور تصویر کے خاکے کو بھی کہتے ہین اور بمعنی آسایش دینا بھی مجاز ہے مرادف طرز و روش بھی طرح ہے بفتحتین اسکا تفرقہ منظور رہا کرے نسیم تخلص اچھا ہے اگر کوئی یہ کہے کہ نسیم مونث ہے جواب اسکا یہ ہے کہ جرأت اور وحشت اور ایسے بہت تخلص ہین کہ وہ مونث ہین با اینہمہ اگر بدلا چاہیے تو اُس کا ہموزن سلام و سلیم اور خیال بھی ہے ایمین سے جو پسند آئے آپ کے عم عالی مقدار اور آپ کے بزرگ آموزگار کو میرا سلام پہونچے۔

یہان سے روے سخن حضرت پیر و مرشد صاحب عالم کی طرف ہے پیر و مرشد کی خدمت مین سلام اور مرشد زادون کی جناب مین دعاے طول عمر و دوام دولت پہونچا کر یہ عرض کرتا ہون کہ واقعی حضرت شاہ عالم کا عنایت نامہ آیا تھا اور مین اُسکا جواب بھیج چکا ہون عجب ہے کہ حضرت کی تحریر مین جہان اُنکے خط کا ذکر تھا وہان میرے خط کا مذکور نہ تھا اور اِن سطور کی تحریر کے بعد اپنے خط کا پہونچنا گمان نہین کر سکتا مین اُسمین اُنکو یہان کا حال لکھہ چکا ہون پنج آہنگ آپ نے لی دیوان فارسی آپ کے پاس ہے مگر یون سمجھیے کہ یہ دونون ناتمام ہین اور اب کہین سے اسکا اتمام ممکن نہین خیر جو کچہہ ہے غنیمت ہے دستنبو مین نے نذر کی ہے مہر نیمروز معلوم نہین آپ کے پاس ہے یا نہین خلاصہ یہ کہ شعر کو جیسے اور مجھکو شعر سے ہرگز نسبت باقی نہین رہی اس فتنہ و فساد کے بعد ایک قصیدہ جو دستنبو مین ہے اور ایک قصیدہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر غرب و شمال کی مدح مین اور ایک قصیدہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کی مدح مین اور دو بیت کا ایک قطعہ اور ایک رباعی اِس نظم کے سوا اگر کچہہ لکھا ہو

تو مجھے تسلیم کیجیے قطعہ: با آدم زن بشیطان طوق لعنت ٭ سپردند از رہ تکریم و تذلیل ٭ ولیکن در اسیری طوق آدم
گران تر آمد از طوق عزازیل ٭ رباعی: دنیا ہمہ ہیچ ست و شادی و غم ہیچ ست ٭ ہنگامہ سور و بزم ماتم ہیچ است
رو دل بکسے دہ کہ دو عالم ہیچ ست ٭ این نیز فرو گذار کاین ہم ہیچ ست ٭ اس واماندگی کے دنون مین
چھاپہ کی برہان قاطع میرے پاس تھی اسکو مین دیکھا کرتا تھا ہزارہا لغت غلط ہزارہا بیان لغو عبارت
پوچ اشارات بادر ہوا مین نے سو دو سو لغت کے اغلاط لکھ کر ایک مجموعہ بنایا ہے اور قاطع برہان
اس کا نام رکھا ہے چھپوانے کا مقدور نہ تھا مسودہ کاتب سے صاف کروا لیا ہے اگر کہو تو بہ سبیل
مستعار بھیجدون تم اور چودھری صاحب اور جو اور سخن شناس اور منصف ہون وہ اسکو دیکھین اور
پھر میری کتاب میرے پاس پہونچ جائے۔

۱۸ — ۱۹۔ چودھری عبدالغفور کے نام

میرے کرمفرما میرے شفیق شعر: شرط اسلام بود ورزش ایمان بالغیب ٭ اے تو غائب ز نظر مہر
تو ایمان منست ٭ آپکے اس خط کا جواب بعد لکھنے اس شعر کے صرف اس التماس پر ہے کہ میری طرف سے
تحریر جواب خط مین کبھی تقصیر نہوگی لیکن اغلب اور اکثر ابتدا یہ تحریر نہوگی یہ خط ناچار از روے اضطرار
واپس بھیجتا ہون واسطے خدا کے میرے پیر و مرشد کے ارشادات کو ایک اور کاغذ پر اپنے ہاتھ سے
نقل کر کر جلد بھیجیے تاکہ مجھ بدنصیب کو معلوم ہو کہ حضرت نے کیا لکھا ہے جناب چودھری صاحب
غلام رسول کی خدمت مین سلام نیاز اوستاد شیخ عطا حسین صاحب کی جناب مین سلام۔

۱۹ — ۲۰۔ چودھری عبدالغفور کے نام

میرے شفیق ولی کو میرا سلام پہونچے کل انشا کا پارسل پہونچا اور آج خط انشا کا نام بہارستان
اور اب آپ کا تخلص سرور بہارستان مضاف اور سرور مضاف الیہ بہارستان سرور اچھا نام ہے
قطعہ کا وعدہ نہین کرتا کس واسطے کہ اگر بے وعدہ پہونچ جائیگا تو لطف زیادہ دیگا اور اگر نہ پہونچیگا
تو محل شکایت نہ ہوگا رفع فتنہ و فساد اور بلاد مین مسلمانان کو کسی طرح آسایش نہین ہے
ہے اہل دہلی عموماً برے ٹھہر گئے یہ داغ اُن کی پیشانی حال سے مٹ نہین سکتا مین اموات

مین مردہ شعر کیا کہیگا غزل کا ڈھنگ بھول گیا معشوق کسکو قرار دون جو غزل کی روش ضمیر مین آوے رہا قصیدہ ممدوح کون ہے ہاے انوری گویا میری زبان سے کہتا ہے شعر

اے دریغا نیست ممدوحی سزاوار مدیح ۞ اے دریغا نیست معشوقے سزاوار غزل ۞ گورنمنٹ کے دربار مین ہمیشہ سے میری طرف سے قصیدہ نذر گذرتا ہے اشرفیان نہین اور خلعت ریاست دودمانی کا سات پارچہ اور تین رقم جیغہ سرپیچ مالاے مروارید مجکو ملا کرتا ہے اب نواب گورنر جنرل بہادر یہان آتے ہین دربار مین بلائے جانے کی توقع نہین پھر کس دل سے قصیدہ لکھون صناعت شعر اعضاء و جوارح کا کام نہین دل چاہیے دماغ چاہیے ذوق چاہیے امنگ چاہیے یہ سامان کہان سے لاؤن جو شعر کہون کہتے کیون کہون چونسٹھ برس کی عمر ولولۂ شباب کہان رعایت فن اسکے اسباب کہان انا للہ و انا الیہ راجعون پیر و مرشد کو سلام نیاز پہونچے کف الخضیب صور جنوبی مین سے ایک صورت ہے اسکے طلوع کا حال مجکو کچھ معلوم نہین اختر شناسان ہند کو اس کا کچھ حال معلوم نہین اور انکی زبان مین اسکا نام بھی نہین یقین ہے کہ ہوگا قبول دعا وقت طلوع منجملہ مضامین شعری ہے جیسے کتان کا پرتو ماہ مین پھٹ جانا اور زمرد سے افعی کا اندھا ہو جانا آصف الدولہ نے افعی تلاش کر کر منگوایا اور قطعات زمرد اسکے محاذی چشم رکھے کچھ اثر ظاہر نہوا ایران و روم و فرنگ سے انواع کپڑے منگا کے چاندنی مین پھیلائے مسکا بھی نہین تحویل آفتاب بہ حمل کے باب مین موٹی بات یہ ہے کہ ٢٢ مارچ کو واقع ہوتی ہے کبھی ٢١ کبھی ٢٣ کبھی آپڑتی ہے اس سے تجاوز نہین رہا صحیح وقت تحویل درست کرنا یہ کتب فن سے بے علم ممکن نہین میرے پاس یہ دونون باتین نہین - بیت ندانم کہ گیتی چسان میرود ۞ چہ نیک و چہ بد در جہان میرود ۞ تو اب روز و شب اس فکر مین ہون کہ زندگی تو یون گذری اب دیکھیے موت کیسی ہو شعر

عمر بھر دیکھا کیے مرنے کی راہ ۞ مر گئے پر دیکھیے دکھلائین کیا ۞ میرا ہی شعر ہے اور میرے ہی حسب حال ہے اسکا وار تو مجھ پر ایسا چلا جیسے کوئی چھرا یا کوئی گرا بس کس سے کہون کسکو گواہ لاؤن یہ دونون ... ایک وقت مین کہے گئے ہین لیکن جب بہادر شاہ تخت پر بیٹھے تو ذوق نے

یہ دو سکے کہکر گذرانے پادشاہ نے پسند کئے مولوی محمد باقر جو ذوق کے معتقدین مین تھے اُنھون نے دلی اُردو اخبار مین یہ دونون سکے چھاپے اس سے علاوہ اب وہ لوگ موجود ہین کہ جنھون نے اُس زمانہ مرشدآباد اور کلکتہ مین یہ سکے سُنے ہین اور اُنکو یاد ہین اب یہ دونون سکے سرکار کے نزدیک میرے کہے ہوئے اور گذرانے ہوئے ثابت ہوگئے ہین ہر چند قلمرو ہند مین دلی اُردو اخبار کا پرچہ ڈھونڈھا کہین ہاتھ نہ آیا یہ دھبا مجھ پر رہا پنشن بھی گئی اور وہ ریاست کا نام و نشان خلعت و دربار بھی مٹا خیر جو کچھ ہوا چونکہ موافق رضا الٰہی کے ہے اُسکا گلہ کیا شعر چون جنبش سپہر بفرمان داور ست ۞ بیداد نبود آنچہ ہما آسمان دہد ۞ یہ تحریر بطریق حکایت ہے نہ بسبیل شکایت گویند از ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ پرسش رفت کہ چہ حال داری فرمود کدام حال خواہد بود کسی را کہ خدا ازوے فرض طلب و پیمبر سنت و زن نان خواہد و ملک الموت جان قصہ مختصر اب زیست بامید مرگ ہے قاطع برہان چودہری صاحب کی نثر کے اجزا کے ساتھ بھیجا جائیگا بمقابلہ برہان قاطع منطبعہ دیکھا جائے اور بے حیف و بے میل از راہ انصاف دیکھا جائے مرشدزادون کو سلام مسنون اور دعاے افزونی عمر و دولت پہونچے۔

۲۰ — ۲۱ چودہری عبدالغفور کے نام

میرے شفیق آپکا خط آیا اور اُسکے آنے نے تمہاری رنجش کا وسوسہ میرے دل سے مٹایا ایک قاعدہ آپ کو بتاتا ہون اگر اسکو منظور کیجئیگا تو خطوط کے نہ پہونچنے کا احتمال اُٹھ جائیگا اور رجسٹری کا دردسر جاتا رہیگا آدہ آنہ نہ سہی ایک آنہ سہی خط بیرنگ بھیجا کیجئے اور مین بھی بیرنگ بھیجا کرون اسٹامپ پیڈ خطوط تلف بھی ہوتے ہین اس قاعدہ کا جیسا کہ مین واضع ہوا ہون بادی بھی ہوا اور یہ خط بیرنگ بھیجا پنشن جاری ہو گئی تین برس کا چڑھا ہوا روپیہ ملگیا بعد اداے قرض ۵/۱۱ بچے اب ماہ بماہ روپیہ ملتا ہے مگر یہی تین مہینے ستمبر اکتوبر نومبر ملین گے دسمبر ۱۸۶۰ء سے تنخواہ ششماہی ہو جائے گی اس سے بڑہ کر یہ بات ہے کہ چار روپیہ سیکڑا سالانہ عموماً وضع ہوا کرے گا اُس حساب سے میرے حصہ مین اڑھائی روپیہ مہینا آیا ۵/۸ کے ساتھ رہیں گے کچھ پروا ہے

ماہ بماہ آتا ہے یہ دونون آمدنی ملکر خوش و ناخوش گذارا ہو جاتا ہی یہان شہر ڈھہ رہا ہے بڑے بڑے بازار نامی خاص بازار اور اُردو بازار اور خانم کا بازار کہ ہر ایک بجاے خود ایک قصبہ تھا اب پتا بھی نہین صاحب اماکنہ اور دکانین نہین بتا سکتے کہ ہمارا مکان کہان تھا اور دکان کہان تھی برسات بھر مینہ نہین برسا آب تیشہ و کلند کی طغیانی سے مکانات گر گئے غلہ گران ہے موت ارزان ہے میوہ کے مول اناج بکتا ہے ماش کی دال ۸ سیر باجرا ۱۲ سیر گیہون ۱۳ سیر چنہ ۱۶ سیر گھی ۱ سیر ترکاری مہنگی ان سب باتون سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ نوار کا مہینا ہے جاڑے کا دوار کہتے ہین پانی گرم دھوپ تیز روز لون چلتی ہے جیٹھ اساڑھ کی سی گرمی پڑتی ہے حضرت رفعات درجت جناب صاحب عالم کی خدمت مین دوستانہ سلام اور مریدانہ بندگی بانکسار تمام عرض کرتا ہون حضرت کو کس راہ سے میرے آنے کا انتظار ہے مین نے مرشدزادہ کے خط مین کب اپنا عزم لکھا یا کسی نے آپ سے میری زبانی کہا کہ آپ روز روانگی کے تقرر سے اطلاع چاہتے ہین ہان آپکی قدمبوسی کی تمنا اور انوار الدولہ کے دیدار کی آرزو حد سے زیادہ ہے اور ایسا جانتا ہون کہ یہ آرزو گور مین لیجاؤنگا تنخواہ کے اجرا کا حال اور مستقبل مین اُسکے وصول کی صورت اُن سطرون سے جو آغاز مکتوب مین چودھری عبدالغفور صاحب کی خدمت مین لکھی گئی ہین معہ روداد شہر معلوم کر لیجیے گا لالہ گوبند پرشاد صاحب ہنوز میرے پاس نہین آئے ہین دنیادار نہین فقیر خاکسار ہون تواضع میری خو ہے انجاح مقاصد خلق مین حتی الوسع کمی کرون تو ایمان نصیب نہو انشاءاللہ العزیز وہ فقیر سے راضی و خوشنود رہین گے جناب مستطاب حضرت محمد امیر صاحب کی خدمت مین بعد سلام نیاز یہ گزارش ہے کہ میرے پاس حضرت کا سلام پیام سواے اب کی بار کے کبھی نہین پہونچا اب ان سطور کو اپنا ذریعہ افتخار سمجھا اور نوید مقدم مبارک سے بہت خوش ہوا یہ جو خانہ کوچی اور گریز پائی اور بے اطمینانی کا آپکو مجھپر گمان اور اُسکا رنج ہے یہ کسی نے خلاف واقع آپ سے کہا ہے مین مع زن و فرزند ہر وقت اسی شہر مین قلزم خون کا شناور رہا ہون دروازہ سے باہر قدم نہین رکھا نہ پکڑا گیا نہ نکالا گیا نہ قید ہوا

نہ مارا گیا کیا عرض کرون کہ میرے خدا نے مجھپر عنایت کی اور کیا نفس سلطنۃ بخشا جان و مال و آبرو مین کسی طرح کا فرق نہین آیا تنخواہ جسکو حضرت نے یومیہ لقب دیا ہے اُس کا حال اوپر کی تحریر سے دریافت ہوگا فقیر کو اپنا دوست و معتقد اور مشتاق تصور فرماتے رہیئے گا مرشد زادہ مرتضوی و دومان سید شاہ عالم کو سلام و دعا ڈپٹی صاحب سے مجھسے ملاقات کثرت سے نہین ہے اُن کو کثرت اشغال سے فرصت نہین مجکو افراط ضعف سے طاقت نہین اگر بحسب اتفاق کہین ملاقات ہوگئی تو آپ کا سلام کہدون گا آپ اپنے اخوان عالیشان کو میرا سلام پہونچا دیجیئے گا۔

	مصرعہ بندۂ شاہ شمائیم و ثنا خوان شما	

۲۱ — ۲۳ چودھری عبد الغفور کے نام

میرے مشفق چودھری عبد الغفور صاحب اپنے خط اور قصیدہ بھیجنے کا مجکو شکرگزار اور قصیدۂ سابق کی ابتک اصلاح نہ پانے سے شرمسار تصور فرمائین اور ان دونون قصیدون کے باہم پہونچنے کا انتظار کرین شعر

نوید وصل دہم مید ہد ستارہ شناس		نگر ز رفت نگاہے مگر در اختر ہست	

تحقیق کہ ابروے سخن جناب فیض مآب جامع مدارج الحج برم وحدت کے فرزند کا شمع مستغرق مشاہدہ شاہد ذات حضرت صاحب عالم صاحب قدسی صفات کی طرف ہے اور یہ شعر افتتاح کلام ہے پہلے کچھ باتین کہ بادی النظر مین خارج بحث معلوم ہونگی لکھی جاتی ہین مین پانچ برس کا تھا کہ میرا باپ مرا نو برس کا تھا کہ چچا مرا اُسکی جاگیر کے عوض میرے اور میرے شرکاے حقیقی کے واسطے شامل جاگیر نواب احمد بخش خان دس ہزار روپے سال مقرر ہوئے اُنھون نے نہ دیے مگر تین ہزار روپیہ سال اُسمین سے خاص میری ذات کا حصہ ساڑھے سات سو روپیہ سال مین نے سرکار انگریزی مین یہ غبن ظاہر کیا کولبرک صاحب بہادر ریزیڈنٹ دہلی اور اسٹرلنگ صاحب بہادر سکرتر گورنمنٹ کلکتہ متفق ہوئے میرا حق دلانے پر ریزیڈنٹ معزول ہو گئے سکرتر گورنمنٹ بمرگ ناگاہ مر گئے بعد ایک زمانے کے بادشاہ دہلی نے پچاس روپے مہینا مقرر کیا ان کے

ولیعہد نے چارسو روپئے سال ولیعہد اِس تقرر کے دو برس کے بعد مرگئے واجد علی
شاہ بادشاہ اودھ کی سرکار سے بصلۂ مدح گستری پانسو روپیہ سال مقرر ہوئے وہ بھی دو برس سے
زیادہ نہ جیئے یعنی اگرچہ ابتک جیتے ہین مگر سلطنت جاتی رہی اور تباہی سلطنت دو ہی برس مین
ہوئی دہلی کی سلطنت کچھ سخت جان تھی سات برس مجکو روٹی دیکر بگڑی ایسے مربی گش اور محسن سوز
کہان پیدا ہوتے ہین اب مین جو والی دکن کی طرف رجوع کرون یاد رہے کہ متوسط یا مرجائے گا
یا معزول ہوجائے گا اور اگر یہ دونون امر واقع نہو ئے تو کوشش اُس کی ضائع جائے گی
اور والی شہر مجکو کچھہ نہ دے گا اور احیاناً اگر اُسنے سلوک کیا تو ریاست خاک مین ملجائے گی اور
ملک مین گدھے کے ہل پھر جائین گے اے خداوند بندہ پرور یہ سب باتین وقوعی اور واقعی ہین اگر
اِن سے قطع نظر کرکے قصیدہ کا قصد کرون قصد تو کرسکتا ہون تمام کون کرے گا سوا ایک
ملکہ کے وہ پچاس پچپن برس کی مشق کا نتیجہ ہے کوئی قوت باقی نہین رہی کبھی جو سابق کی اپنی نظم
ونثر دیکھتا ہون تو یہ جانتا ہون کہ یہ تحریر میری ہے مگر حیران رہتا ہون کہ مین نے یہ نثر کیونکر لکھی
تھی اور کیونکر یہ شعر کہے تھے عبدالقادر بیدل کا یہ مصرعہ گویا میری زبان سے ہے۔ مصرعہ
عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ ؎ پایان عمر ہے دل و دماغ جواب دے چکے ہین سو روپئے رامپور
کے ساٹھ روپئے پنشن کے روٹی کھانے کو بہت ہین گرانی اور ارزانی امور عامہ سے ہے دُنیا
کے کام خوش و ناخوش چلے جاتے ہین قافلہ کے قافلے آمادۂ رحیل ہین دیکھو منشی نبی بخش جو مجھسے
عمر مین چھوٹے تھے ماہ گذشتہ مین گذر گئے مجھ مین قصیدہ کے لکھنے کی قدرت کہان اگر ارادہ
کرون تو فرصت کہان قصیدہ لکھون آپکے پاس بھیجون آپ دکن کو نہ بھیجین متوسط کب پیش کرنے کا
موقع پائے پیش ہو کر کیا پیش آئے اِن مراحل کے طے ہونے تک مین کیون جیون گا انّا للّٰہ وانّا الیہ
راجعون لا الٰہ الا اللّٰہ و لا معبود الا اللّٰہ و لا موجود الا اللّٰہ کان اللّٰہ و لم یکن معہ شیئاً و اللّٰہ الآن کما کان ۔

مورخہ	۳۳ صاحب عالم کے نام	

بعد حمد خداوند و نعت رسول صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کے پہلے قبلۂ روح و روان جناب صاحب

عالم صاحب کو بندگی اور حضرت مقبول عالم کی شادی کی مبارکباد کیا عرض کرون کہ میرا کیا حال ہے اضمحلال قویٰ کا حال مختصر یہ ہے کہ اگر کوئی دوست ایسا کہ جس سے تکلف کی ملاقات ہے آجائے تو اُٹھ بیٹھتا ہون ورنہ پڑا رہتا ہون جو کچھ لکھنا ہوتا ہے وہ بھی اکثر لیٹے لیٹے لکھتا ہون آج دوپہر کو میر عبدالعزیز صاحب آئے ہین بے کلاہ و پیرہن پلنگ پر لیٹا ہوا تھا اُن کو دیکھکر اُٹھا مصافحہ کیا اُنھون نے جناب شاہ عالم کا خط مع مسودات اشعار دیا اور فرمایا کہ پرسون جاؤنگا عرض کیا گیا کہ کل آخر روز آپ تشریف لاوین خط کا جواب اور اصلاحی مسودہ لیجائین وہ تشریف لیگئے مین لیٹ رہا دن کے سونے کی عادت نہین ہے جی مین کہا آؤ بیکار کیون رہو خط کا جواب آج لکھ رکھو اُٹھے کون کس لکھوے کون لڑکون کی دوات قلم ڈھونڈ کے پر پلنگ کے پاس رکھ لی ادب مقتضی اس کا ہوا کہ آغاز نامہ بنام اقدس ہو حضرت نسخہ قاطع برہان تیسری چوتھی نظر مین مکمل ہو کر مسودات ایک کاتب کے حوالہ ہوئے آٹھ جزو لکھے گئے کم وبیش دو جزو باقی ہین پرسون تک آجائین گے بعد اسکے اُسکے انطباع کی فکر ہوگی جب وہ عزیمت امضا پذیر ہو جائیگی حضرت کی نظر سے بھی شرف پائیگی حضرت سید عالم کو نیاز خورشید عالم کو سلام چودھری صاحب کو نہ نیاز نہ سلام صرف یہ پیام کہ ہم تمھارے خط کو مفرح روح سمجھتے تھے باتون کا مزہ ملتا تھا خیر و عافیت معلوم ہو جاتی تھی وہ وظیفہ روحانی منقطع کیون ہوا صاحب یہ روش اچھی نہین گاہ گاہ ارسال رسائل کا طور بنا رہے۔

۲۴ چودھری عبدالغفور کے نام

حضرت چودھری صاحب عنایت نامہ سابق بیت تھا تو خط پر نہ تھا جواب طلب نہ کوئی اُسکا جواب کیا لکھتا ۔ آج دوپہر کو یہ خط پہونچا آج ہی آخر روز جواب لکھ کر رکھ چھوڑتا ہون کل صبح کو بشرط حیات ڈاک مین بھجوادون گا قاطع برہان کے مجلدات جو بموجب توقیع خریداری میری ملک ہین وہ اول جولائی مین میرے پاس اور اُنمین سے دو مجلد آخر جولائی مین آپ کے پاس پہونچین گے ایک آپ رہنے دینگے اور ایک پیر و مرشد کی نذر کرینگے انشاءاللہ العلی العظیم شعر حبذا

فیض تعلق سے بجز کلکش نگہ ؛ گر دو صد سالہ رہ پیش نظر باشد ہمان ؛؛ یہ شعر مولانا نورالدین ظہوری رحمۃ اللہ علیہ کا ممدوح کی خوشنویسی کی تعریف مین ہے مبالغہ سرحد تبلیغ اور غلو کو پہونچ گیا ہے خلاصہ یہ اُس کا لکھا ہوا قطعہ یا کوئی عبارت سو برس کی راہ سے آدمی کو نظر آتا ہے وجہ اس کی یہ کہ حروف بہت روشن اور صاف جلی ہین اور چونکہ یہ امر بحسب عادت و عقل ممتنع ہے اس رو سے اس کو معجز قلم کہا اور چونکہ معجزہ خرق عادت ہے اور خرق عادت ایک امر مسلمات جمہور مین سے پس منکر کو گنجایش انکار نہ رہی یہان یہ خیال آئیگا کہ فیض تعلق بیکار رہتا ہے مین کہتا ہون کہ وہ حسن الہام ہے یعنی نگاہ کو از انجا کہ باصرہ مشتاق حسن ہے اُس خط سے وہ تعلق بہم پہونچا ہے کہ اگر وہ خط سو برس کی راہ پر ہو تو بھی نگاہ اُس سے متعلق ہوتی ہے جیسے طائر کو اپنا آشیانہ اور مسافر کو اپنا وطن اور عاشق کو معشوق کا خد و خال مسافت بعیدہ سے پیش نظر رہتا ہے چاہو ایک معلول کی دو علت سمجھو فیض تعلق مذکور اور حسن خط مقدر چاہو فیض تعلق کو ادعا کہو اور حسن خط جو تقدیر مین ہے اُس کو سبب سمجھو تعلق کا اور سو کہ جانو ادعا کا سند و دعوی کے واسطے دلیل موضوع ہے ادعا کو دلیل ضرور نہین ہے ہان ادعا پر تاکید طریقہ بلاغت ہے یہ لطافت معنوی خاص اس بزرگ کے حصہ مین آئی ہین مین جانتا ہون مشتری اور عطارد نے ملکر ایک صورت پکڑی تھی اسکا اسم نورالدین اور تخلص ظہوری تھا عفا اللہ عنہ فرماتا ہے شعر روشنا کرد شبہا بر تو سیر بام و در لازم ؛ تو نمی باشد چراغی خانہائے بینوایان را ؛ ظہوری کا ممدوح اور معشوق ایک ہے یعنی سلطان جلیل القدر ابراہیم عادل شاہ بادشاہون کے منظر بلند ہوتے ہین اور کیا بعید ہے کہ رعایا یا ملازمین ہین کچھ لوگ زیر قصر رہتے ہون اسواسطے بادشاہ دن کو اُس منظر بلند پر نہین چڑھتا کہ مبادا رعیت یا ملازمون کی جورو بیٹیان نظر آئین رات کو انکے گھر تاریک ہوتے ہین اگر کوئی بلند مکان پر چڑھا تو کچھہ نظر نہ آئیگا یہ مدح ہوئی عفت کی اور عفت ایک فضیلت ہے فضائل اربعہ مین سے اب ایہام کو سوچئے ممدوح نے راتون کو کوٹھے پر چڑھنا اپنے اوپر لازم کیا ہے اسواسطے کہ انکے گھرون مین چراغ نہین اگر کسی کو کسی کچھہ مین پہونچانا لگانا یا کوئی چھوٹی سی چیز کا ڈھونڈھنا یا کسی مریض کا تفحص حال منظور ہو تو وہ گھر اس ممدوح کے

پرتو جمال سے روشن ہو جائے چراغ کی حاجت باقی نہ رہے جو کام جو شخص چاہے وہ کرے
مروت کے لفظ کا مزہ وجدانی ہے سوائے اس لفظ کے کوئی لفظ بیان کا کام نہین آتا اگر حفظ ناموس
رعایا ہے تو مروت ہے اور اگر مفلسون کی کاربرآری ہے تو مروت ہے قالب معنی کی جان ہے ظہوری
ناطقہ کی سرافرازی کا نشان ہے ظہوری زیادہ کیا لکھون

۲۵ چودھری عبدالغفور کے نام | سرور

جناب چودھری صاحب کو سلام پہونچے آپ نے اپنے مزاج کی ناسازی کا حال کچھ نہ لکھا اگر
پیر و مرشد بھی نہ لکھتے تو مین کیونکر اطلاع پاتا اور اگر اطلاع نہ پاتا تو حصول صحت کی دعا کیونکر مانگتا کل
سے وقت خاص مین یہ دعا مانگ رہا ہون یقین ہے کہ پہلے تم تندرست ہو جاؤ گے ازان بعد یہ
خط پاؤ گے اکثر صاحب اطراف و جوانب سے ماہ نیم ماہ کے بھیجنے کا حکم بھیجتے ہین اور مین جی مین کہتا
ہون کہ جب مہر نیم روز کی عبارت کو نہین سمجھے تو ماہ نیم ماہ کو لیکر کیا کرینگے صاحب مہر نیم روز کے دیباچہ
مین مین نے لکھ دیا ہے کہ اس کتاب کا نام پرتوستان ہے اور اس کی دو جلدین ہین پہلی جلد مین ابتدائے خلقت
عالم سے ہمایون کی سلطنت تک کا ذکر دوسرے حصے مین اکبر سے بہادر شاہ تک کی سلطنت کا بیان پہلے حصے
کا نام مہر نیم روز دوسرے حصے کا اسم ماہ نیم ماہ بارے پہلا حصہ تمام ہوا چھاپا گیا جا بجا پہونچا قصد تھا
جلال الدین اکبر کے حالات کے لکھنے کا کہ امیر تیمور تک کا نام و نشان مٹ گیا آن دفتر را گاؤ خورد و
گاؤ را قصاب برد و قصاب در راہ مرد جو کتاب مین نے لکھی ہی نہ وہ بھیجون کہان سے پیر و مرشد کو
میری بندگی اور صاحبزادون کو دعا خداوند مجھے مارہرہ بلاتے ہین اور میرا قصد مجھے یاد دلاتے ہین
اُن دنون مین کہ دل بھی تھا اور طاقت بھی تھی شیخ محسن الدین مرحوم سے بطریق تمنا کہا گیا تھا کہ
جی یون چاہتا ہے کہ برسات مین مارہرہ جاؤن اور دل کھول کر اور پیٹ بھر کر آم کھاؤن اب وہ
دل کہان سے لاؤن طاقت کہان سے پاؤن نہ آمون کی طرف وہ رغبت نہ معدہ مین اتنے
آمون کی گنجایش نہار منہ مین آم نہ کھاتا تھا کھانے کے بعد مین آم نہ کھاتا تھا رات کو کچھ کھاتا ہی
نہین جو کہون بین الطعامین آخر روز بعد ہضم معدی آم کھانے بیٹھ جاتا تھا بے تکلف

عرض کرتا ہون اتنے آم کھاتا تھا پیٹ اپھر جاتا تھا اور دم پیٹ مین نہ سماتا تھا اب بھی اسی
وقت ہون مگر دس بارہ اگر پیوندی آم بڑے ہوئے تو پانچ سات بہت دریغا کہ عہد جوانی گذشت
جوانی بگو زندگانی گذشت ٭ اسکے واسطے کیا سفر کرون مگر حضرت کا دیکھنا اُسکے واسطے متحمل
رنج سفر ہون تو جاڑے مین نہ برسات مین مصرعہ اے واے زمحرومی دیدار دگر ہیچ ٭

۳۶ چودھری عبدالغفور کے نام | سرور

بندہ پرور بہت دن کے بعد پرسون آپکا خط آیا سرنامہ پر دستخط اور سے اور نام آپکا پایا دستخط
دیکھکر مفہوم ہوا خط کے پڑھنے سے معلوم ہوا کہ تمھارے دشمن بعارضۂ تپ و لرزہ رنجور ہین اللہ اللہ
ضعف کی یہ شدت کہ خط کے لکھنے سے معذور ہین خدا وہ دن دکھائے کہ تمھارا خط تمھارے
دستخطی آئے سرنامہ دیکھکر دل کو فرحت ہو خط پڑھکر دلی مسرت ہو جب تک ایسا خط نہ آئیگا دل سوداز دہ
آرام نہ پائیگا قاصد ڈاک کی راہ دیکھتا رہونگا جناب ایزدی مین سرگرم دعا رہونگا آپکے عم عالی
مقدار اور بزرگ آموزگار کو میرا سلام مع صنوف اشتیاق دالوف احترام جناب چودھری صاحب
آؤ ہم تم حضرت صاحب عالم کے پاس چلین اور اپنی آنکھین اُنکے کف پائے مبارک سے ملین
مین سلام کرونگا تم معرض ہونا کہ غالب یہی ہے اہل دہلی مین آپکے دیدار کا طالب یہی ہے مین نے
عزم قدمبوسی کیا پیر و مرشد نے مجھے گلے لگالیا فرماتے ہین کہ غالب تو اچھا ہے عرض کرتا ہون
کہ الحمد للہ حضرت کا مزاج مقدس کیسا ہے ارشاد ہوا کہ مولوی سید برکات حسن تیری تعریف بہت
کرتے رہتے ہین جناب یہ اُنکی خوبیان ہین ایسا نہین ہون جیسا وہ کہتے ہین کاش وہ میری
رنجوری کا حال کہتے ضعف قوی و اضمحلال کہتے تاکہ مین اُنکے کلام کی تصدیق کرتا اُن کی
غمخواری اور دردمند نوازی کا دم بھرتا ہے شعر در کشاکش ضعفم نگسلد روان از تن ٭ اینکہ من نمی
میرم ہم زناتوانیہاست ٭ حضرت نے میری گرفتاری کا نیا رنگ نکالا بوستان خیال کے
دیکھنے کا دانہ ڈالا مجھ مین اتنی طاقت پرواز کہان کہ بلا سے اگر پھنس جاؤن دام پر گرکے دانہ زمین
پر سے اٹھاؤن حضرت سچ تو یون ہے کہ غمہاے روزگار نے مجکو گھیر لیا ہے سانس نہین لے سکتا

اتنا تنگ کر دیا ہے ہر بات سو طرح سے خیال مین آئی پر دل نے کسی طرح تسلی نہ پائی اب دو باتین سوچا ہون ایک تو یہ کہ جبتک جیتا ہون یون ہی رویا کرونگا دوسری یہ کہ آخر ایک نہ ایک دن مرونگا یہ صغری اور کبری دلنشین ہے نتیجہ اسکا تسکین ہے ہیہات شعر منحصر مرنے پہ ہو جسکی امید تو ناامیدی اسکی دیکھا چاہیئے ٭ اجی حضرت شاہ عالم صاحب میرا سلام لیجیئے کاغذ باقی نہین رہا اپنے سب بھائیون کو مع وزیر علی صاحب میرا سلام کہدیجیے۔

۲۷ چودھری عبدالغفور کے نام ۲۵

جناب چودھری صاحب سیاہی پھیکی کاغذ پتلا پیر و مرشد کی عبارت یکطرف آپ کی تحریر بھی مغشوش ہو گئی گھبرا ہو گیا ہون مگر حضرت ابھی بصر ہنوز باقی ہے تمھاری عبارت کا جو لفظ پڑھ لیا قرینہ سے محاورہ بھی معلوم ہو گیا حضرت کی تحریر کا ایک لفظ سواے سعادت توام شاہ عالم کے اگر پڑھا گیا ہو تو دیدے پھوٹین ایمان نصیب نہو وہ خط بدستور آپکے پاس واپس بھیجتا ہون اروکی سفید کاغذ پر حرف بحرف اس کی نقل کر کے پھر مجھے بھیجدیجیے تاکہ اُسکے جواب لکھنے مین سعادت حاصل کرون لیکن بہت جلد بہت جلد آپکی نگارش سے اتنا دریافت ہو گیا کہ اب آپ اچھے ہین الحمد للہ جناب ممتاز علی خان صاحب کہان اور مارہرہ کہان بہر حال میرا سلام۔

۲۸ چودھری عبدالغفور کے نام ۲۶

چودھری صاحب مشفق مکرم کو میرا سلام آپکا خط کہ سواے چند سطر کے جو تمنے لکھی تھین سراسر حضرت صاحب کا دستخطی تھا پہونچا سبحان اللہ حضرت کو کسقدر محبت ہے تمھارے ساتھ تمھاری ناسازی مزاج کا کیسا ملال اور تمھارے نہ دیکھنے کا کیسا رنج ہے سچ یون ہے کہ تم خوبان روزگار مین سے ہو توفیق قبول اہل نظر کا حاصل ہونا آسان نہین ہے سلامت رہو خوش رہو مختصر مصرعہ

کارت بجہان جملہ چنان باد کہ خواہی

اب روے سخن حضرت صاحب عالم کی طرف ہے خدمت خدام مخدوم خادم نواز مین بعد تسلیم معروض ہے تفقد نامہ نامی مین صورت عز و شرف نظر آئی اللہ اللہ تم نے میری نظر مین میری

آبرو بڑھائی حضرت کی قدردانی کی کیا بات ہے آپکا التفات موجب مباہات ہے یہ بات بطریق
سطے لسان زبان پر آئی ہے ورنہ قدردانی کیسی یہ قدر افزائی ہے نظیری علیہ الرحمۃ کا ایک شعر کاغذ پر
لکھکر میرے گلے میں ڈالدیجیے اور زمرۂ شعرا میں سے مجھکو نکال دیجیے شعر یہ ہے شعر

جوہر تیغش من در ہنر زنگار بماند ؛ آنکہ آئینۂ من ساخت پرداخت دریغ ؛ دعوی اور چیز ہے اور کمال
اور ہے علم عربی اور شے ہے اور فارسی کی حقیقت حال اور ہے جلالا سے طبا طبائی رحمۃ اللہ علیہ نے شیدا
ہندی کو ایک رقعہ لکھا عبارت اسوقت یاد نہیں آتی مگر یہ مضمون اسکا ہے کہ ایکدن مولانا سے عرفی
علیہ الرحمۃ اور ابوالفضل میں مباحثہ ہوا شیخ نے عرفی سے کہا کہ ہمنے تحقیق کو بسر حد افراد پہونچا دیا اور
فارسی میں خوب کمال پیدا کیا عرفی نے کہا کہ اسکو کیا کروگے کہ ہمنے جب سے ہوش سنبھالا ہے گھر
کے بڈھیوں سے اور بڈھیوں سے جو بات سنی فارسی میں سنی شیخ گفت ما فارسی از انوری وخاقانی فرا
گرفتہ ایم وشما از پیرزالان آموختہ اید عرفی فرمود انوری وخاقانی نیز از پیرزنان آموختہ باشند ختم غالب
کہتا ہے کہ ہندوستان کے سخنوروں میں حضرت امیر خسرو دہلوی علیہ الرحمۃ کے سوا کوئی استاد
مسلم الثبوت نہیں ہوا خسرو کشور قلم وسخن طرازی ہے یا ہمچشم نظامی گنجوی وہمطرح سعدی شیرازی
ہے فیضی بھی نغز گوئی میں مشہور ہے کلام اسکا پسندیدۂ جمہور ہے دیکھو عبد القادر کیا لکھتا ہے
زہے سپاہی فالیز آرزو فقیر اور شیدا اور بہار وغیرہم انھیں میں آ گئے ناصر علی اور بیدل اور غنیمت
ان کی فارسی کیا ہر ایک کا کلام بنظر انصاف دیکھیے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا منت اور مکین اور واقف
اور قتیل یہ تو اس قابل بھی نہیں کہ ان کا نام لیجیے ان حضرات میں عالم علوم عربیہ کے شخص ہیں
خیر ہوں فاضل کہلائیں کلام میں انکے مزا کہاں ایرانیوں کی سی ادا کہاں فارسی کی قاعدہ
دانی میں اگر کلام ہے اسمیں پیروی قیاس ایک بلا ہے عام ہے وارستہ سیالکوٹی سے خان آرزو کی
تحقیق پر سو جگہہ اعتراض کیا ہے اور ہر اعتراض بجا ہے باینہمہ وہ بھی جہاں اپنے قیاس پر چلتا ہے
منہہ کی کہاتا ہے مولوی احسان اللہ ممتاز کو صنائع لفظی میں دستگاہ اچھی تھی اس شیوہ وروش کو خوب
برت گئے فارسی وہ کیا جانیں قاضی محمد صادق اختر عالم ہو گئے شاعری سے ان کو کیا

بات حضرت کو اور معلوم رہے کہ ہندی فارسی والون نے کمال کو وہم مین منحصر رکھا ہے کالپی کے نواب زادون
مین سے ایک صاحب قتیل کے شاگرد تھے مین نے ایک رقعہ قتیل کا اُنکے نام دیکھا ہے کہ
قتیل اُنکو لکھتا ہے کہ جامہ گذاشتن بمعنی مردن مسلم لیکن بہت احتیاط کیا کرو موقعہ دیکھ لیا کرو جب لکھا کرو
مین کہتا ہون کہ احتیاط کیا اور موقع کیا فلان مرد یہان جامہ گذاشت پھر وہ کہتا ہے کہ کرہ کے سوا سے
پانچ سات لفظ کے اور لفظ کو ترکیب نہ دو پھر فرماتا ہے کہ ہمہ کے لفظ کو جمع کے ساتھ لاؤ مفرد سے نہ ملاؤ

نقل مین نے دستنبو مین لکھا ہے کہ ہمہ کس داند ایک شخص نے کہ وہ بھی مولوی کہلاتا ہے میری
غیبت مین کہا کہ ہمہ کس داند کیا ترکیب ہے ایک لڑکا میرا شاگرد وہان موجود تھا اُسنے کہا کہ یہ ترکیب
بعینہ صائب کی ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے شعر ہمہ کس طالب آن سرو روان ست اینجا ٭ آب حیوان ز لب نفس
سوختگان ست اینجا ٭ اُسنے کہا کہ تمہارا اُستاد حاش للہ کو ماقبل کلمۂ منفی لایا ہے اور یہ جائز نہین مصرعہ
حاش للہ کہ بد نمیگویم ٭ میرے شاگرد نے کہا کہ یہ ترکیب انوری کی ہے ع حاش للہ نہ مرا بلکہ ملک را
نبود ٭ باسگ کوی تو این زہرہ و یارا و مجال ٭ مولوی ہدایت علی تمکین کا آج تک مین نے نام نہین
سنا تھا چھپے ہوئے رستم ہین صائب اگرچہ اصفہانی نژاد تھا مگر وارد شاہجہان آباد تھا انتقام کشیدن
و انتقام گرفتن دونون بول گیا مولوی صاحب ہیچ فارسی بولتے ہین لاحول ولا قوۃ الا باللہ کلیم بروزن
فعیل صیغۂ اسم فاعل ہے مثل کریم و رحیم و بشیر و سمیع و بصیر و کلیم اسماے الہی ہین کلیم اگر بمعنی ہمکلام
لیجیے تو اسم الہی اسکو کیونکر قرار دیجیے حضرت کا مصرعہ مصرعہ ہست کلامی نہ کلام کلیم ٭
مخدوش البتہ ہے یعنی یا کلمہ از کلام کلیم یا کلامی از کلمات کلیم چاہیے کلامی از کلام مفرد مین سے
مفرد کو نکالا چاہیے گو جائز ہو گو باش و گو باشد ہرگز محل تردد نہین اوہام و وسواس قواعد مین پیش
نہین جاتے مصرعہ اے کریمے کہ از خزانۂ غیب ہرگز یاے معروف نہین ہے یاے مجہول ہے
یاے معروف یہان نامقبول ہے مصرعہ خدائی کہ بالا و پست آفرید ٭ الہا خدایا کریما اس تحتانی
کو یاے وحدت کہو یاے توصیف کہو یاے تعظیم کہو جس طرح کہو مجہول آئے گی۔

	۲۹- چودھری عبدالغفور کے نام	۲۷

بندہ پرور پرسون تمھارا خط آیا آج لکھ رکھتا ہون کل ڈاک مین بھجوا دونگا میرا احوال کیونا
پوچھو اپنے کو دیکھو جو تمھارا ڈھنگ ہے وہ ہی میرا رنگ ہے شور و ادرام مرض خاص اور رنج عام
یہ ایک اجمال دوسرا اجمال سنو کہ مہینہ بھر سے صاحب فراش ہون صبح سے شام تک شام سے
صبح تک پلنگ پر پڑا رہتا ہون مجلس اسے اگرچہ دیوانخانہ کے بہت قریب ہے پر کیا امکان جو جا سکون
صبح کو نو بجے کھانا یہین آجاتا ہے پلنگ پر سے کسل پڑا ہاتھ منہ دھو کر کھانا کھایا پھر ہاتھ دھوئے کلی
کی پلنگ پر جا پڑا پلنگ کے پاس حاجتی لگی رہتی ہے اٹھا اور حاجتی مین پیشاب کیا اور
پڑ رہا دونون سے یہ مرض ہے کہ پیشاب جلد جلد آتا ہے اس صاحب فراش ہونے کو دیکھو اور
وہم پدرم تقاضا ہے بول کو دیکھو پاخانے اگرچہ دن رات مین ایکبار جاتا ہون مگر صعوبت کو تصور کرو
ایک پھوڑا داہنے پہونچے مین جسکو ساعد کہتے ہین وہ پھوڑے بائین پہونچے مین یہ سہل ہین بائین
پاؤن مین کف پا و پشت پا سے لیکر آدھی پنڈلی تک ورم اور ورم بھی سخت قالات و رادعات سے
کچھ نہوا اب تجویز ہے کہ نیب کا بھرتا باندھئے جب سکے پھوٹے نشتر ہم لگا سکے کہو جب کف پا مین
جراحت کا عمل ہوا تو قیام کا کہان ٹھکانا یہ حال جیسا کہ مین اوپر لکھ آیا ہون مجمل اور جز ہے - میرا
قیاس اس کا مقتضی ہے کہ پیر و مرشد صاحب عالم مجھ سے آزردہ ہین اور وجہ اسکی یہ ہے کہ مین نے ممتاز
و اختر کی شاعری کو ناقص کہا تھا اس رقعہ مین ایک میزان عرض کرتا ہون حضرت صاحب ان
صاحبون کے کلام کو یعنی ہندیون کے اشعار کو قتیل و واقف سے لیکر بیدل و ناصر علی تک اس
میزان مین تولیں میزان یہ ہے رودکی و فردوسی سے لیکر خاقانی و ثنائی و انوری و غیرہم تک ایک گروہ
ان حضرات کا کلام تھوڑے تھوڑے تفاوت سے ایک وضع پر ہے پھر حضرت سعدی طرز خاص کے
موجد ہوئے سعدی و جامی و ہلالی یہ اشخاص متعدد نہین فغانی اور ایک شیوہ خاص کا مبدع ہوا خیالہائے
نازک و معانی بلند اس شیوہ کی تکمیل کی ظہوری و نظیری و عرفی و نوعی بھی سبحان اللہ قالب سخن مین
جان پڑ گئی اس روش کو بعد انکے صاحبان طبع نے سلاست کا چرچا دیا صائب و کلیم
و سلیم و قدسی و حکیم شفائی اس زمرہ مین ہین رودکی و اسدی و فردوسی یہ شیوہ سعدی کے وقت

بہت ترک ہوا اور سعدی کی طرز نے بسبب سہل ممتنع ہونے کے رواج نہ پایا فغانی کا انداز پھیلا اور اسمین نئے نئے رنگ پیدا ہوتے گئے تو اب طرزین تین ٹھہرین خاقانی اُس کے اقران ظہوری اُسکے امثال صائب اُسکے نظائر خالا اللہ مختار و اختر وغیرہم کا کلام ان تین طرزون مین سے کس طرز پر ہے بے شبہ فرماؤگے کہ یہ طرز اور ہی ہے پس تو نے جانا کہ یہ طرز چوتھی ہے کیا کہنا ہو خوب طرز ہے اچھی طرز ہے مگر فارسی نہین ہے ہندی ہے دار الضرب شاہی کا سکہ نہین ہے ٹکسال باہر ہے دادوداد الانصاف الانصاف نظم اگرچہ شاعران نغز گفتار ✤ زیک جام اند در بزم سخن مست ✤ و لے بادہ بعضے حریفان ✤ خمار چشم ساقی نیز پیوست ✤ مشو منکر کہ در اشعار این قوم ✤ ورائے شاعری چیزے دگر ہست ✤ وہ چیز اگر تجھے مین پارسیون کے آئی ہے یہان اُردو زبان مین اہل ہند نے وہ چیز پائی ہے مرتضی علیہ الرحمۃ ہمیشہ بدنام ہو گئے جانے بھی دو امتحان کو ✤ رکھیگا کون تم سے عزیز اپنی جان کو ✤ سودا بیت دکھلا کے لیجا کے تجھے مصر کا بازار ✤ خواہان نہین لیکن کوئی وان جنس گران کا ✤ تاہم ؎ اب تجھسے طلب بوسے کی کیونکر مانگون ✤ ہے تو نادان مگر اتنا بھی بدآموز نہین ✤ مومن خان شعر تم میرے پاس ہوتے ہو گویا ✤ جب کوئی دوسرا نہین ہوتا ✤ ناسخ کے ہان کمتر آتش کے ہان بیشتر یہ تیر و نشتر ہین مگر مجھے آپ کا کوئی شعر اسوقت یاد نہین آتا یاد کیا آوے لیٹا ہوا ہون دم بدم پاؤن کے ورم کی ٹیس ہوش اُڑائے دیتی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۲۸ — ۳۰ چودھری عبدالغفور کے نام

ایک عبارت لکھتا ہون چونکہ لفافہ جناب چودھری عبدالغفور صاحب کے نام کا ہوگا پہلے وہ پڑھین پھر میرے پیرو مرشد کی نظر سے گذرا ہین پھر مرشد زادہ شاہ عالم صاحب کو دکھائین بیس دن سے فساد خون کے عوارض مین مبتلا ہون بشور دار ام مین لدرہا ہون بیس دن مین اوجاع سہتے سہتے روح تحلیل ہو گئی نشست و برخاست کی طاقت نہ رہی اور پھوڑے تو خیر مگر دونون پنڈلیون مین ہڈیون کے قریب دو پھوڑے ہین کھڑا ہوا اور پنڈلیون کی ہڈیان چرانے لگین اور رگین پھٹنے لگین بائین پاؤن پر ورم کف پا سے جہان وہ پھوڑا ہے پنڈلی تک ورم ہے رات دن

پڑا رہتا ہون پلنگ کے پاس حاجتی لگی رہتی ہے کھسل پڑا بعد رفع حاجت پھر لیٹ رہا اسی صورت سے ردی لکھتا ہون اشعار کی اصلاح یک قلم موقوف خطوط ضروری لیٹے لیٹے لکھتا ہون دو خط چودھری صاحب کے آئے اور ایک شاہ عالم صاحب کا اور دو خط حضرت صاحب کے آئے جواب نہ لکھ سکا آج اپنے کو طلبے و بکر ہر دو بنایا جب یہ عبارت لکھی چودھری صاحب کو سلام شاہ عالم صاحب کو حضرت صاحب کو بندگی

۱۳۹	۳۱ - چودھری عبد الغفور کے نام

اہاہا جناب منشی ممتاز علی خان صاحب مارہرہ پہونچے صاحب سایہ تو پائے گیتی نورد شاہی خادم جہانیان جہان گرد ہین بہرحال آپ نے دیباچہ بہت اچھا لکھا ہے کتاب کو اس سے رونق ہوجائیگی نظم مین وہ پایہ بلند کہ شعری اُنکے شعر پر لآلی انجم نثار کرے خود بلا گردان ہو لولی سماہر مصرعہ پر دل وجان وارے صدقہ قربان ہو وار کرے (یعنی حملہ کرے کے ہے) اور وہ جو آپ کا مقصود ہے اُن معنون مین وارنا اور وارے آیا ہے نہ وار کرنا اور وار کرے آپکو یاد ہوگا کہ چند سطرین مین نے بہزار دشواری لکھ کر تمھین بھیجی تھین خواہش یہ تھی کہ یہی سطرین میرے مخدوم اور مخدوم زادہ کی نظر سے گزر جائین آج ایک خط مین نے پیرومرشد کا اور پایا وہ ابھی نہین پڑھا مگر شاہ عالم صاحب اُس خط کی پشت پر لکھتے ہین کہ تو نے میرے خط کا جواب نہین لکھا حالانکہ مین اُن سطرون مین یہ لکھ چکا ہون کہ نہ مجھے تحریر کی طاقت نہ اصلاح کی ہوش ایک بات کو دس دس بار کیا لکھون اب میرا انجام کار دو طرح پر متصور ہے یا صحت یا مرگ پہلی صورت مین خود اطلاع دونگا دوسری صورت مین سب احباب خارج سے سن لین گے یہ سطرین لیٹے لیٹے لکھی ہین۔

دوسری فصل

۳۰	۳۲ - نواب انور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

قبلہ حاجات قصیدہ دوبارہ پہونچا چونکہ پیشانی پر دستخط کی جگہہ نہ تھی ناچار اُسکو ایک اور ورقے پر لکھوایا اور حضور مین گذرانا اور اپنی تمناے دیرینہ حاصل کی یعنی دستخط خاص مشتمل اظہار خوشنودی طبع اقدس پر ہو گئے احترام الدولہ بہادر میرے ہمزبان اور آپ کے ثناخوان رہے

گویا اس امر خاص مین وہ شریک غالب ہین ہم بطریق کسرۂ اضافی اور ہم بسبیل کسرۂ توصیفی پروردگار اس بزرگوار کو سلامت رکھے قدردان کمال بلا ہیچ و پوچ یون ہے کہ خیر محض ہے عنایت اللغات ایک نام ہو قرار اور معزز جیسے الفریہ خواہ مخواہ مرد آدمی آپ جانتے بھی ہین کہ یہ کون ہے ایک معلم فرومایہ رامپور کا رہنے والا فارسی سے ناآشنا محض اور صرف و نحو مین ناتمام انشا خلیفہ و منشآت مادھو رام کا پڑھانے والا چنانچہ دیباچہ مین اپنا ماخذ بھی اُسنے خلیفہ شاہ محمد و مادھو رام و غنیمت و قتیل کے کلام کو لکھا ہے یہ لوگ راہ سخن کے غول ہین آدمی کے گمراہ کرنے والے یہ فارسی کو کیا جانین ہان طبع موزون رکھتے تھے شعر کہتے تھے شعر ہرزہ مشتاب پی جادہ شناسان بردار ؎ اے کہ در راہ سخن چون تو ہزار آمد و رفت ؎ میرا دل جانتا ہے کہ آپ کے دیکھنے کا مین کسقدر آرزومند ہون میرا ایک بھائی ماموں کا بیٹا کہ وہ نواب ذوالفقار بہادر کی حقیقی خالہ کا بیٹا ہوتا تھا اور مسندنشین حال کا چچا تھا اور وہ میرا ہمشیر بھی تھا یعنی مین نے اپنی ممانی کا اور اُسنے اپنی پھوپھی کا دودھ پیا تھا وہ باعث ہوا تھا میرے باندا و نذیل کھنڈ آنے کا مین نے سب سامان سفر کر لیا ڈاک مین روپیہ ڈاک کا دیدیا قصد یہ تھا کہ فتحپور تک ڈاک مین جاؤنگا وہان سے نواب علی بہادر کے یہان کی سواری مین باندے جا کر ہفتہ بھر رہ کر کالپی ہوتا ہوا آپ کے قدم دیکھتا ہوا بسبیل ڈاک دلّی چلا آؤنگا ناگاہ حضور والا بیمار ہو گئے اور مرض نے طول کھینچا وہ ارادہ قوت سے فعل مین نہ آیا اور پھر مرزا اورنگ خان میرا بھائی مر گیا مصرعہ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ ؎ والسدرہ سفر اگرچہ بھائی کی استدعا سے تھا مگر مین نتیجہ اس شکل کا آپ کے دیدار کو سمجھا ہوا تھا ہرزہ سرائی کا جرم معاف کیجئے گا میرا جی آپ کے ساتھ باتین کرنے کو چاہا اسواسطے جو دل مین تھا وہ اس عبارت سے زبان پر لایا —

رحم	۳۳ - نواب انور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کی نام	

پیر و مرشد اگر مین نے امیدگاہ از راہ شکوہ لکھا تو کیا گناہ نہ خط کا جواب نہ قصیدہ کی رسید بیت در بے خستگی پورش از من مجو ؎ بود بندۂ خستہ گستاخ گو ؎ اور یہ جو آپ فرماتے ہین کہ ان

سوانح کے سبب سے مین قصیدے کی تحسین نہین لکھ سکا بندہ بے ادب نہین تحسین طلب نہین اپنے مجمع مین مشہور ہون کہ سوائے احترام الدولہ کے کوئی سخندان نہین ہین جو اپنا کلام آپ کے پاس بھیجتا ہون گویا آپ اپنے پر احسان کرتا ہون مصرع ــــ واے بر جان سخن گر بہ سخندان نرسد افسوس کہ میرا حال اور یہ لیل و نہار آپ کی نظر مین نہین ورنہ آپ جانین کہ اس بجھے ہوئے دل اور اس ٹوٹے ہوئے دل اور مرے ہوئے دل پر کیا کر رہا ہون نواب صاحب اب نہ دل مین وہ طاقت نہ قلم مین وہ زور سخن گستری کا ایک ملکہ باقی ہے بے تامل اور بے تکر جو خیال مین آجائے وہ لکھ لون ورنہ فکر کی صعوبت کا متحمل نہین ہو سکتا بقول مرزا عبد القادر شعر جہد ہا در خور توانائیست ✽ ضعف یکسر فراغ میخواہد ✽ مہر کا حال معلوم ہوا پہلے آپ لکھ بھیجیے کہ کیا کھودا جائیگا مہدی حسین خان مہدی حسین خان بہادر لکھ رہا ہون صرف یاد پر لکھ رہا ہون ورنہ خط لڑکون سے لکھوا دیا یاد پڑتا ہے کہ نگینہ وہان سے بھیجیے کو آپ نے لکھا سو اب مین مکرر خواہان ہون کہ یہ معلوم ہو جائے کہ نگینہ بھیجیے گا یا یہان خریدا جائیگا اور نقش نگین کیا ہوگا تاکہ شمار حروف کا مجکو یاد رہے ۔ اب جب آپ مجکو لکھین گے تب مین اُس کا جواب لکھون گا حافظ صاحب کا بھیجنا تقریباً معلوم ہوا یعنی اُنکی طرف سے آپ نے مجکو سلام لکھا ہے سو مین بھی اُن کی خدمت مین بندگی اور جناب منشی نادر حسین خان صاحب کی جناب مین سلام عرض کرتا ہون زیادہ حد ادب ۔

۴۳ ۔ نواب انور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد حضور کا توقیع خاص اور آپ کا نوازشنامہ یہ دونون حرز بازو ایک دن اور ایک وقت پہونچے توقیع کا جواب دو چار دن مین لکھونگا ناسازی مزاج مبارک موجب تشویش و ملال ہوئی اگرچہ حضرت کی تحریر سے معلوم ہوا کہ مرض باقی نہین مگر ضعف لیکن تسکین خاطر منحصر اسمین ہے کہ آپ بعد اس تحریر کے ملاحظہ فرمانے کے اپنے مزاج کا حال پھر لکھین ۵ روپیہ کی ہنڈی پہونچی اس کا بھی حال سابق کی ہنڈی کا سا ہے یعنی ساہوکار کہتا ہے کہ ابھی ہمکو کالپی کے ساہوکار کی اجازت نہین آئی جو ہم روپیہ دین اگر سرکار کے کارپرداز وہان کے ساہوکار سے

کہکر اجازت لکھوا بھیجین تو مناسب ہے صہبائی کے تذکرہ کی ایک جلد میری ملک مین سے میرے پاس تھی وہ مین اپنی طرف سے بسبیل ارمغان آپ کو بھیجتا ہون نذر قبول ہو اب مین حضرت سے باتین کر چکا خط کو سرنامہ لکھکر کہار کو دیتا ہون کہ ڈاک مین دے آوے بارہ پر دو بجے کتاب کا پارسل بطریق بیرنگ روانہ کرونگا پیشگاہ وزارت مین میری بندگی پہونچے عرضداشت بعد اسکے پہونچیگی جناب میر صاحب قبلہ میر امجد علی صاحب کو سلام نیاز اور جناب منشی نادر حسین خان صاحب کو سلام

۵۳- نواب انوار الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام ۳۳

پیر و مرشد آداب مزاج مقدس میرا حال آپ نے پوچھا اس پرسش کا شکر بجا لاتا ہون اور عرض کرتا ہون کہ آپکا بندۂ بے درم خریدہ اچھی طرح ہے ایک فصد بائیس منضج چار مسہل کہان تک آدمی کو ضعیف نکرے بارے آفتاب عقرب مین آگیا پانی برف آب ہوگیا ہے کابل وکشمیر کا میوہ بکنے لگا ہے یہ ضعف ضعف قسمت تو نہین کہ ایسے ایسے امور اُسکو زائل نکرسکین غزلون کو سو سو بار پڑھ رہا ہون اور وجد کر رہا ہون خوشامد میرا شیوہ نہین ہے جو ان غزلون کی حقیقت میری نظر مین ہے وہ مجھسے سن لیجیے اور میرے داد دینے کی داد دیجیے مولانا فغانی نے متقدمین یعنی امیر خسرو و سعدی و جامی کی روش کو سرحد کمال کو پہونچایا ہے اور میرے قبلہ و کعبہ مولانا شفق اور مولانا ہاشمی اور مولانا عسکری متاخرین یعنی صائب و کلیم و قدسی کے انداز کو آسمان پر لیگئے ہین اور تکلف اور تملق سے کہتا ہون تو مجھکو ایمان نصیب نہو یہ جو آپ اپنے کلام کے حک و اصلاح کے واسطے مجھسے فرماتے ہین یہ آپ میری آبرو بڑھاتے ہین کوئی بات بیجا ہو یا کوئی لفظ ناروا ہو تو بحسب حکم بجا لاؤن زیادہ حد ادب –

۵۴- نواب انوار الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام ۳۴

قبلہ و کعبہ کیا لکھون امور نفسانی مین اضداد کا جمع ہونا محالات عادیہ مین سے ہے کیونکر ہوسکے کہ ایک وقت خاص مین ایک امر خاص موجب انشراح کا بھی ہو اور باعث انقباض کا بھی ہو

یہ بات میں نے آپ کے اس خط میں پائی کہ اسکو پڑھ کر خوش بھی ہوا اور غمگین بھی ہوا سبحان اللہ اکثر امور میں تم کو اپنا ہم طالع پاتا ہون عزیزون کی ستم کشی اور رشتہ دارون سے ناخوشی میرا بھی قوم تو سراسر قلمرو ہند میں نہیں سمرقند میں دو چار یا دشت خفچاق میں سو دو سو ہونگے مگر یہان اقربا سے پانچ برس کی عمر سے اُن کے دام میں اسیر ہون اکسٹھ برس ستم اُٹھائے ہین شعر گر دہم شرح ستمہاے عزیزان غالب ٭ رسم امید ہمانا ز جہان برخیزد ٭ تم میری خبر لے سکتے ہو نہ مین تم کو مدد دے سکتا ہون اللہ اللہ دریا سارا تیر چکا ہون ساحل نزدیک ہے دو ہاتھ لگائے اور بیڑا پار ہے بیت عمر بھر دیکھا کیا مرنے کی راہ ٭ مر گئے پر دیکھیے دکھلائیں کیا ٭ یہ بھی تو پوچھو کہ آپ کے خط کا جواب اتنی جلد کیون لکھا یعنی کم و بیش مہینا بھر کے بعد کیا کرون شاہ اسرار الحق کو آپکا اور حافظ نظام الدین صاحب کا خط بھجوا دیا ہفتہ بھر کے بعد جواب مانگا جواب دیا کہ اب بھیجتا ہون دس بارہ دن ہوئے کہ حضرت خود تشریف لائے جواب آپ کے اور حافظ جی کے خط کا مانگا کہا کہ کل بھیجدونگا اس واقعہ کو آج قریب دو ہفتہ کے عرصہ ہوا ناچار اُنکے جواب سے قطع نظر کر کے آپکو یہ چند سطرین لکھین شعر از خون دل نوشتم نزدیک دوست نامہ ٭ اِنّی رَاَیْتُ دَھْرًا فِی ھَجْرِکَ القِیَامَہ حافظ جی صاحب کو میری بندگی کہیئے گا اور یہ خط اُنکو پڑھوا دیجئے گا جناب منشی نادر حسین خان صاحب کو میرا سلام پہونچے اگرچہ آپ ابتلا سے رنج و الم میں مگر یہ شرف کیا کم ہے کہ انورالدولہ کے ہمدرد ہو مورد ستمہاے روزگار ہونا شرافت والے کی دلیل ہے ساطع اور برہان ہے قاطع حضرت بہت دن سے جناب میر امجد علی صاحب کا کچھ حال معلوم نہیں اُنکے تخلص نے مجکو حیران کر رکھا ہے یعنی قلق میں مبتلا ہون آپ اُن کا حال لکھئے خواجہ اسمعیل خان صاحب کہان ہین اور کسطرح ہین سُنیئے قبلہ من مین تو آپ سے شاہ انوار الحق کے خط کے جواب کا طالب نہیں ہون کہ آپ اُنکے خط کے حاصل ہونیکے انتظار میں مجکو خط نہ لکھ سکین مین منتظر ہون تاکہ اس خط کا جواب جلد پاؤن

۳۳ - نواب انورالدولہ سعدالدین خان بہادر شفق کے نام

ناوک بیدادگا ہدف ہے حضرت یعنی غالب آداب بجا لاتا ہے نوازشنامہ کو دیکھ کر جانا کہ مین نے کرے چند کے شعر پر خط بطلان کھینچ دیا یہ تو کوئی گمان نہ کرے گا کہ مین کمر کو کمربند نہین جانتا معہذا وہان پہلے مصرعہ مین اگر کمر بمعنی کمربند فرض کیجیے تو بھی تو شعر کاٹ ڈالنے کے قابل نہین قصد کر کے بیٹھا تھا کہ اس شعر پر صاد کرون گا خدا جانے قلم سے خط کیونکر کھنچ گیا اب حواس بجا نہین حافظہ رہا نہین اکثر الفاظ بے قصد لکھ جاتا ہون ستر برس کی عمر ہوئی کہا تک خرافت نہ آئے اس شعر کا گنہگار اور حضرت سے شرمسار ہون معاف کیجئے زیادہ حد ادب ۔

۳۶	۳۶۔ نواب انوار الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام	

کیونکر کہون مین دیوانہ نہین ہون ہان اتنے ہوش باقی ہین کہ اپنے کو دیوانہ سمجھتا ہون واہ کیا ہوشمندی ہے کہ قبلۂ ارباب ہوش کو خط لکھتا ہون نہ القاب نہ آداب نہ بندگی نہ تسلیم حسن غالب ہم سمجھے کہتے ہین بہت سماجت نہین آتی ایا زحد خود شناس مانا کہ تو نے کئی برس کے بعد رات کو دو لہا بیٹا کی غزل لکھی ہے اور آپ اپنے کلام پر وجد کر رہا ہون مگر یہ تحریر کی کیا روش ہے پہلے القاب لکھ پھر بندگی عرض کر پھر ہاتھ جوڑ کر مزاج کی خبر پوچھ پھر عنایت نامہ کے آنے کا شکر ادا کر اور یہ لکھ کہ جو مین تصور کر رہا تھا وہ ہوا یعنی جسدن صبح کو مین نے خط بھیجا اسی دن آخر روز حضور کا فرمان پہونچا معلوم ہوا کہ حرارت ہنوز باقی ہے انشاء اللہ تعالیٰ رفع ہو جائیگی موسم اچھا آگیا ہے شعر گرمی از آب برون رفت و حرارت ز ہوا ٭ محمل مہر جہانتاب بمیزان آمد ٭ اگر صرف تبرید و تعدیل سے کام نکل جائے تو کیا کہنا ورنہ حسب رائے طبیب تنقیہ کرائیے مجکو بھی آج دسوان منضج ہے پانچ سات دن کے بعد مسہل ہوگا شب کو ناگاہ ایک زمین نئی خیال مین آئی طبیعت نے راہ دی غزل تمام کی اسی وقت سے یہ خیال مین تھا کہ کب صبح ہو اور کب یہ غزل نواب صاحب کو بھیجون تاکہ آپ پسند کرین اور میرے قبلہ جناب میر امجد علی صاحب کو سنا دین اور میرے شفیق منشی نادر حسین خان صاحب اور انکے بھائی صاحب اسکو پڑھین پروردگار اس مجمع کو سلامت رکھے غزل ٭ اے ذوق نوا سنجی بازم بخروش آور ٭ غوغائے شبیخونی بر بنگہ ہوش آور

گر خود بجہد از سر از دیدہ فرو بارمش ٭ دل خون کن و آن خون را در سینہ بجوش آور ٭ بان ہمدم فرزانہ دانی رہ ویرانہ ٭ شمعی کہ نخواہد شد از باد خموش آور ٭ شورابہ این وادی تلخ ست اگر آدی ٭ از شہر بسوی من سر چشمہ نوش آور ٭ دانم کہ زری داری ہر جا گذری داری ٭ می گر نہ ہد سلطان از بادہ فروش آور ٭ گرمی بکدو ریزد بر کف نہ دراہی شو ٭ ور شیشہ بسبو بخشد بردار و بدوش آور ٭ ریحان ودماز مینا راشش چکد از قلقل ٭ آن در رہ چشم افگن وین از پے گوش آور ٭ گاہی بسبکدستی زان بادہ زخویشم بر ٭ گاہے بسبیہ مستی از نغمہ بہوش آور ٭ غالب کہ بقایش باد ہمپاے اگر ناید ٭ باری غزلی فردے زان موئنہ پوش آور ٭ —

۳۹ - نواب انور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

للہ الشکر کہ پیر و مرشد کا مزاج اقدس بخیر و عافیت ہے پہلے نوازشنامہ کا جواب باآنکہ وہ مشتمل ایک سوال پر تھا ہنوز نہین لکھنے پایا کہ کل ایک اور مکرمت نامہ آیا بندہ عرض کر چکا ہے کہ مسہل مین ہون چنانچہ کل میرا مسہل ہوگا اس سبب سے اُس توقیع کا پاسخ نگار نہو سکا تھا اور لکھتا بھی تو یہی لکھتا جو آپ نے لکھا ہے ارنی کی رے کی حرکت و سکون کے باب مین قول فیصل یہی ہے جو حضرت نے لکھا ہے اگر تقطیع شعر مساعدت کرجائے اور ارنی بروزن حمینی گنجایش پائے تو نعم الاتفاق ورنہ قاعدہ تصرف مقتضی جواز ہے مرزا عبد القادر بیدل شعر چو موسی لطور ہمت ارنی مگو و بگریز ٭ نیز درین تمنا بجواب لن ترانی ٭ اسد اللہ بیگ غالب شعر رفت آنکہ باز حسن مدارا طلب کنیم ٭ سر رشتہ در کف ارنی گوے طور بود ٭ تردد اسکے سے فارغ ہو کر عرض کرتا ہون کہ ہاے کیا غزل لکھی ہے قبلہ آپ فارسی کیون نہین کہا کرتے کیا پاکیزہ زبان ہے اور کیا طرز بیان کیا مین سخن ناشناس اور نا انصاف ہون کہ ایسے کلام کی حک و اصلاح پر جرأت کرون ع چہ حاجت ست مشاطہ روی زیبا را ٭ ہان ایک جگہہ آپ تحریر مین سہو کر گئے ہین مصرعہ اے مطرب جادو فن بازم رہ ہوشم زن ٭ دو میم آپڑے ہین ایک میم محض بیکار ہے دیگر کی جگہہ آپ بازم لکھ گئے ہین ع اے مطرب جادو فن دیگر رہ ہوشم زن ٭ اب دیکھیے اور صاحبون کی غزلین کب آتی ہین اتنی عنایت فرمایئے گا کہ

ہر صاحب کے تخلص کے ساتھ اُن کا اسم مبارک اور کچھہ حال رقم کیجیے گا زیادہ حد ادب

۴۰ - نواب انور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام ۳۴

پیر و مرشد یہ خط لکھنا نہیں ہے باتین کرنی ہین اور یہی سبب ہے کہ مین القاب و آداب نہین لکھتا خلاصہ عرض کا یہ ہے کہ آج شہر مین بدر الدین علی خان کا نظیر نہین پس مہر اور کون کھود سکیگا ناچار مین نے آپکا نوازشنامہ جو میرے نام تھا وہ اُن کے پاس بھیجدیا اُنھون نے رقعہ میرے نام کا آج بھیجا سو وہ رقعہ حضرت کی خدمت مین بھیجتا ہون مین نہین سمجھتا کہ قسم دوم پکھراج کی کیا ہے آپ اسکو سمجھہ لین اور نگین باحتیاط ارسال فرما دین روپیہ کے بھیجنے کی ابھی ضرورت نہین ہے جب مین عرض کرون تب بھیجیے گا تعجب ہے کہ جناب میر امجد علی صاحب قلق کا اس خط مین سلام نہ تھا متوقع ہون کہ چھاپہ کے قصیدے انکو سنائے جاوین اور میری بندگی کہی جاے جناب منشی نادر حسین خان صاحب کو میرا سلام بصدق ہزار اشتیاق پہونچے۔

۴۱ - نواب انور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام ۳۴

قبلہ و کعبہ وہ عنایت نامہ جسمین حضرت نے مزاج کی شکایت لکھی تھی پڑھکر بے چین ہو گیا ہون اور عرض کر چکا ہون کہ مزاج کا حال مفصل لکھیے چونکہ آپ نے کچھہ لکھا تو اور زیادہ مشوش ہون نسخہ رفع تشویش یعنی شفقت نامہ جلد بھیجیے جناب منشی نادر حسین خان صاحب کا کچھہ حال معلوم نہین حضرت میر امجد علی صاحب کا کچھہ حال معلوم نہین متوقع ہون کہ ان دونون صاحبون کی خدمت مین میرا سلام پہونچے اور آپ اُنکی خیر و عافیت لکھین کبوترون کا نسخہ جیسا کہ میرے پاس آیا بجنسہ ارسال کرتا ہون آپکو معلوم ہوگا کہ میرن صاحب نے انتقال کیا یہ چھوٹے بھائی تھے مجتہد العصر لکھنؤ کے نام اُنکا سید حسین اور خطاب سید العلما نقش نگین سید حسین ابن علی مین نے انکی رحلت کی ایک تاریخ پائی اُسمین پانچ بڑھتے تھے یعنی ۱۲۷۸ ہوتے تھے تخرجہ یہی روش کا میرے خیال مین آیا مین تو جانتا ہون اچھا ہے دیکھون آپ پسند فرماتے ہین یا نہین قطعہ حسین ابن علی آبروے علم و عمل ٭ کہ سید العلما نقش خاتمش بودی

نماند و ماندی اگر زندہ پنج سال دگر ؛ غم حسین علی سال ماتمش بودی ؛ زیادہ حدِ ادب۔

۶ صفر | ۴۲ - نواب انور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کی نام

پیر و مرشد معاف کیجیے گا ؛ مین نے جمنا کا کچھہ نہ لکھا حال ؛ یہان کبھی کسی نے اس دریا کی کوئی حکایت ایسی نہین کی کہ جس سے استبعاد اور استعجاب پایا جاسے پرسش کے بعد بھی کوئی نئی بات نہین سنی سینئے تو سہی موسم کیا ہے گرمی جاڑا برسات یہی فصلین الگ ہی تگرگ باری علاوہ ایک جو روان کی حقیقت متغیر ہو جاسے تو محل استعجاب کیون ہو ۔ اور یہ بات کہ دلی مین تغیر ہوا در پورب مین ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہان جمنا بانفراد بہ رہی ہے اور وہان کہین کوئی اور ندی کہین گنگا باہم ملگئی ہین مجمع البحار ہے حضرت نے خوب وکالت کی مولانا قلق سے تقصیر میری معاف نہ کروائی کہدوگے کہ گناہ معاف ہو گیا ہین بغیر سارٹیفکٹ کے کب مانونگا یہ دن مجھپر جو گزرتے ہین میرا حال بعینہ وہ ہوتا ہے جیسا زبان سے پانی پینے والے جانورون کا خصوصًا اس موسم مین کہ غم و ہم کا ہجوم ہے شعر آتش دوزخ مین یہ گرمی کہان ؛ سوز غمہاے نہانی اور ہے ۔

۱۴ | ۴۳ - نواب انور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

حضرت پیر و مرشد اگر آج میرے سب دوست اور عزیز یہان فراہم ہوتے اور ہم اور وہ باہم بیٹھتے تو مین کہتا کہ آؤ اور رسم تہنیت بجا لاؤ خدا نے پھر وہ دن دکھایا کہ ڈاک کا ہرکارہ انور الدولہ کا خط لایا مصرعہ اینکہ می بینم بہ بیداریست یارب یا بخواب ؛ منھہ پیٹتا ہون اور سر پٹکتا ہون کہ جو کچھہ لکھا چاہتا ہون نہین لکھ سکتا ہون آلہی حیات جاودانی نہین مانگتا پہلے انور الدولہ سے ملکر سرگذشت بیان کرون پھر اسکے بعد مرون روپیہ کا نقصان اگرچہ جانکاہ اور جانگزا ہے پر بموجب تلف المال خلف العمر عمر فزا ہے جو روپیہ ہاتھہ سے گیا ہے اسکو عمر کی قیمت جانئے اور ثبات ذات وبقاے عرض و ناموس کو غنیمت جانئے ۔ اللہ تعالی حضرت وزیر اعظم کو سلامت رکھے اور اس خاندان کے نام و نشان و عز و شان کو برقرار تا قیامت رکھے مین نے گیارھوین مئی ۱۸۵۷ء سے اکتیسوین جولائی ۱۸۵۸ء تک کی روداد نثر مین بعبارت فارسی ناآمیختہ بعربی لکھی ہے اور وہ پندرہ سطر کے سطرے

چار جزو کی کتاب آگرہ کے مطبع مفید الاخلاق میں چھپنے کو گئی ہے دستنبو اسکا نام رکھا ہے اور اسمین صرف اپنی سرگذشت اور اپنے مشاہدہ کے بیان سے کام رکھا ہے بعد چھپ جانے کے وہ نسخہ حضرت کی نظر سے گذرانونگا اور اسکو ہم سخنی اور ہمزبانی جانونگا جناب میر احمد علی صاحب کا جو آپکے خط مین ذکر نہین آیا ہے تو اس خیرخواہ احباب کا دل گھبرایا ہے اب کے خط لکھئے تو اُن کی خیر و عافیت بہر لکھیے ہم انکو بندگی اور جناب منشی نادر حسین خان صاحب کو سلام لکھے

۴۷	۴۴ - نواب انور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد ایک نوازشنامہ آیا اور دستنبو کے پہونچنے کا مژدہ پایا اسکا جواب یہی کہ کارپردازان ڈاک کا احسان مانو اور اپنی محنت کا رائگان نہ جانا یقین جانون چند روز کے بعد ایک عنایت نامہ اور پہونچا گویا ساغر التفات کا دوسرا دور پہونچا اب ضرور آپڑا کہ کچھ حال اس ستارۂ دُمدار کا لکھون چنانچہ جسوقت سے وہ خط پڑھا ہے سوچ رہا ہون کہ کیا لکھون چونکہ بسبب فقدان اسباب یعنی عدم رصد و کتاب کچھ نہین کہا جاتا ہے ناچار مرزا صائب کا مصرعہ زبان پر آجاتا ہے مصرعہ ازبس ستارۂ دنبالہ دار است چشم ما یہ مطلع ہے اور پہلا یہ مصرعہ ہے ع زخال گوشۂ ابروی یار میچشم کیا آپ مجکو بے ہنری اور بیچمیرزی مین صاحب کمال نہین جانتے اور اس عبارت فارسی کو میرا مصداق حال نہین جانتے نیش ملا طبیب و نیش طبیب ملا نیش ہیچ ہر دو نیش ہر دو ہیچ آرائش مضامین شعر کے واسطے کچھہ تصوف کچھہ نجوم لگا رکھا ہے ورنہ سواے موزونی طبع کے یہان اور کیا رکھا ہے بہرحال علم نجوم کے قاعدہ کے موافق جب زمانہ کے مزاج مین فساد کی صورتین پیدا ہوتی ہین تب سطح فلک پر یہ شکلین دکھائی دیتی ہین جس برج مین یہ نظر آئے اسکا درجہ و دقیقہ دیکھتے ہین پھر دور زمانہ کا عمر اور طریقہ دیکھتے ہین ہزار طرح کی چال ڈالتے ہین تب ایک حکم نکالتے ہین شاہجہان آباد مین بعد غروب آفتاب اُفق غربی شہر پر نظر آتا تھا اور چونکہ اُن دنون مین آفتاب اول میزان مین تھا تو یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہ صورت عقرب مین ہے درجہ اور دقیقہ کی حقیقت نامعلوم بہت دن شہر مین اس ستارہ کی دہوم رہی اب دس بارہ دن سے نظر نہین آتا وہان شاید

اب نظر آیا ہے جو آپ نے اسکا حال پوچھا ہے پس مین اتنا جانتا ہون کہ یہ صورتین قہر الٰہی کی
ہین اور دلیلین ملک کی تباہی کی قران نحسین پھر کسوف پھر خسوف پھر یہ صورت پر کدورت نعیاذ باللہ
پناہ بخدا ایمان پہلی نومبر کو بدہ کے دن حسب الحکم حکام کو چہ و بازار مین روشنی ہوئی اور سب کو کمپنی
کا ٹھیکہ ٹوٹ جانا اور قلمرو ہند کا پادشاہی عمل مین آنا سنایا گیا نواب گورنر جنرل لارڈ کیننگ بہادر
کو ملکۂ معظمۂ انگلستان نے فرزند ارجمند خطاب دیا اور اپنی طرف سے نائب اور ہندوستان
کا حاکم کیا مین تو قصیدہ اس تہنیت مین پہلے ہی لکھ چکا ہون چنانچہ بشمول
دستنبو نظر انور سے گزرا ہوگا شعر تا نہال دوستی کے بردہد ٭ حالیا رفتیم و تخمے کاشتیم
اللہ اللہ اللہ۔

۴۵ - نواب انوار الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد آداب تتمۂ غلطنامۂ قاطع برہان کو بھیجے ہوئے تین دن اور آپ کی خیر و عافیت
مولوی حافظ عزیز الدین کی زبانی سنے ہوئے دو دن ہوئے تھے کہ کل آپکا نوازشنامہ پہونچا قاطع
برہان کے پہونچنے سے اطلاع پائی معتقدان برہان قاطع برچھیان اور تلوارین پکڑ پکڑ کے اٹھ
کھڑے ہوئے ہین ہنوز دو اعتراض مجھ تک پہونچے ہین ایک تو یہ کہ قاطع برہان غلط ہے یعنی یہ ترکیب
خلاف قاعدہ ہے کلام قطع کیا جاتا ہے برہان قاطع نہین ہوسکتی لو صاحب برہان قاطع صحیح اور
قاطع برہان غلط مگر برہان قاطع کی فاعل ہوسکتی ہے اور قطع کا فعل آپ نہین قبول کرتی قاطع برہان
مین جو برہان کا لفظ ہے یہ مخفف برہان قاطع ہے برہان قاطع کی رد کو قطع سمجھ کر قاطع برہان نام رکھا
تو کیا گناہ ہوا دوسرا ایراد یہ ہے کہ مصرعہ با انگلستان ستیز بیجا ٭ انگلش کا نون تلفظ مین نہین
آتا مین پوچھتا ہون کہ خدا کے واسطے انگلس اور انگریز کا نون باعلان کہان ہے اور اگر
ہے بھی تو ضرورت شعر کے واسطے لغات عربی مین سکون و حرکت کو بدل ڈالتے ہین اور اگر انگلس
کے نون کو غنہ کر دیا تو کیا گناہ ہوا وہ ورق چھاپے کا جو آپ کے پاس بھیجا ہے۔ اُسکو
غلطنامہ شاملہ کے بعد لگا کر جلد بندھوا لیجیے گا حضرت کیون آپ نے مراسلہ اور میرے مکتوب کا

حال پوچھا - مصرعہ - اینہم کہ جواب نہ نویسند جواب است - سمجھ لو اور چپ رہو مین نے مانا جسکو تمنے لکھا ہے وہ لکھیگا کہ مین نے مختار سے پوچھا اُسنے یون کہا پھر مین نے یون کہا اب یہ بات قرار پائی ہے تو اس تقریر کو حضرت ہی یاد رکھینگے فقیر کبھی نہ مانیگا ایک حکایت سنو امجد علی شاہ کی سلطنت کے آغاز مین ایک صاحب میرے ہم آشنا یعنی خدا جانے کہان کے رہنے والے کسی زمانہ مین وارد اکبرآباد ہوے تھے کبھی کہین کے تحصیلدار بھی ہوگئے تھے زبان آور اور چالاک اکبرآباد مین نوکری کی جستجو کی کہین کچھ نہوا میرے یہان دو ایک بار آئے تھے پھر وہ خدا جانے کہان گئے ہین - دلّی آ رہا کم و بیش بیس برس گذر گئے ہونگے امجد علی شاہ کے عہد مین اُنکا خط ناگاہ مجکو بسبیل ڈاک آیا چونکہ اُن دنون مین دماغ تندرست اور حافظہ برقرار تھا مین جانا کہ یہ وہی بزرگ ہین خط مین مجکو پہلے یہ مصرعہ لکھا مصرعہ -

از بخت شکر دارم و از روزگار ہم ۞ آپ سے جدا ہوکر بیس برس آوارہ پھرا جے پور مین نوکر ہوگیا وہان سے دو برس کے بعد کہان گیا اور کیا کیا اب لکھنؤ مین آیا ہون وزیر سے ملا ہون بہت عنایت کرتے ہین بادشاہ کی ملازمت اُنہین کے ذریعہ سے حاصل ہوئی ہے بادشاہ نے خانی اور بہادری کا خطاب دیا ہے مصاحبون مین نام لکھا ہے مشاہرہ ابھی قرار نہین پایا وزیر کو مین نے آپکا بہت مشتاق کیا ہے اگر آپ کوئی قصیدہ حضور کی مدح مین اور عرضی یا خط جو مناسب جانین وزیر کے نام لکھکر میرے پاس بھیج دیجئے گا تو بیشک بادشاہ آپکو بلائینگے اور وزیر کا خط فرمان طلب آپکو پہونچیگا مین نے اسی عرصے مین ایک قصیدہ لکھا تھا جسکی بیت اسم یہ ہے -

آغاز قصیدہ - امجد علی شہ آنکہ بدزدد دعاے او ۞ صد رہ نماز صبح قضا کرد روزگار ۞ الخ

مسوّدہ تھا کہ کسکی معرفت بھیجون توکلت علی اللہ بھیج دیا رسید آگئی صرف پھر دو ہفتے کے بعد ایک خط آیا کہ قصیدہ وزیر تک پہونچا وزیر پڑھ کر بہت خوش ہوا آئین شایستہ پیش کرنے کا وعدہ کیا مین متوقع ہون کہ میان بدر الدین مہرکن سے میری مہر خطابی کھدوا کر بھیج دیجئے چاندی کا نگینہ مربع اور قلم جلی فقیر نے سرانجام کر کے بھیجدیا رسید آئی اور قصیدہ کی بادشاہ تک گذرنے کی نوبت پہنچی پھر دو مہینے تک اُدھر سے کوئی خط نہ آیا مین نے جو خط بھیجا اُلٹا پھر آیا ڈاک کا یہ توقیع کہ مکتوب الیہ

یہاں نہیں ایک مدت کے بعد حال معلوم ہوا کہ اس بزرگ کا وزیر تک پہونچنا اور حاضر رہنا بیچ بادشاہ کی ملازمت اور خطاب کا ملنا غلط بہادری کی مہر تمسک بتقریب حاصل کرکے مرشد آباد کو چلا گیا چلتے وقت وزیر سے دو سو روپیہ دیے تھے ایک قاعدہ کلیہ دل کا سمجھا ہوا خالق کی قدرت مقتضی اسکی ہے کہ جو اس شہر پناہ کے اندر پیدا ہو مرد یا عورت خفقان و مراق اسکی خلقت و فطرت میں ہو آٹھ دس برس کے بعد ساون کے اخیر میں خوب برسا لیکن نہ دریا جاری ہوئے نہ طوفان آیا ہاں شہر کے باہر ایک دن بجلی گری دو ایک آدمی کچھ جانور تلف ہوئے مکان گرے دس بیس آدمی دبکر مرے دو تین شخص کوٹھے پر سے گر کر مرے مراقیوں نے غل مچانا شروع کیا اپنے اپنے عزیزان بسفر رفتہ کو لکھا جا بجا اخبار نویسوں نے انسے سنکر درج اخبار کیا اب دس بارہ دن سے مینہ کا نام نہیں دھوپ آگ سے زیادہ تیز ہے وہی خفقانی صاحب اب روتے پھرتے ہیں کہ کھیتیاں جلی جاتی ہیں اگر مینہ نہ برسیگا تو پھر کال پڑیگا مکانات کے گرنے کا حال یہ ہے کہ چار پانچ برس سے بسبب بیغائی لوگ کڑی تختہ کیواڑ چوکھٹ بعض مکانات کی چھت کا مصالح بیچ گئے اب ان غریبوں کو وہ مکان بہتے ملے تو ان میں مرمت کا مقدور کہاں فرمائیے مکانات کیونکر نہ گریں

۱۴۴ - نواب انور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام	مرقوم

پیر و مرشد کل شام کو جب کہ میں ننگا اپنے پلنگ پر لیٹا ہوا حقہ پی رہا تھا کہ آدمی نے آ کر خط دیا میں نے کھولا پڑھا بھلے کو انگرکھا یا کرتا گلے میں نہ تھا اگر ہوتا تو میں گریبان پھاڑ ڈالتا حضرت کا کیا جاتا میرا نقصان ہوتا سنئے آپکا قصیدہ بعد اصلاح پہونچا اسکی رسید آئی کئی شعر جو اٹھ گئے انکی قباحت پوچھی گئی قباحت بتائی گئی الفاظ قبیح کی جگہ بے عیب الفاظ لکھ دیے گئے وہ صاحب یہ اشعار رہی قصیدہ میں لکھ لو اس نگارش کا جواب آج تک نہیں شاہ اسرار الحق کے نام کا کاغذ انکو دیا جواب یہ آیا ہے کچھ انہوں نے زبانی فرمایا وہ آپکو لکھا گیا حضرت کی طرف سے اس تحریر کا کچھ جواب نہ ملا شعر پڑھیں ہیں شکوہ سے یوں راگ سے جیسے باجا ؛ اک ذرا چھیڑیے پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے ؛ سوچتا ہوں کہ دو دن خدا پرستی گئے گئے تلف ہونا کسی طرح تسلیم نہیں

خیر اب بہت دن کے بعد شکوہ کیا لکھا جاے باسی کڑھی مین اُبال کیون آے بندگی بیچارگی پانچ
لشکر کا حملہ پے بپے اس شہر پر ہوا پہلا باغیون کا لشکر اُسمین اہل شہر کا اعتبار لٹا دوسرا لشکر خاکیون
کا اُسمین جان و مال و ناموس و مکان و مکین و آسمان و زمین و آثار ہستی سراسر لٹ گئے تیسرا لشکر کال
کا اُسمین ہزارہا آدمی بھوکے مرے چوتھا لشکر ہیضہ کا اُسمین بہت سے پیٹ بھرے مرے پانچوان
لشکر تپ کا اُسمین تاب و طاقت عموماً لٹ گئی مرے آدمی کم لیکن جسکو تپ آئی اُسنے اعضا مین
طاقت نہ پائی ابتک اس لشکر نے شہر سے کوچ نہین کیا میرے گھر مین دو آدمی تپ مین مبتلا ہین
ایک بڑا لڑکا اور ایک میرا داروغہ خدا ان دونون کو جلد صحت دے برسات یہان بھی اچھی ہو لی
ہے لیکن نہ ایسی کہ جیسی کالپی اور بنارس مین زمیندار خوش کھیتیان تیار ہوئین خریف کا بڑا بار
ہے ربیع کے واسطے پوہ ماہ مین مینھ درکار ہے کتاب کا پارسل پرسون ارسال کیا جائیگا اہاہا جناب
حافظ محمد بخش صاحب میری بندگی مغل علی خان غدر سے کچھ دن پہلے مستسقی ہو کر مر گئے
ہے ہے کیونکر لکھون حکیم رضی الدین خان کو قتل عام مین ایک خاکی نے گولی ماردی اور احمد حسین
خان چھوٹے بھائی بھی اُسی دن مارے گئے طالع یار خان کے دونون بیٹے ٹونک سے رخصت
آئے تھے غدر کے سبب جا نہ سکے یہین رہے بعد فتح دہلی دونون بے گناہون کو پھانسی ملی
طالع یار خان ٹونک مین ہین زندہ ہین پر یقین ہے کہ مردہ سے بدتر ہونگے میر چھوٹم نے بھی پھانسی پائی
حال صاحبزادہ میان نظام الدین کا یہ ہے کہ جہان سب اکابر شہر کے بھاگ گئے تھے وہان وہ بھی بھاگ
گئے تھے بڑودہ مین رہے اورنگ آباد مین رہے حیدر آباد مین رہے سال گذشتہ یعنی جاڑون مین
یہان آئے سرکار سے اُنکی صفائی ہو گئی لیکن صرف جان بخشی روش الدولہ کا مدرسہ عقب کوتوالی
چبوترہ ہے وہ اور خواجہ قاسم کی حویلی جس مین مغل علی خان مرحوم رہتے تھے وہ اور خواجہ صاحب
کی حویلی یہ املاک خاص حضرت کالے صاحب کی اور کالے صاحب کے بعد میان نظام الدین
کی قرار پا کر ضبط ہو گئی اور نیلام ہو کر روپیہ سرکار مین داخل ہو گیا ہان قاسم خان کی حویلی جسکے
کاغذ میان نظام الدین کی والدہ کے نام ہین وہ اون کو یعنی میان نظام الدین کی والدہ کو ملگئی

ہے فی الحال میان نظام الدین پاکپٹن گئے ہین شاید بھادلپور بھی جائینگے۔

۴۳ | ۴۷ — نواب انوار الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

خداوند نعمت شرف افزا نامہ پہونچا شاہ اسرار الحق کے نام کا مکتوب اُنکی خدمت مین بھیج
دیا گیا جناب شاہ صاحب سالک مجذوب یا مجذوب سالک ہین اگر جواب بھجوادینگے تو جناب مین
ارسال کیا جائیگا قصیدہ کو بارہا دیکھا اور غور کی جس طور پر ہے اسمین گنجائش اصلاح کی نہ پائی
یعنی لفظ کی جگہہ لفظ مرادف بالمعنی لانا صرف اپنی دستگاہ کا اظہار ہے ورنہ کوئی لفظ بے محل اور بے موقع
نہین کوئی ترکیب فارسی ٹکسال باہر نہین مگر ہان طرز گفتار کا بدلنا اُس کے واسطے چاہیئے
دوسرا قصیدہ اس زمین مین ایک اور لکھنا اور وہ تکلف بارد ہے بلکہ شاید حضرت کو یہ منظور بھی
نہو پس شرم کم خدمتی سے دلریش اور فرط خجالت سے سر درپیش ہوکر قصیدہ کو اس لفافہ مین
بھیجتا ہون خدا کرے مورد عتاب نہون غلّہ کی گرانی آفت آسمانی امراض دموی بلاے جانی
انواع و اقسام کے اورام و بثور شائع چارہ ناسودمند اور سعی ضائع مین نہین جانتا کہ ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء
کو پہر دن چڑہے وہ فوج باغی میرٹھ سے دلی آئی تھی یا خود قہر الٰہی کا پے درپے نزول ہوا تھا بقدر
خصوصیت دلی ممتاز ہے ورنہ سرتاسر قلمرو ہند مین فتنہ و بلا کا دروازہ باز ہے انا للہ وانا الیہ راجعون
جناب میر امجد علی صاحب کو بندگی جناب منشی نادر حسین خان صاحب کو سلام —

۴۵ | ۴۸ — نواب انوار الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد مین آپکا فرمان پذیر اور آپکا حکم بطیب خاطر بجالانے والا ہون مگر سمجھ تو لون کہ کیا
لکھون وہ مکتوب کہان بھیجون آپکے پاس بھیج دون یا اُنھین منشی صاحب کے پاس بھیج دون اور
وسیم الدین و ظہیر الدین کو منشی میر شیخ خواجہ کیا کرکے لکھون دو حاکم کی راے کے شمول کا قیدی
اور اس زمانہ مین سیکڑون جزیرہ نشین رہائی پاکر اپنے اپنے گہر آگئے یا انھیں منشی کو کیا اختیار ہے کہ
وہ چھوڑ دے یہ آپکی تحریر سے معلوم نہین ہوتا کہ ایسا حق منحصر اس مین ہے کہ قیدی دریاے شور کو
نہ جاوے اور یہین محبوس رہے یا یہ منظور ہے کہ جزیرہ کو بھی نہ جاوے اور یہان کی قید سے بھی

رہائی پائی خواہش کیا ہی اور کارپردازی کس طرح کی اعانت چاہون پہلے تو یہ سوچتا ہون کہ کیا لکھون پھر جو کچھ لکھون اُسکو کہان بھیجون طریق تو یہ ہے کہ میان امیرالدین وہ نگارش لیکر منشی صاحب کے پاس جائین اور بذریعہ اُس خط کے روشناس ہون مین کیا جانون کہ امیرالدین کا مسکن کہان ہے منشی صاحب کو خط بھیجا رون اُنکے نزدیک احمق ہون کہ کس امر موہوم مجہول مین مجکو لکھا ہے کیونکر ہوسکتا ہے کہ وہ اُس خط کو پڑھکر تفحص کرین کہ امیرالدین کون ہے اور کہان ہے اور کیا چاہتا ہے بہرحال اس خط کے ساتھ ایک اور لفافہ آپ کے نام کا روانہ کرتا ہون اس مین صرف ایک خط مسودہ منشی صاحب سے کہلا ہوا اُسکو پڑھکر میان امیرالدین کے پاس بھیجا دیجیے گا مگر گوند لگا کر اور یہ منظور ہو تو میری طرف سے منشی صاحب کے نام کے خط کا مسودہ لکھ کر میرے پاس بھیجیے اور لکھ بھیجیے کہ اُس مسودہ کو صاف کرکے کہان بھیجون۔

۴۹ - نواب انورالدولہ سعدالدین خان بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد شب رفتہ کو مینہ خوب برسا ہوا مین فرط برودت سے گزند پیدا ہو گیا اب صبح کا وقت ہے ہوا ٹھنڈی بے گزند چل رہی ہے ابر تنک محیط ہے آفتاب نکلا ہے پر نظر نہین آتا ہے مین عالم تصور مین آپ کو مسند عز و جاہ پر جانشین اور منشی نادر حسین خان صاحب کو آپکا جلیس مشاہدہ کرکے آپ کی جناب مین کورنش بجالاتا ہون اور منشی صاحب کو سلام کرتا ہون کافر نعمت ہو جاؤن اگر یہ مدارج بجا نہ لاؤن حضرت نے اور منشی صاحب نے میری خاطر سے کیا زحمت اُٹھائی ہے بھائی صاحب بہت خوشنود ہوئے منت پذیری مین میری شریک غالب ہین فی الحال بتوسط میرے سلام نیاز عرض کرتے ہین اغلب ہے کہ نامہ جداگانہ بھی ارسال کرین حضرت آپ غالب کی شرارتین دیکھتے ہین سب کچھ کہے جاتا ہے اور اس اصل کا جسپر یہ مراتب متفرع ہون ذکر نہین کرتا فقیر کو تو یہ طرز پسند نہ آئی مطلب اصلی کو مقدر چھوڑ جانا کیا شیوہ ہے یون لکھنا تھا کہ آپ کا عنایت نامہ اور اُسکے ساتھ نسب نامۂ خاندان مجید و علا کا پارسل پہونچا مین ممنون ہوا نواب ضیاءالدین خان بہادر بہت ممنون و شاکر ہوئے

جناب عالی مین تو غالب ہرزہ سرا کا معتقد نہ رہا آپ نے اسکو صاحب بنا رکھا ہے اس سے اسکا دماغ چل گیا ہے قبلہ و کعبہ کیا جناب مولانا قلق نہین ہین حضرت شفیق نے جو غالب کی شفاعت کی تھی وہ مقبول ہوئی اب جناب ہاشمی کو اپنا ہمزبان اور مددگار بنا کر پھر کہتے ہین آپکی بات اس باب مین کبھی نہ مانون گا جبتک سید صاحب کا خوشنودی نامہ نہ بھجوا دیجئے گا اس سارٹیفکٹ کے حصول مین رشوت دینے کو بھی مین موجود ہون والسلام -

۴۷ | ۵۰ - نواب انور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد کو کورنش مزاج اقدس الحمدللہ تو اچھا ہے حضرت دعا کرتا ہون پرسون آپ کا خط مع سارٹیفکٹ کے پہونچا آپ کو سید افیاض سے اشرف الوکلا خطاب ملا محتاجانہ مجتا نہ ایک لطیفہ نشاط انگیز سنیئے ڈاک کا ہرکارہ جو بلی ماروں کے محلہ کے خطوط پہونچاتا ہے ان دنون مین ایک بنیا پڑھا لکھا حرف شناس کوئی فلان ناتھ یا ڈھمک داس مین بالا خانے پر رہتا ہون حویلی مین آکر اسنے داروغہ کو خط دیا اور اسنے خط دیکر مجھسے کہا کہ ڈاک کا ہرکارہ بندگی عرض کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مبارک ہو آپ کو جیسا کہ دلی کے بادشاہ نے نوابی کا خطاب دیا تھا اب کالپی سے خطاب کپتانی کا ملا حیران کہ یہ کیا کہتا ہے سرنامہ کو غور سے دیکھا کہین قبل از اسم مخدوم نیاز کیشان لکھا تھا اس قرم ساق نے اور الفاظ سے قطع نظر کر کے کیشان کو کپتان پڑھا بھائی ضیاء الدین خان صاحب شملہ گئے ہوئے ہین شاید آخر ماہ حال یعنی جولائی یا اول ماہ آیندہ یعنی اگست یہان آجائین آپ کو نوید تخفیف تصدیع دیتا ہون آپ نواب صاحب سے کتاب کیون مانگین اور زحمت کیون اٹھائین جسقدر کہ علم انکو اس خاندان سیادت نشان کے حال پر حاصل ہوگیا ہے کافی ہے مولانا قلق کے نام سے عرضی انکو پہونچا دیجئے گا اور جناب نادر حسین خان صاحب کو میرا سلام فرما دیجئے گا -

۴۹ | ۵۱ - مرزا یوسف علی خان عزیز کے نام

بھائی تم کیا فرماتے ہو جان بوجھ کر انجان بنے جاتے ہو واقعی غدر مین میرا گھر نہین

لٹا مگر میرا کلام میرے پاس کب تھا کہ نہ لٹتا ہاں بھائی ضیاء الدین خان صاحب اور ناظر حسین مرزا صاحب ہندی اور فارسی نظم اور نثر کے مسودات مجھ سے لیکر اپنے پاس جمع کر لیا کرتے تھے سو اُن دونوں گھروں پر جھاڑو پھر گئی نہ کتاب رہی نہ اسباب رہا پھر اب میں اپنا کلام کہاں سے لاؤں ہاں تمکو اطلاع دیتا ہوں کہ مئی کی گیارھویں ۱۸۵۷ء سے جولائی کی اکتیسویں ۱۸۵۸ء تک پندرہ مہینے کا اپنا حال میں نے نثر میں لکھا ہے اور وہ نثر فارسی زبان قدیم میں ہے کہ جسمیں کوئی لفظ عربی نہ آئے اور ایک قصیدہ فارسی متعارف عربی اور فارسی ملی ہوئی زبان میں حضرت فلک رفعت جناب ملکۂ معظمۂ انگلستان کی ستایش میں اُس نثر کے ساتھ شامل ہے یہ کتاب مطبع مفید خلایق آگرے میں منشی نبی بخش صاحب حقیر اور مرزا حاتم علی بیگ مہر اور منشی ہرگوپال تفتہ کے اہتمام میں چھاپی گئی ہے فی الحال مجموعہ میری نظم و نثر کا اسکے سوا اور کہیں نہیں اگر جناب منشی امیر علی خان صاحب میرے کلام کے مشتاق ہیں تو یہ نسخہ موسوم بہ دستنبو مطبع مفید خلائق میں سے منگا لیں اور ملاحظہ فرمائیں ۔

۵۰ | ۵۲ ۔ مرزا یوسف علی خان عزیز کے نام

میاں کل زین العابدین فوق کا خط مع اشعار کے ٹکٹ دار لفافہ کے اندر رکھکر بسبیل ڈاک بھجوا دیا ہے آج صبح کو تمہارا خط آیا دوپہر کو میں نے جواب لکھا تیسرے پہر کو روانہ کیا موتیوں کا پھنکا البتہ بہت مناسب ہے خیر موتیوں کا نوالہ بھی سہی حافظ کے شعر کی حقیقت جب سمجھو گے جب قواعد مقررۂ اہل سخن دریافت کرلو گے قاعدہ یہ ہے کہ اگر مطلع میں یا اور اشعار میں قصیدہ کی احتیاط آ پڑے اور اُسکی اطلاع ایک شعر میں کر دیں تو وہ عیب جاتا رہتا ہے جیسا کہ اُستاد کا قطعہ ہے جسمیں ریو و غیر ریو و کا ریو قافیہ ہے اور شعر اخیر قطعہ کا یہ ہے شعر غلط کردم درین معنی کہ گفتم زنخدان نگار خویش را سیو ؛ حالانکہ صحیح سیب ہے بجائے موحدہ شاعر نے اطلاع دی کہ میں نے غلط کیا جو سیو لکھا اسی طرح حافظ فرماتا ہے مصرع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ؛ حاصل اس کا یہ کہ دیکھو کتنا تفاوت ہے ایک جگہ حرف روی ساکن اور ایک جگہ

متحرک مگر یہان ابھی معترض کو گنجایش ہے کہ وہ یہ کہے کہ ہان تفاوت کو ہم بھی جانتے ہین سوال یہ ہے کہ یہ تفاوت تمنے کیون رکھا اسکا جواب پہلا مصرعہ ہے مصرع صلاح کار کجا و من خراب کجا یعنی حافظ فرماتا ہے کہ مین عاشق زار و دیوانہ ہون صلاح کار سے مجکو کیا کام پورب کے ملک مین جہانتک چلے جاؤ گے تذکیر و تانیث کا جھگڑا بہت پاؤ گے سانس میرے نزدیک مذکر ہے لیکن اگر کوئی مؤنث بولے گا تو مین اسکو منع نہین کرسکتا خود سانس کو مؤنث نہ کہونگا سیف کو عدو کش کہو اور کمند کو عدو بند سیف عدو بند نہین ہوسکتی تمکو کہتا ہون کہ تم تلوار کو عدو بند نہ کہو کوئی اور اگر کہے تو اُس سے نہ لڑو زلف کو شبرنگ اور شبگون کہتے ہین شبگیر زلف کی صفت ہرگز نہین ہوسکتی شبگیر اُس سفر کو کہتے ہین کہ پچھلی گھڑی رات رہے چلدین نالۂ شبگیر آہ و زاری آخر شب کو کہتے ہین زلف شبگیر نہ مسموع نہ معقول سخن کا قافیہ بن بھی درست ہے اور تن بھی جائز ہے یعنی سخن کا دوسرا حرف مضموم بھی ہے اور مفتوح بھی ہے اور اسپر متقدمین اور متاخرین اور اہل ایران اور اہل ہند کو اتفاق ہے قبۂ خشخاش پوست کے ڈوڈے کو کہتے ہین اسمین کچھ تامل نہ چاہیئے تم اپنی تکمیل کی فکر مین رہا کرو زنہار کسی پر اعتراض نہ کیا کرو والدعا۔

	۵۳ - میر مہدی کے نام	۵۲ ۵۲

برخوردار تمھارا خط آیا حال معلوم ہوا مین اس خیال مین تھا کہ اول کچھ حال معلوم کرلون اور کپتان الگزنڈر کا خط آئے اور مین اسکو میر سرفراز حسین کے مقدمہ مین لکھ لون تو اُسوقت تمھارے خط کا جواب لکھون چونکہ آجتک اُنکا خط نہ آیا مین سوچا کہ اگر اسی انتظار مین رہونگا اور خط کا جواب نہ بھیجونگا تو میرا پیارا میر مہدی خفا ہوگا ناچار جو کچھ الور کا حال سُنا ہے وہ اور کچھ اپنا حال لکھتا ہون ہرچند مین نے دریافت کرنا چاہا مگر حکیم میر محمود علی کا وہان پہونچنا اور یہ کہ وہان پہونچنے کے بعد کیا طور قرار پایا کچھ معلوم نہین ہوا صرف خبر واحد ہے کہ اُنکو راؤ راجہ نے صاحب اجنٹ سے اجازت لیکر بلا لیا ہے کہتے ہین کہ صاحب ایجنٹ الور نے راجہ کے بالغ اور عاقل ہونے کی رپورٹ صدر کو بھیجی ہے کیا عجب ہے کہ ان کا راج اُنکو ملجائے کہتے ہین کہ

راؤ راجہ نے اہلِ خطہ کے فراق کی شکایت حاکم سے کی تھی جواب پایا کہ وہ لوگ مفسد اور بدمعاش ہیں اور تمہاری برادری کے لوگ اُنسے ناخوش ہیں اُنکے آنے میں فساد کا احتمال ہے وہ نہ آنے پائینگے مولانا غالب علیہ الرحمۃ ان دنوں میں بہت خوش ہیں پچاس ساٹھ جزو کی کتاب امیر حمزہ کی داستان اور اسی قدر حجم کی ایک جلد بوستان خیال کی آگئی ہے سترہ بوتلیں بادۂ ناب کی توشک خانہ میں موجود ہیں دن بھر کتاب دیکھا کرتے ہیں رات بھر شراب پیا کرتے ہیں بیت

کسے کایں مرادش میسر بود ؛ اگر جم نباشد سکندر بود ؛

امیر سرافراز حسین کو اور میرن صاحب کو اور میر نصیر الدین صاحب کو دعائیں اور دیدار کی آرزو لیکن اہا ہا میرا پیارا میر مہدی آیا آؤ بھائی مزاج تو اچھا ہے بیٹھو یہ رامپور ہے دار السرور ہے جو لطف یہان ہے وہ اور کہاں ہے پانی سبحان اللہ شہر سے تین سو قدم پر ایک دریا ہے اور کوسی اُس کا نام ہے بے شبہ چشمۂ آبِ حیات کی کوئی سوت اُسمیں ملی ہے خیر اگر یون بھی ہے تو بھائی آبِ حیات عمر بڑھاتا ہے لیکن اتنا شیرین کہاں ہوگا تمہارا خط پہونچا تردد عبث میرا مکان ڈاک گھر کے قریب اور ڈاک منشی میرا دوست ہے نہ عرف لکھنے کی حاجت نہ محلہ کی حاجت بے وسواس خط بھیجدیا کیجیے اور جواب لیا کیجیے یہان کا حال سب طرح خوب اور صحت مرغوب ہے اسوقت تک مہمان ہوں دیکھوں کیا ہوتا ہے تعظیم و توقیر میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں ہے لڑکے دونوں میرے ساتھ آئے ہیں اسوقت اِس سے زیادہ نہیں لکھ سکتا۔

	۵۴ - میر مہدی کے نام	مجروح

اے جناب میرن صاحب السلام علیکم حضرت آداب کہو صاحب آج اجازت ہے میر مہدی کے خط کا جواب لکھنے کو حضور میں کیا منع کیا کرتا ہوں میں نے تو یہ عرض کیا تھا کہ اب وہ تندرست ہو گئے ہیں بخار جاتا رہا ہے صرف پیچش باقی ہے وہ بھی رفع ہو جائیگی میں اپنے ہر خط میں آپ کی طرف سے دعا لکھ دیتا ہوں آپ پھر کیوں تکلیف کریں نہیں میرن صاحب اسکے خط کو آئے ہوئے بہت دن ہوئے ہیں وہ خفا ہوا ہوگا جواب لکھنا ضرور ہے حضرت وہ آپکے فرزند ہیں آپ سے

خفا کیا ہو نگے بھائی آخر کوئی وجہ تو بتاؤ کہ تم مجھے خط لکھنے سے کیوں باز رکھتے ہو سبحان اللہ
سبحان اللہ اسے لو حضرت آپ تو خط نہیں لکھتے اور مجھے فرماتے ہیں کہ تو باز رکھتا ہے اچھا تم باز نہیں
رکھتے مگر یہ تو کہو کہ تم کیوں نہیں چاہتے کہ میں میر مہدی کو خط لکھوں کیا عرض کروں سچ تو یہ ہے کہ جب
آپکا خط جاتا اور وہ پڑھا جاتا تو میں سنتا اور حظ اٹھاتا اب جو میں وہاں نہیں ہوں تو نہیں چاہتا کہ
تمہارا خط جاوے میں اب پنجشنبہ کو روانہ ہوتا ہوں میری روانگی کے تین دن کے بعد آپ خط شوق
سے لکھئے گا میاں بلبلو ہوش کی خبر لو تمہارے جانے سے نہ جانئیے مجھے کیا علاقہ میں بوڑھا آدمی
بھولا آدمی تمہاری باتوں میں آگیا اور آجتک اسکو خط نہیں لکھا لاحول ولا قوۃ سنو میر مہدی صاحب میرا
کچھ گناہ نہیں یہ اپنے خط کا جواب لکھو تب تو رفع ہو گئی پیچش کے رفع ہونے کی خبر شتاب لکھو
پرہیز کا بھی خیال رکھا کرو یہ بڑی بات ہے کہ وہاں کچھ کھانے کو ملتا ہی نہیں تمہارا پرہیز اگر ہوگا بھی تو
عصمت بی بی از بے چادری ہوگا حالات یہاں کے مفصل میرن صاحب کی زبانی معلوم ہونگے
دیکھو بیٹھے ہیں کیا جانوں حکیم میر اشرف میں اور انہیں کچھ کونسل ہو تو رہی ہے پنجشنبہ روانگی کا دن
ٹھہرا تو ہی اگر چل نکلیں اور پہونچ جائیں تو اُنسے یہ پوچھیو کہ جناب ملکہ انگلستان کی سالگرہ کی
روشنی کی محفل میں تمہاری کیا گت ہوئی تھی اور یہ بھی معلوم کیجیو کہ یہ جو فارسی مثل مشہور ہے کہ
کہ دفتر را گاؤ خورد اس کے معنی کیا ہیں پوچھیو اور نہ چھوڑیو جب تک نہ بتائیں اُسوقت پہلے تو
آندھی چلی پھر مینہ آیا اب مینہ برس رہا ہے میں خط لکھ چکا ہوں سرنامہ لکھ کر رکھ چھوڑوں گا جب تر شح
موقوف ہو جائیگا تو کلیان ڈاک کو لیجائیگا میر سرفراز حسین کو دعا پہونچے اللہ اللہ تم پانی پت
کے سلطان العلما اور مجتہد العصر بن گئے کہو وہاں کے لوگ تمہیں قبلہ و کعبہ کہنے لگے یا نہیں
میر نصیر الدین کو دعا کہنا۔

مکتوب ۵۱	۵۵- مرزا علاؤالدین خان کے نام	

سنو عالم دو ہیں ایک عالم ارواح اور ایک عالم آب و گل حاکم ان دونوں عالموں کا وہ ایک
ہے جو خود فرماتا ہے لمن الملک الیوم اور پھر آپ جواب دیتا ہے للہ الواحد القہار ہر چند

قاعدہ عام یہ ہے کہ عالم آب و گل کے مجرم عالم ارواح مین سزا پاتے ہین لیکن یون بھی ہوا ہے کہ عالم ارواح کے گنہگار کو دنیا مین بھیج کر سزا دیتے ہین چنانچہ ۸ رجب سنہ ۱۲۱۲ھ کو مجکو روبکاری کے واسطے یہان بھیجا ۱۳ برس حوالات مین رہا ۷ رجب سنہ ۱۲۲۵ھ کو میرے واسطے حکم دوام حبس صادر ہوا ایک بیڑی میرے پاؤن مین ڈال دی اور دلی شہر کو زندان مقرر کیا اور مجھے اُس زندان مین ڈال دیا نظم و نثر کو مشقت ٹھہرایا برسون کے بعد مین جیلخانہ مین سے بھاگا تین برس بلاد شرقیہ مین پھرتا رہا پایان کار مجھے کلکتہ سے پکڑ لائے اور پھر اُسی مجلس مین بٹھا دیا جب دیکھا کہ یہ قیدی گریزپا ہے دو ہتکڑیان اور بڑھا دین پاؤن بیڑی سے فگار ہاتھ ہتکڑیون سے زخمدار مشقت مقرری اور مشکل ہو گئی طاقت یک قلم زائل ہو گئی بیحیا ہون سالگذشتہ بیڑی کو زاویہ زندان مین چھوڑ مع دونون ہتکڑیون کے بھاگا میرٹھ مراد آباد ہوتا ہوا رامپور پہونچا کچھہ دن کم دو مہینے وہان رہا تھا کہ پھر پکڑ آیا اب عہد کیا کہ پھر نہ بھاگون گا بھاگون کیا بھاگنے کی طاقت بھی تو نہ رہی حکم رہائی دیکھیے کب صادر ہو ایک ضعیف سا احتمال ہے کہ اسی ماہ ذیحجہ ۱۲۷۷ھ مین چھوٹ جاؤن بہر تقدیر بعد رہائی کے تو آدمی سوا اپنے گھر کے اور کہین نہین جاتا مین بھی بعد نجات سیدھا عالم ارواح کو چلا جاؤنگا شعر فرخ آن روز کہ از خانہ زندان بروم ؛ سوے شہر خود ازین وادی ویران بروم ؛

۵۷	۵۶ — میر مہدی کے نام	

او میان سید زادہ آزادہ دلی کے عاشق دلدادہ ڈھنے ہوے اُردو بازار کے رہنے والے حسد سے لکھنؤ کو بُرا کہنے والے نہ دل مین مہر و آزرم نہ آنکھ مین حیا و شرم نظام الدین ممنون کہان ذوق کہان مومن خان کہان ایک آزردہ سو خاموش دوسرا غالب وہ خود مدہوش نہ سخنوری رہی نہ سخندانی کس برتے پر تتا پانی ہاے دلی واے دلی بھاڑ مین جاے دلی سنو صاحب پانی پت کے رئیسون مین ایک شخص ہین احمد حسین خان ولد سردار خان ولد دلاور خان اور نانا اُس احمد حسین خان کے غلام حسین خان والد صاحب خان اس شخص کا حال از روے تحقیق

شرح اور مفصل لکھو قوم کیا ہے معاش کیا ہے طریق کیا ہے احمد حسین خان کی عمر کیا ہے لیاقت ذاتی کا کیا رنگ ہے طبیعت کا کیا ڈھنگ ہے بھائی لکھو اور جلد لکھو"

۵۵ | ۵۷- میر مہدی کے بھائی میر سرفراز حسین کے نام

نورِ چشم راحتِ جان میر سرفراز حسین جیتے رہو اور خوش رہو تمھارے دستخطی خط نے میرے ساتھ وہ کیا جو یوسف کے پیرہن نے یعقوبؑ کے ساتھ کیا تھا میاں ہم تم بوڑھے ہیں یا جوان ہیں توانا ہیں یا ناتوان ہیں بڑے بیش قیمت ہیں یعنی بہرحال غنیمت ہیں کوئی جلا بھنا کہتا ہے شعر یادگارِ زمانہ ہیں ہم لوگ ۔۔ یاد رکھنا فسانہ ہیں ہم لوگ ۔۔ وہی بالاخانہ ہے اور وہی میں ہوں ۔ سیڑھیوں پر نظر ہے کہ وہ میر مہدی آئے وہ میر سرفراز حسین آئے وہ یوسف مرزا آئے وہ میرن آئے وہ یوسف علی خان آئے مرے ہوؤں کا نام نہیں لیتا بچھڑے ہوؤں میں سے کچھ گنتے ہیں اللہ اللہ ہزاروں کا میں ماتم دار ہوا ہوں مروں گا تو مجھکو کون روئیگا سنو غالب رونا پیٹنا کیا کچھ اختلاط کی باتیں کرو کہو میر سرفراز حسین سے کہ یہ خط میر مہدی کو پڑھوا دو اور میرن صاحب کو بلا کو کل شام کو یا پرسوں شام کو میر اشرف علی صاحب میرے پاس آئے تھے کہتے تھے کہ کل یا پرسوں پانی پت کو جاؤنگا میں نے اُن کی زبانی کچھ پیام میرن صاحب کو بھیجا ہے اگر بھول نہ جائینگے پہونچا دینگے خلاصہ اسکا یہ ہے کہ صاحب اپنی نہیں ہے تو غلام اشرف نہیں ہی تو اگر منظور کیجیے تو میں صوفی ہوں ہمہ اوست کا دم بھرتا ہوں بموجب مصرعہ کے مصرع دل بدست آور کہ حج اکبرست بانٹنے کب انکار کرتا ہوں اگر مرزا گوہر کی جگہہ مانو تو خوش اگر غلام اشرف جانو تو راضی رات کو اپنے گھر میں باتیں بناؤں کو مجھ سے جی بہلاؤ قصہ مختصر آؤ اور جلد آؤ سید الوزرا کا جو حال لکھتے ہو وہ سچ ہو یا جھوٹ ایسا ہی کچھہ کرتے ہیں مگر ہمارا جیسا مسلمانوں کا دم بھرتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ لوگ پھر وہاں آتے ہیں کیا سچ سمجھ ہوا ہے مجھکو کیسا غم ہوا ہے تم اس جرگے سے جدا ہو تمکو اندیشہ کیا ہے میر قربان علی صاحب جیسا لکھیں ویسا کرو میر مہدی صاحب سارا خط پڑھکر کہینگے مجھکو دعا بھی نہ لکھی بھائی میری دعا پہونچے میر نصیر الدین ایک دن میرے یہاں آئے تھے اب میں

نہین جانتا یہان رہتا یا وہان ہو تو دعا کہنا میرن صاحب کے نام تو اتنا کچھ پیام ہے دعا سلام کی حاجت کیا دیکھو ہم اپنا نام نہین لکھتے بھلا دیکھین تو سہی تم جانتے ہو کہ یہ خط کس کا ہے۔

	۵۸ - میر مہدی کے نام	۵۶

سید خدا کی پناہ عبارت لکھنے کا ڈھنگ ہاتھ کیا آیا ہے کہ تمنے سارے جہان کو سر پر اُٹھا لیا ہے ایک غریب سید مظلوم کے چہرہ نورانی پر دھبا سا لگا ہے تمکو سرمایہ آرائش گفتار ہم پہونچا ہے میری اُنکو دعا پہونچا دو اور اُنکی خیر و عافیت جلد لکھو یہان کا نقشا ہی کچھ اور ہے سمجھ مین کسی کی نہین آتا کہ کیا طور ہے اوائل ماہ انگریزی مین روک ٹوک کی شدت ہوتی تھی آٹھوین یا دسوین سے وہ شدت کم ہو جاتی تھی اس مہینے مین برابر وہی صورت رہی ہے آج ۲۷ - مارچ کی ہے پانچ چار دن مہینے مین باقی ہین آنچ ویسی ہی تیز ہے خدا اپنے بندون پر رحم کرے مجھپر میرے اللہ نے ایک اور عنایت کی ہے اور اس غمزدگی مین ایک گونہ خوشی اور کیسی بڑی خوشی دی ہے تمکو یاد ہوگا کہ ایک دستنبو نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کی نذر بھیجی تھی آج پانچوان دن ہے کہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کا خط مقام الہ آباد سے بسبیل ڈاک آیا وہی کاغذ افشانی وہی القاب قدیم کتاب کی تعریف عبارت کی تحسین مہربانی کے کلمات کبھی تمکو خدا یہان لائے گا تو اُس کی زیارت کرنا پنشن کے ملنے کا بھی حکم آج کل آیا چاہتا ہے اور یہ بھی توقع بڑی ہے کہ گورنر جنرل بہادر کے وہان سے بھی کتاب کی تحسین اور عنایت کے مضامین کی تحریر آ جائے میرن صاحب کو سلام پہلے لکھ چکا ہون میر سرفراز حسین اور میر نصیر الدین کو دعا کہدینا اور خط دکھا دینا۔

	۵۹ - میر مہدی کے نام	۵۷

بھائی ایک خط تمہارا پہلے پہونچا اور ایک خط کل آیا پہلے خط مین کوئی امر جواب طلب نہ تھا اگرچہ کل کے خط مین بھی صرف کتابون کی رسید تھی لیکن چونکہ دو امر لکھنے کے لائق تھے اسواسطے ایک لفافہ تمہاری پسند کا تمہاری نذر کرنا پڑا پہلا امر یہ کہ آج میر نصیر الدین دوپہر کو

میرے پاس آئے تھے اُنکو دیکھ کر دل خوش ہوا تمنے بھی خط لکھا تھا کہ میر سرفراز حسین الور گئے تھے اور میر نصیر الدین بھی کہتے تھے کہ مین اور وہ ایک دن پانی پت سے چلے وہ اودہر گئے اور مین اودہر آیا خط ہرا پارسل کے پہونچنے سے پہلے وہ روانہ ہوئے ہین اُنکی کتاب رہ گئی اب اُن تک کیونکر پہونچیگی خدا خیر کرے میان لڑکے سُنو میر نصیر الدین اولاد مین سے ہین شاہ محمد اعظم صاحب کے وہ خلیفہ تھے مولوی فخر الدین صاحب کے اور مین مرید ہون اس خاندان کا اسواسطے میر نصیر الدین کو پہلے بندگی لکہتا ہون اور پھر تمہارے علاقہ سے اُنکو دعا لکھتا ہون صوفی صافی ہون اور حضرات صوفیہ حفظ مراتب ملحوظ رکھتے ہین مصرع ع گر حفظ مراتب نکنی زندیقی یہ جواب ہے تمہارے اُس سوال کا کہ جو پہلے خط مین تمنے لکھا تھا اب کے خط مین تمنے میرن صاحب کی خیر و عافیت کیون نہ لکھی یہ بات اچھی نہین ہین تو ڈر گیا کہ اگر تمہارے خط مین ان کو دعا سلام لکھونگا تو اُن سے تم کاہے کو کہو گے پیرزادہ صاحب یعنی میر نصیر الدین نے اُن کی بندگی مجھے کہی ہے واسطے خدا کے میری دعا اُنکو کہدینا۔

۶۰ میر مہدی کے نام

برخوردار نور چشم میر مہدی کو بعد دعاے حیات و صحت کے معلوم ہو بھائی تمنے بخار کو کیون آنے دیا تپ کو کیون چڑہنے دیا کیا بخار میرن صاحب کی صورت مین آیا تھا جو تم مانع نہ ہوئے کیا تپ ابن سنکر آئی تہی جو اُسکو روکتے ہوئے شرمائے حکیم اشرف علی ابھی گئے ہین کہتے تھے کہ مین نے نسخہ لکھ کر آج ڈاک مین بھیجدیا ہے چونکہ یہ خط بھی آج روانہ ہوتا ہے کیا عجب ہے کہ دونون خط ایک دن بلکہ ایک وقت پہونچین دل تمہارے واسطے بہت کڑھتا ہے حق تعالی تمکو جلد شفا دے اور تمہاری تندرستی کی خبر مجکو سنائے۔

سُنو میان سرفراز حسین ہزار برس جیتے رہین تمنے مجکو ایک خط لکھا وہ بھی اس طرح کا کہ جیسا جلال اسیر کہتا ہے شعر بہ غیر دل نگرانست درد بجا وارد ؛ پڑہتا ہون اُس خط کو اور ڈہونڈہتا ہون کہ میرے واسطے کونسی بات ہے مجکو کیا پیام ہے کچھہ نہین شاید دوسرے صفحہ مین کچھہ ہو اودہر خاتمہ بالخیر ہے

یارب سر نامہ میرے نام کا آغاز تحریر مین القاب میرا پھر سارے خط مین میرن صاحب کا جھگڑا یہ کیا سیر ہے مین ایسے خط کا جواب کیون لکھون میری بلا سے لکھے اب جو تم خط لکھو گے اور اسمین اپنے بھائی کی خیر و عافیت رقم کرو گے اور میرن صاحب کا نام اور اُنکے لئے سلام تک بھی اُسمین نہو گا تو مین اُسکا جواب آنکھون سے لکھون گا اور ہان میان پھر تمنے میر اشرف علی کو کیا لکھا کہ ہمنے سنا ہے کہ چچا نے اُسکا مرنا سُنا ہوگا اُس غریب کا قول یہ ہے کہ میری دونون بہنین اور پانچ بھانجیان پانی پت مین ہین کیا چچا کو نہ معلوم ہوگا کہ کون سی لڑکی مری کاش اُسکے باپ کا نام لکھتے تا کہ مین جانتا کہ کون سی بھانجی مری ہے اب مین کس کا نام لیکر روؤن اور کسکی فاتحہ دلواؤن اس امر مین حق بجانب اُس مظلوم کے ہے توضیح بقید نام لکھو۔

۶۱ - میر مہدی کے نام

میری جان سنو داستان صاحب کمشنر بہادر دہلی یعنی جناب سانڈرسن بہادر نے مجکو بلایا پنجشنبہ ۲۴ - فروری کو مین گیا صاحب شکار کو سوار ہو گئے تھے مین اُلٹا پھر آیا جمعہ ۲۵ - فروری کو گیا ملاقات ہوئی کرسی دی بعد پرسش مزاج کے ایک خط انگریزی چار ورق کا اُٹھا کر پڑھتے رہے جب پڑھ چکے تو مجھ سے کہا کہ یہ خط ہے مکلوڈ صاحب حاکم اکبر صدر بورڈ پنجاب کا تمھارے باب مین لکھتے ہین کہ انکا حال دریافت کر کر لکھو سو ہم تم سے پوچھتے ہین کہ تم ملکہ معظمہ سے خلعت کیا مانگتے ہو حقیقت کہی گئی ایک کاغذ آمد ولایت لیگیا تھا وہ پڑھوا دیا پھر پوچھا تمنے کتاب کیسی لکھی ہے اُسکی حقیقت بیان کی کہا ایک مکلوڈ صاحب نے دیکھنے کو مانگی ہے اور ایک ہمکو دو مین نے عرض کیا کل حاضر کرون گا پھر پنشن کا حال پوچھا وہ بھی گزارش کیا اپنے گھر آیا اور خوش آیا دیکھو میر مہدی حاکم پنجاب کو مقدمہ ولایت کی کیا خبر کتابون سے کیا اطلاع پنشن کی پرسش سے کیا مدعا یہ استفسار بحکم نواب گورنر جنرل بہادر ہوا ہے اور یہ صورت مقدمہ فتح و فیروزی ہے غرضکہ دوسرے دن یکشنبہ یوم التعطیل تھا مین اپنے گھر رہا دوشنبہ ۲۸ - فروری کو گیا باہر کے کمرے مین بیٹھ کر اطلاع کروائی کہا اچھا توقف کرو بعد تھوڑی دیر کے گراہم کپتان کی چٹھی آئی سواری

مانگی جب سواری آگئی باہر نکلے ہیں نے کہا وہ کتابیں حاضر ہیں کہا منشی جیون لال کو دیجاؤ
وہ اُدھر سوار ہو گئے ہیں اِدھر سوار ہو کر اپنے مکان پر آیا شنبہ یکم مارچ کو پھر گیا بہت
انبساط اور اختلاط سے باتیں کرتے رہے کچھ سارٹیفکٹ گورنرون کے لیگیا تھا وہ دکھائے
ایک خط مکلوڈ صاحب بہادر کے نام کا لیگیا تھا وہ دیکر یہ استدعا کی کہ کتاب کے ساتھ یہ بھی
بھیجا جائے بہت اچھا کہکر رکھہ لیا پھر مجھسے کہا کہ ہمنے تمھاری پنشن کے باب میں اجرٹن صاحب
کو کچھہ لکھا ہے تم اُنسے ملو عرض کیا بہتر اجرٹن صاحب بہادر جیسا کہ تمکو معلوم تھا گئے ہوئے تھے کل وہ
آئے آج میں نے اُنکو خط لکھا ہے جیسا کہ وہ حکم دینگے اُسکے موافق عمل کرونگا جب بلائینگے تب
جاؤنگا دیکھو سید اسد اللہ الغالب علیہ السلام کی مدد کہ اپنے غلام کو کس طرح سے بچایا بائیس مہینے
تک بھوکا پیاسا بھی نہ رہنے دیا پھر کس محکمہ سے کہ وہ آج سلطنت کا دہندہ ہے بے تقصیر کا حکم
بھجوایا حکام سے مجکو عزت دلوائی میرے صبر و ثبات کی داد ملی صبر و ثبات بھی اُسی کا بخشا ہوا
تھا میں کیا اپنے باپ کے گھر سے لایا تھا میر سرفراز حسین کو یہ خط پڑھا دینا اور اُنکو اور نصیر الدین
چراغ دہلی کو اور میرن صاحب کو دعا کہنا۔

۶۲ - میر مہدی کے نام

۶

میاں کس حال میں ہو کس خیال میں ہو کل شام کو میرن صاحب روانہ ہوئے یہاں تکلی
سسرال میں قصہ کیا کیا ہوئے ساس اور سالیون نے اور بی بی نے آنسوؤں کے دریا
بہادئے خوشدامن صاحب بلائیں لیتی ہیں سالیان کھڑی ہوئی دعائیں دیتی ہیں بی بی مانند صورت
دیوار چُپ چاہتی چاہتا ہے چیخنے کو مگر ناچار چپ وہ تو غنیمت تھا کہ شہر ویران تھا کوئی جان نہ پہچان
ورنہ ہمسایہ میں قیامت برپا ہو جاتی ہر ایک نیکبخت اپنے گھر سے دوڑی آتی امام ضامن
علیہ السلام کا روپیہ بازو پر باندھا گیا ۱۱ روپے خرچ راہ دئے مگر ایسا جانتا ہوں کہ میرن صاحب
اپنے جد کی نیاز کا روپیہ راہ ہی میں اپنے بازو سے کھول لینگے اور تمسے صرف پانچ روپیہ
ظاہر کرینگے اب سچ جھوٹ تم پر کھل جائیگا دیکھنا یہ ہوگا کہ میرن صاحب تم سے

بات چھپا لینگے اِس سے بڑھکر ایک بات اور ہے اور وہ محل غور ہے ساس غریب نے بہت سی
جلیبیان اور تودہ قلاقند ساتھ کر دیا ہے اور میرن صاحب نے اپنے جی مین یہ ارادہ کیا ہے کہ جلیبیان
راہ مین چٹ کر جاینگے اور قلاقند تمھاری نذر کر کر تمپر احسان دھرینگے بھائی مین دلی سے آیا ہون قلاقند
تمھارے واسطے لایا ہون زنہار زنہار باور کیجیو مال مفت سمجھ کر لے لیجیو کون گیا ہے کون لایا ہے
کلو ایاز کے سر پہ قرآن رکھو کلیان کے ہاتھ گنگا جلی دو بلکہ مین بھی قسم کھاتا ہون کہ ان تینون
مین سے کوئی نہین لایا واللہ میرن صاحب نے کسی سے نہین منگایا اور سُنو مولوی مظہر علی
صاحب لاہوری دروازہ کے باہر صدر بازار تک اُنکے پہونچانے کو گئے رسم مشایعت عمل مین
آئی اب کہو بھائی کون بُرا اور کون اچھا ہے میرن صاحب کی نازک مزاجیون نے کیسا بگاڑ رکھا ہے یہ لوگ
تو انپر اپنی جان نثار کرتے ہین عورتین صدقہ جاتی ہین مرد پیار کرتے ہین مجتہد العصر سلطان العلما
مولانا سرفراز حسین کو میری دعا کہنا اور کہنا کہ حضرت ہم تم کو دعا کہین اور تم ہم کو دعا دو میان کس
قصے مین پھنسا ہے فقہ پڑھکر کیا کرےگا طب و نجوم و ہیئت و منطق فلسفہ پڑھ جو آدمی بنا
چاہے خدا کے بعد نبی اور نبی کے بعد امام ؑ مذہب حق والسلام والاکرام علی علی کیا کر اور
فارغ البال رہا کر

۶۱ | س۶۳ میر مہدی کے نام

واہ واہ سید صاحب تم تو بڑی عبارت آرائیان کرنے لگے نثر مین خود نمائیان کرنے لگے
کئی دن سے تمھارے خط کی جواب کی فکر مین ہون مگر جاڑے نے بے حس و حرکت کر دیا ہے آج
جو بسبب ابر کے وہ سردی نہین تو مین نے خط لکھنے کا قصد کیا ہے مگر حیران ہون کہ کیا سحر سازی
کرون جو سخن پردازی کرون بھائی تم تو اُردو کے مرزا قتیل بنگئے ہو اُردو بازار مین نہر کے کنارے
رہتے رہتے رودنیل بن گئے ہو کیا قتیل کیا رودنیل یہ سب کہنے کی باتین ہین لو سُنو اب
تمھاری دلی کی باتین ہین چوک مین بیگم کے باغ کے دروازہ کے سامنے حوض کے
پاس جو کنوان تھا اُسمین سنگ و خشت و خاک ڈالکر بند کر دیا بلی مارون کے دروازہ کے پاس کی

کئی دکانیں ڈھاکر راستہ چوڑا کر لیا شہر کی آبادی کا حکم خاص و عام کچھ نہیں ہے پنشنداروں ہے حاکموں کو کام کچھ نہیں تاج محل مرزا قیصر مرزا جوان بخت کے سالے ولایت علی بیگ جے پوری کی زوجہ ان سب کی الہ آباد سے رہائی ہوگئی بادشاہ مرزا جوان بخت مرزا عباس شاہ زینت محل یہ کلکتہ پہونچے اور وہاں سے جہاز پر چڑھائی ہوگی دیکھیے کیپ میں رہیں یا لندن جائیں۔ خلق نے ازرہ قیاس جیسا کہ دلی کی خبر تراشوں کا دستور ہے یہ بات اڑادی ہے سو سارے شہر میں مشہور ہے کہ جنوری شروع سال ۱۸۵۹ء میں لوگ عموماً شہر میں آباد کئے جائینگے اور پنشنداروں کو جھولیاں بھر بھر روپے دیے جائینگے خیر آج بدھ کا دن ۲۲۔ دسمبر کی ہے اب شنبہ کو بڑا دن اور اگلے شنبہ کو جنوری کا پہلا دن ہے اگر جیتے ہیں تو دیکھ لینگے کہ کیا ہوا تم اس خط کا جواب لکھو اور شتاب لکھو میری جان سرفراز حسین تم کیا کر رہے ہو اور کس خیال میں ہو اب صورت کیا ہے اور آیندہ عزیمت کیا ہے میر اشرف علی صاحب آپ وارد سائر تھے پانی پت میں مقیم کیونکر ہو گئے کچھ لکھیے تو میں جانوں میر نصیر الدین کو صرف دعا اور اشتیاق دیدار میرن صاحب کہاں ہیں کوئی جا کے اور بلا لائے حضرت آئیے سلام علیکم مزاج مبارک کیسے مولوی مظہر علی نے آپکے خط کا جواب بھیجا یا نہیں اگر بھیجا تو کیا لکھا میں جانتا ہوں کہ میر اشرف علی صاحب اور میر سرفراز حسین کم اور یہ ستم پیشہ میر مہدی بہت آپ کی جناب میں گستاخیاں کرتے ہیں کیا کروں میں کہیں تم کہیں وہاں ہوتا تو دیکھتا کہ کیونکر تمسے بے ادبیاں کر سکتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ جب ایک جا ہونگے تو انتقام لیا جائیگا ہے ہے کیونکر ایک جا ہونگے دیکھیے زمانہ اور کیا دکھائیگا اللہ اللہ اللہ۔

۶۲	۴۶ - میر مہدی کے نام	

میاں کیوں تعجب کرتے ہو یوسف مرزا کے خطوط کے آنے سے وہ وہاں اچھی طرح ہے حاکموں کے یہاں آنا جانا نوکری کی تلاش حسین مرزا صاحب بھی وہیں ہیں وہاں کے حکام سے ملتے ہیں وہاں کی پنشن کی درخواست کر رہے ہیں ان دونوں صاحبوں کے ہر ہفتہ میں ایک دو خط مجکو آتے ہیں جواب بھیجتا ہوں بھائی لکھنؤ میں وہ امن و امان ہے کہ نہ ہندوستانی عملداری میں ایسا امن امان

ہوگا نہ اس فتنہ و فساد سے پہلے انگریزی عملداری مین یہ چین ہوگا امرا اور شرفا کی حکام سے ملاقاتین بقدر رتبہ و تعظیم و توقیر پنشن کی تقسیم علی العموم آبادی کا حکم عام لوگون کو کمال لطف و نرمی سے آباد کرتے جاتے ہین اور ایک نقل سُنو وہان کے صاحب کمشنر بہادر اعظم نے جو دیکھا کہ عملہ مین ہنود بھرے ہوئے ہین اہل اسلام نہین ہین ہنود کو اور علاقون پر بھیجدیا اور اُن کی جگہہ مسلمانون کو بھرتی کیا یہ تو آفت دلّی ہی پر ٹوٹ پڑی ہے لکھنو کے سوا اور سب شہرون مین عملداری کی صورت وہ ہے جو غدر سے پہلے تھی اب یہان ٹکٹ چھاپے گئے ہین مین نے بھی دیکھے فارسی عبارت یہ ہے ٹکٹ آبادی درون شہر دہلی بشرط ادخال جرمانہ مقدار روپیے کی حاکم کی راے پر ہے آج پانچہزار ٹکٹ چھپ چکا ہے کل اتوار یوم التعطیل ہے پرسون دوشنبہ سے دیکھیے یہ کاغذ کیونکر تقسیم ہون یہ تو کیفیت عموماً شہر کی ہے خصوصاً میرا حال سُنو بائیس مہینے کے بعد پرسون کوتوال کو حکم آیا ہے کہ اسد اللہ خان پنشندار کی کیفیت لکھو کہ وہ بے مقدور اور محتاج ہے یا نہین کوتوال نے موافق ضابطہ کے مجھسے چار گواہ مانگے ہین سو کل چار گواہ کوتوالی چبوترہ جاوینگے اور میری بے مقدوری ظاہر کراوینگے تم کہین یہ نہ سمجھنا کہ بعد ثبوت مفلسی چڑھا ہوا روپیہ ملجایگا اور آیندہ کو پنشن جاری ہو جائیگی نہ صاحب یہ تو ممکن ہی نہین بعد ثبوت افلاس مستحق ٹھہرونگا چہ مہینے کا یا برس دن کا روپیہ علی الحساب پانے کا میرن صاحب جو بلائے گئے ہین اُس طلب کی جواب مین بھی کیون نہین لکھتے کہ ٹکٹ میرے نام کا حاصل کر کر بھیج دو تو مین آؤن دیکھو اب دس پانچ دن مین سب حال کھلا جاتا ہے میر سرفراز حسین کو دعا کہنا اور میری طرف سے گلے لگانا اور پیار کرنا میر نصیر الدین کو دعا کہنا میرن صاحب کو مبارکباد کہنا۔

۶۵ میر مہدی کے نام

کیون یار کیا کہتے ہو ہم کچھہ آدمی کام کے ہین یا نہین تمھارا خط پڑھکر دو سو بار یہ شعر پڑھا

شعر: وعدۂ وصل چون شود نزدیک ٭ آتش شوق تیز تر گردد ٭

کاغذ کو مولوی مظہر علی صاحب کے پاس بھیج کر کہلا بھیجا کہ آپ کہین جائیے گا نہین مین آتا ہون بھلا بھائی اچھی حکمت کی کیا وہ

میرے بابا کے نوکر تھے کہ مین انکو بلاتا انہین نے جواب مین کہلا بھیجا کہ آپ تکلیف نہ کرین مین حاضر ہوتا ہون دو گھڑی کے بعد وہ آئے ادھر کی بات ادھر کی بات کوئی انگریزی کاغذ دکھایا کوئی خط فارسی پڑھوایا اجی کیون حضرت آپ میرن صاحب کو نہین بلاتے صاحب مین تو انکو لکھ چکا ہون کہ تم چلے آؤ اور ایک مقام کا انکو پتا لکھا ہے کہ وہان ٹھہر کر مجکو اطلاع کرو مین شہر مین بلا لون گا صاحب اب وہ ضرور آئینگے آخرکار انسے اجازت لیکر اب تمکو لکھتا ہون کہ انسنے مختصر یہ کلمہ کہدو کہ بھائی یہ تو مبالغہ ہے کہ روٹی وہان کھاؤ تو پانی یہان پیو یہ کہتا ہون کہ عید وہان کرو تو باسی عید یہان کرو یہ میرا حال سنو کہ بے رزق جینے کا ڈھب مجکو آگیا ہے اس طرف سے خاطر جمع رکھنا رمضان کا مہینا روزہ کھا کھا کر کاٹا آیندہ خدا رزاق ہے کچھ اور کھانے کو نہ ملا تو غم تو ہے بس جب ایک چیز کھانے کو ہوئی اگرچہ غم ہی ہو تو پھر کیا غم ہے میر سرفراز حسین کو میری طرف سے گلے لگانا اور پیار کرنا میر نصیر الدین کو دعا کہنا اور شفیع احمد صاحب کو اور میر احمد علی صاحب کو سلام کہنا۔ میرن صاحب کو نہ سلام نہ دعا یہ خط پڑھا دو اور ادھر کو روانہ کرو کیا خوب بات یاد آئی ہے کیون وہ شہر سے باہر ٹھہرین اور کیون کسی کے بلانے کی راہ دیکھین شکرم مین کرانچی مین جو چاہے بیٹھے مین یعنی ڈاک مین آئین بلیماروں کے محلہ مین میرے مکان پر اتر پڑین مرزا قربان بیگ کے مکان مین مولوی مظہر علی رہتے ہین سیدھے انکے مسکن مین ایک میر خیرات علی کی حویلی درمیان ہے ڈاک کو نہ نہار کوئی نہین روکتا صلاح تو ایسی ہے اگر اس خط کے پہونچتے ہی چل دین تو عید بھی یہین کرین۔

۱۲ میر مہدی کے نام ۷۷

برخوردار کامگار میر مہدی قطعہ تمنے دیکھا سچ سچ میرا حلیہ ہے واہ اب کیا شاعری رنگینی ہے جسوقت مین نے یہ قطعہ وہان کے بھیجنے کے واسطے لکھا ارادہ تھا کہ خط بھی لکھون لڑکون نے ستایا کہ دادا جان چلو کھانا تیار ہے ہمین بھوک لگی ہے نہ خط اور لکھے ہوئے رکھے تھے مین نے کہا کہ اب کیون لکھون اسی کاغذ کو لفافے مین رکھ ٹکٹ لگا سرنامہ لکھ کلیان کے

حوالہ کر گھر مین چلا گیا اور وہان ایک چھیڑ یہی بچی کہ دیکھیے میر مہدی خفا ہو کر کیا باتین بناتا ہے سو وہی ہوا تمنے جلے پھپھولے پھوڑے نواب بتاؤ خط لکھنے بیٹھا ہون کیا لکھون یہان کا حال زبانی میرن صاحب کے سن لیا ہوگا مگر وہ جو کچھ تمنے سنا ہوگا بے اصل باتین ہین پنشن کا مقدمہ کلکتہ مین نواب گورنر جنرل بہادر کے پیش نظر یہان کے حاکم نے اگر ایک روبکاری لکھ کر اپنے دفتر مین رکھ چھوڑی پھر اسمین کیا ضرر یہان تک لکھ چکا تھا کہ وہ ایک آدمی آگئے دن ہی تھوڑا رہ گیا مین نے بکس بند کیا باہر تختون پر آ بیٹھا شام ہوئی چراغ روشن ہوا منشی سید احمد حسین سرہانے کی طرف مونڈھے پر بیٹھے ہین مین پلنگ پر لیٹا ہوا ہون کہ ناگاہ چشم و چراغ دودمان علم الیقین سید نصیر الدین آیا ایک کوڑا ہاتھ مین اور ایک آدمی ساتھ اُس کے سر پر ایک ٹوکرا اُسپر گھاس بھری بچھی ہوئی مین نے کہا اہا ہا سلطان العلما مولانا میر سرفراز حسین دہلوی نے دوبارہ رسد بھیجی ہے بارے معلوم ہوا کہ وہ نہین ہے یہ کچھ اور ہے فیض خاص نہین لطف عام ہے شراب نہین آم ہے خیر یہ عطیہ بھی بے خلل ہے بلکہ نعم البدل ہے ایک ایک آم کو ایک ایک سر بمہر گلاس سمجھا لکور سے بھرا ہوا مگر واہ کس حکمت سے بھرا ہے کہ ہنیٹھ گلاس مین سے ایک قطرہ گرا ہے میان کہتا تھا کہ یہ اسی تھے پندرہ بگڑ گئے بلکہ سڑ گئے تھے انکی بُرائی اورون مین سرایت نہ کرے ٹوکرے مین سے پھینک دیے مین نے کہا بھائی یہ کیا کم ہے مگر مین تمہاری تکلیف اور تکلف سے خوش نہین ہوا تمہارے پاس روپیہ کہان جو تمنے آم خریدے خانہ آباد دولت زیادہ لکور ایک انگریزی شراب ہوتی ہے قوام کی بہت لطیف اور رنگت کی بہت خوب اور طعم کی ایسی میٹھی جیسا قند کا قوام پتلا دیکھو اس لغت کے معنی کسی فرہنگ مین نہ پاؤ گے ہان فرہنگ ہین مجتہد العصر اور حکیم میر اشرف علی کو کہ وہ اُنکے علم کی کنجی ہین اور ٹکے ٹکے کی کتابین چالیس پچاس روپے کو لے گئے ہین میری دعا کہہ دینا۔

۶۷ - میر مہدی کے نام

میری جان خدا تجھکو ایک سو بیس برس کی عمر دے بوڑھا ہوے آیا ڈاڑھی مین

بال سفید آ گئے مگر بات سمجھنی نہ آئی پنشن کے باب میں اُلجھے ہوا ور کیا ہیجا اُلجھے ہو یہ تو جانتے ہو کہ دلی کے سب پنشنداروں کو مئی ۱۸۵۷ء سے پنشن نہیں ملی یہ فروری ۱۸۵۹ء بائیسواں مہینا ہے چند اشخاص کو اس بائیس مہینے میں سال بھر کا روپیہ بطریق مدد خرچ مل گیا باقی چڑھے ہوئے روپیہ کے باب میں اور آیندہ ماہ بماہ ملنے کے واسطے ابھی کچھ حکم نہیں ہوا تو اب اپنے سوال کو یاد کرو کہ اس واقعہ سے اُسکو کچھ نسبت ہے یا نہیں یہ حضرت کا سوال میر خسرو کی انملی ہے زچنچل بسولالی گئی تو کاہے چھنگلوں رای) علی بخش خان پچاس روپیہ مہینا پاتے تھے بائیس مہینے کے گیارہ سو ہوتے ہیں اُن کو چھ سو روپے مل گئے باقی روپیہ چڑھا رہا آیندہ ملنے میں کچھ کلام نہیں غلام حسین خان سو روپے مہینے کا پنشندار بائیس مہینے کے بائیس سو روپے ہوتے ہیں اسکو بارہ سو ملے دیوان کشن لعل ڈیڑہ سو روپے مہینے کا پنشندار بائیس مہینے کے تینتیس سو روپے ہوتے ہیں اُسکو اٹھارہ سو ملے سنا جمعدار دس روپے مہینے کا سکہ نمبر سال بھر کے ایک سو بیس لے آیا اسی طرح پندرہ سولہ آدمیوں کو ملا ہے آیندہ کے واسطے کسی کو کچھ حکم نہیں مجھکو پھر مدد خرچ نہیں ملا جب کئی خط لکھے تو اخیر خط پر صاحب کمشنر بہادر نے حکم دیا کہ سائل کو بطریق مدد خرچ سو روپے ملجائیں میں نے وہ سو روپیہ نہیں لیئے اور پھر صاحب کمشنر بہادر کو لکھا کہ میں باسٹھ روپیہ آٹھ آنہ مہینا پانے والا ہوں سال بھر کے ساڑھے سات سو روپیہ ہوتے ہیں سب پنشنداروں کو سال سال بھر کا روپیہ ملا مجکو سو روپے کیسے ملتے ہیں مثل اوروں کے مجھے بھی سال بھر کا روپیہ ملجائے ابھی اسمیں کچھ جواب نہیں ملا آبادی کا یہ رنگ ہے کہ ڈھنڈورا پٹوا کر ٹکٹ چھپوا کر جرٹن صاحب بہادر بطریق ڈاک کلکتہ چلے گئے دلی کے حمقا جو باہر پڑے ہوئے ہیں منہ کھول کر رہ گئے اب جب وہ معاودت کریں گے تب شاید آبادی ہوگی یا کوئی اور نئی صورت نکل آئے میر سرفراز حسین اور میر نصیر الدین اور میرن صاحب کو دعائیں پہونچیں"

۶۸ میر مہدی کے نام ۶۶

سید صاحب نہ تم مجرم نہ میں گنہگار تم مجبور میں ناچار لو اب کہانی سنو میری سرگزشت

میری زبانی سنو نواب مصطفیٰ خان بمیعاد سات برس کے قید ہو گئے تھے سو اُنکی تقصیر
معاف ہوئی اور اُنکو رہائی ملی صرف رہائی کا حکم آیا ہے جہانگیر آباد کی زمینداری اور دلّی کی املاک اور
پنشن کے باب مین ہنوز کچھہ حکم نہین ہوا ناچار وہ رہا ہو کر میرٹھہ ہی مین ایک دوست کے مکان مین
ٹھہرے ہین مین بمجرد اس خبر کی استماع کے ڈاک مین بیٹھہ کر میرٹھہ گیا اُنکو دیکھا چار دن وہان رہا
پھر ڈاک مین اپنے گھر آیا دن اور تاریخ آنے جانے کی یاد نہین مگر ہفتہ کو گیا منگل کو آیا آج بدھ
دوم فروری ہے مجکو آئے ہوئے نوان دن ہے انتظار مین تھا کہ تمہارا خط آئے تو اُسکا جواب لکھا
جائے آج صبح کو تمہارا خط آیا دوپہر کو مین جواب لکھتا ہون روز اس شہر مین ایک نیا حکم ہوتا ہے
کچھہ سمجھہ مین نہین آتا ہے کہ کیا ہوتا ہے میرٹھہ سے آکر دیکھا کہ یہان بڑی شدت ہے اور یہ حالت ہے
کہ گورون کی پاسبانی پر قناعت نہین ہے لاہوری دروازہ کا تھانہ دار مونڈھا بچھا کر سڑک پر بیٹھتا ہے
جو باہر سے گورے کی آنکھہ بچا کر آتا ہے اُسکو پکڑ کر حوالات مین بھیج دیتا ہے حاکم کے یہان
سے پانچ پانچ بید لگتے ہین یا دو روپے جرمانہ لیا جاتا ہے آٹھ دن قید رہتا ہے اس سے
علاوہ سب تھانون پر حکم ہے کہ دریافت کرو کون بے ٹکٹ مقیم ہے اور کون ٹکٹ رکھتا ہے تھانون
مین نقشے مرتب ہونے لگے یہان کا جمعدار میرے پاس بھی آیا مین نے کہا بھائی تو مجھے نقشے مین
نہ رکھہ میری کیفیت کی عبارت الگ لکھہ عبارت یہ کہ اسد اللہ خان پنشندار ۱۸۵۰ء سے حکیم پٹیالے
والے کے بھائی کی حویلی مین رہتا ہے نہ کالون کے وقت مین کہین گیا نہ گورون کے زمانہ مین
نکلا اور نہ نکالا گیا کرنیل برون صاحب بہادر کے زبانی حکم پر اُسکی اقامت کا مدار ہے اب تک
کسی حاکم نے وہ نہین بدلا اب حاکم وقت کو اختیار ہے پرسون یہ عبارت جمعدار نے محلے
کے نقشے کے ساتھ کوتوالی مین بھیجدی کل سے یہ حکم نکلا کہ یہ لوگ شہر سے باہر مکان و دوکان
کیون بناتے ہین جو مکان بن چکے ہین اُنھین ڈھا دو اور آیندہ کو ممانعت کا حکم سنا دو
اور یہ بھی مشہور ہے کہ پانچہزار ٹکٹ چھاپے گئے ہین جو مسلمان شہر مین اقامت چاہے
بقدر مقدور اُسکا اندازہ قرار دینا حاکم کی رائے پر ہے روپیہ دے اور ٹکٹ لے گھر برباد ہو جائے

آپ شہر میں آباد ہو جائے آج تک یہ صورت ہے دیکھیے شہر کی بستی کی کون صورت ہے جو رہتے ہیں وہ بھی اخراج کئے جاتے ہیں یا جو باہر پڑے ہوئے ہیں وہ شہر میں آتے ہیں الملک للہ والحکم للہ نور چشم میر سرفراز حسین اور برخوردار میر نصیر الدین کو دعا اور جناب میرن صاحب کو سلام بھی اور دعا بھی انہیں سے وہ جو چاہیں قبول کریں۔

۶۹- میر مہدی کے نام	۶۷

میر مہدی جیتے رہو آفرین صد ہزار آفرین اردو عبارت لکھنے کا کیا اچھا ڈھنگ پیدا کیا ہے کہ مجکو رشک آنے لگا سنو دلی کے تمام مال و متاع و زر و گوہر کی لوٹ پنجاب احاطہ میں گئی ہے یہ طرز عبارت خاص میری دولت تھی سو ایک ظالم پانی پت انصاریوں کے محلے کا رہنے والا لوٹ لیگیا مگر میں نے اسکو بحل کیا اللہ برکت دے میری پنشن اور ولایت کے انعام کا حال کما حقہ سمجھ لو و بالحمد الطاف خفیہ ایک طرز خاص پر متحقق ہوئی نواب گورنر جنرل بہادر نے حاکم پنجاب کو لکھا کہ حاکم دہلی سے فلانے شخص کی پنشن کے کل چڑھے ہوئے روپے کے یکمشت پانے کی اور آیندہ ماہماہ روپیہ ملنے کی رپورٹ منگوا کر اپنی منظوری لکھ کر ہمارے پاس بھیجدو تاکہ ہم حکم منظوری دیکر تمہارے پاس بھیجدیں سو یہاں اسکی تعمیل فوراً بطرز مناسب ہو گئی کہو دو مہینے میں روپیہ سب ملجائیگا اور وہاں صاحب کمشنر بہادر نے یہ بھی کہا کہ اگر تم کو ضرورت ہو تو سو روپیہ خزانے سے منگوا لو میں نے کہا صاحب یہ کیسی بات کہ اوروں کو برس دن کا روپیہ ملا اور مجھے سو روپیہ دلواتے ہو۔ فرمایا کہ تمکو اب چند روز میں سب روپیہ اور اجرا کا حکم ملجائے گا اوروں کو یہ بات برسوں میں میسر آئے گی میں چپ ہو رہا آج دوشنبہ یکم شعبان اور ہفتم مارچ ہے دوپہر ہو جائے تو اپنا آدمی مع رسید بھیجکر سو روپیہ منگا لوں پر پار و لایت کے انعام کی توقع خدا ہی سے ہے حکم تو اسی حکم کے ساتھ اسکی رپورٹ کرنے کا بھی آیا ہے مگر یہ بھی حکم ہے کہ اپنی رائے لکھو اب دیکھیے یہ دو حاکم یعنی حاکم دہلی اور حاکم پنجاب اپنی رائے کیا لکھتے ہیں حاکم پنجاب کے گورنر بہادر کا یہ بھی حکم ہے کہ دستنبو منگا کر اور تم دیکھ کر ہم کو لکھو کہ وہ

کیسی ہے اور اُسمین کیا لکھا ہے چنانچہ حاکم دہلی نے ایک کتاب مجھسے بھی کہکر مانگی اور
بھیجدی اب دیکھون حاکم پنجاب کیا لکھتا ہے اسوقت تمھارا ایک خط اور یوسف مرزا کا ایک
خط آیا مجھکو باتین کرنے کا مزا ملا دونون کا جواب ابھی لکھکر روانہ کیا اب مین روٹی کھانے جاتا ہون
میر سرفراز حسین میرن صاحب میر نصیر الدین کو دعا۔

٦٨ میر مہدی کے نام

مار ڈالا یار تیری جواب طلبی نے اس چرخ کج رفتار کا بُرا ہو ہمنے اسکا کیا بگاڑا تھا
ملک و مال جاہ و جلال کچھہ نہین رکھتے تھے ایک گوشہ و توشہ تھا چند مفلس بے نوا ایک جگہہ فراہم
ہوکر کچھہ ہنس بول لیتے تھے شعر وہ بھی نہ تو کوئی دم دیکھہ سکا اے فلک ؛ اور تو یان کچھہ نہ تھا
ایک مگر دیکھنا ؛ یاد رہے یہ شعر خواجہ میر درد کا ہے کل سے مجکو بیکسی بہت یاد آتا ہے سو صاحب
اب تم ہی بتاؤ کہ مین تمکو کیا لکھون وہ صحبتین اور تقریرین جو یاد کرتے ہو اور تو کچھہ بن نہین آتی
بھیجتے خط پہ خط لکھواتے ہو آنسوؤن پیاس نہین بجھتی یہ تحریر تلافی اُس تقریر کی نہین کرسکتی
بہرحال کچھہ لکھتا ہون دیکھو کیسا لکھتا ہون سُنتو پنشن کی رپورٹ کا ابھی کچھہ حال نہین معلوم دیر آید
درست آید بھتیجی ہین تم سے بہت آزردہ ہون میرن صاحب کی تندرستی کے بیان مین
نہ اظہار مسرت نہ مجکو تہنیت بلکہ اس طرح سے لکھا ہے کہ گویا اُن کا تندرست ہونا تمکو
ناگوار ہوا ہے لکھتے ہو کہ میرن صاحب ویسے ہی ہو گئے جیسے آگے تھے اُچھلتے کودتے پھرتے
ہین اسکے یہ معنی کہ ہے ہے کیا غضب ہوا کہ یہ کیون اچھے ہوگئے یہ باتین تمھاری ہمکو پسند نہین آتین
تمنے میر کا وہ مقطع سنا ہوگا بہ تغیر الفاظ لکھتا ہون شعر کیون نہ میرن کو مغتنم جانو ؛ دلّی والون
مین اک بچا ہے یہ ؛ میر تقی کا مقطع یون ہے شعر میر کو کیون نہ مغتنم جانئین ؛ اگلے لوگون
مین اک رہا ہے یہ ؛ میر کی جگہہ میرن اور رہا کی جگہہ بچا کیا اچھا تصرف ہے ارے میان
تمنے کچھہ اور بھی سُنا کل یوسف مرزا کا خط لکھنؤ سے آیا وہ لکھتا تھا کہ نصیر خان عرف نواب جان
والا اُن کا دایم الحبس ہوگیا حیران ہون کہ یہ کیا آفت آئی یوسف مرزا تو

جھوٹ کاہے کو لکھیگا خدا کرے اُسنے جھوٹ سنا ہو تو بھی اب تم جا ہو بیٹھے رہو چاہو اپنے گھر جاؤ میں تو روٹی کھانے جاتا ہون اندر باہر سب روزہ دار ہین یہان تک کہ بڑا لڑکا باقر علی خان بھی صرف ایک مین اور ایک میرا پیارا بیٹا حسین علی خان یہ ہم روزہ خوار ہین وہی حسین علیخان جس کا روز مرہ ہے کھلونے منگا دو مین بھی بجار جاؤنگا میر سرفراز حسین کو دعا کہنا اور یہ خط اُن کو ضرور سنا دینا برخوردار میر نصیر الدین کو دعا پہونچے۔

ا۷۔ میر مہدی کے نام

خوبی دین و دنیا روزی باد میر اشرف علی صاحب نے تمہارا خط دیا وہ جو تمنے لکھا تھا کہ تیرا خط میرے نام کا میرے ہمنام کے ہاتھ جا پڑا صاحب قصور تمہارا ہے کیون ایسے شہر مین رہتے ہو جہان دوسرا میر مہدی بھی ہو مجکو دیکھو کہ مین کب سے دلی مین رہتا ہون نہ کوئی اپنا ہمنام ہونے دیا نہ کوئی اپنا ہم عرف بننے دیا نہ اپنا ہم تخلص بہم پہونچایا فقط پنشن کی صورت یہ ہے کہ کوتوال سے کیفیت طلب ہوئی اُسنے اچھی لکھی کل ہفتہ کا دن ساتوین اگست کی مجکو اجرٹن صاحب بہادر نے بلایا کچھہ سہل سوال مجھسے کیے اب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ تنخواہ ملے اور جلد ملے تردد اگر ہے تو اسمین ہے کہ پندرہ مہینے پچھلے بھی ملتے ہین یا صرف آیندہ کو مقرر ہوتی ہے غلام فخر الدین خان کی دو ایک روبکاریان ہوئی ہین صورت اچھی ہے خدا چاہے تو رہائی ہو جاے صاحب ہمنے گھبرا کر اُس تحریر فارسی کو تمام کیا دفتر بند کر دیا اور لکھہ دیا کہ یکم اگست ۱۸۵۸ء تک مین نے پندرہ مہینے کا حال لکھا اور آیندہ لکھنا موقوف کیا تمکو آگے اس سے لکھا تھا کہ تم اپنے اوراق کا فقرہ اخیر لکھہ بھیجو اب پھر تمکو لکھا جاتا ہے کہ جلد لکھو تا کہ مین اُسکے آگے کی عبارت تمکو لکھکر بھیج دون ہان صاحب میر اشرف علی صاحب یہ بھی فرماتے تھے کہ میر سرفراز حسین پانی پت آیا چاہتے ہین اگر آجائین تو مجکو اطلاع کرنا۔

۷۲۔ میر مہدی کے نام

سید صاحب تمہارے خط کے آنے سے وہ خوشی ہوئی جو کسی دوست کے دیکھنے سے ہو

لیکن زمانہ وہ آیا ہے کہ ہماری قسمت مین خوشی ہی نہین خط سے معلوم ہوا تو کیا معلوم ہوا کہ
ڈھائی سو روپے ان دنون مین ڈہائی روپے بھی بھاری ہین ڈہائی سو کیسے سبحان اللہ باوجود
اس تہیدستی کے پھر یہی کہنا پڑتا ہے کہ روپے گئے بلا سے آبرو بچی جان بچی اب میر سرفراز حسین
کو چاہیے کہ اور چلے جائین شاید نئے بندوبست مین کوئی صورت نوکری کی نکل آئے میری دعا
کہو اور یہ کہو کہ اپنا حال اور اپنا قصد اپنے ہاتھ سے مجکو لکھین پنشن کا حال کچھہ معلوم ہوا ہو تو کہون
حاکم خط کا جواب نہین لکھتا عملہ مین ہرچند تفحص کیجیے کہ ہمارے خط پر کیا حکم ہوا کوئی کچھہ نہین
بتاتا بہرحال اتنا سنا ہے اور دلائل اور قرائن سے معلوم ہوا ہے کہ مین بیگناہ قرار پایا ہون
اور ڈپٹی کمشنر بہادر کی راے مین پنشن پانے کا استحقاق رکھتا ہون بس اس سے زیادہ نہ
مجھے معلوم نہ کسی کو خبر میان کیا باتین کرتے ہوین کتابین کہان سے چھپواتا روٹی کھانے
کو نہین شراب پینے کو نہین جاڑے آئے ہین لحاف توشک کی فکر ہے کتابین چھپواؤن گا۔
منشی امید سنگہ اندور والے دلی آئے تھے سابقہ معرفت مجھسے نہ تہا ایک دوست ان کو
میرے گھر لے آیا انھون نے وہ نسخہ دیکھا چھپوانے کا قصد کیا آگرہ مین میرا شاگرد رشید
منشی ہرگوپال تفتہ تھا اسکو مین نے لکھا اسنے اہتمام کو اپنے ذمہ لیا مسودہ بھیجا گیا ۸ر فیجلد
قیمت ٹھہری پچاس جلدین منشی امید سنگہ نے یعنی پچیس روپے چھاپہ خانہ مین بطریق
ہنڈوی بھجوا دیے صاحب مطبع نے بشمول سعی منشی ہرگوپال تفتہ چھاپنا شروع کیا آگرہ
کے حکام کو دکھایا اجازت چاہی حکام نے بکمال خوشی اجازت دی پانسو جلد چھاپی جاتی
ہے اس پچاس جلد مین سے شاید پچیس جلد منشی امید سنگہ مجھکو دین گے مین عزیزون کو
بانٹ دون گا پرسون خط تفتہ کا آیا تھا وہ لکھتے ہین کہ ایک فرما چھپنا باقی رہا ہے
یقین ہے کہ اسی اکتوبر مین قصہ تمام ہوجاے بھائی مین نے ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء سے
اکتیسوین جولائی سنہ ۱۸۵۸ء کا حال لکھا ہے اور خاتمہ مین اسکی اطلاع دے دی ہے
امین الدین خان کی جاگیر کے ملنے کا حال اور بادشاہ کی روانگی کا حال کیونکر لکھتا ان کو

جاگیر اگست مین ملی بادشاہ اکتوبر مین گئے کیا کرتا اگر تحریر موقوف نہ کرتا منشی امید سنگہہ اندور جانے والے تھے اگر ختم کر کر مسودہ اُنکے سامنے آگرہ نہ بہیج دیتا تو پھر چھپوا تا کون اہل خطہ کا حال از روئے تفصیل مجکو کیونکر معلوم ہو سنتا ہون کہ دعوی خون پیش کیا چاہتے ہین سودا ہو گیا ہے مسودہ ہو رہا ہے بلنگ صاحب کے سیچہ پور مین ٹکڑے اُڑ گئے گورنر مدعی نہوئے قصاص نہ لیا اب ایک ہندوستانی کے خون کا قصاص کون لیگا۔ شعر ‏؎ اے سبزہ سر راہ از جور پا چہ نالی ٭ در کیش رہ گذاران گل خون بہا ندارد ٭ خیر جو ہوتا ہے ہو رہیگا بعد وقوع ہم بہی سن لینگے تم اتنا کیون دل جلا رہے ہو۔

۱ ے	۳۴ ۔ میر مہدی کے نام	

میری جان وہ پارسی قدیم جو ہوشنگ و جمشید و کیخسرو کے عہد مین مروج تہی اُسمین خُر بجائے مضموم نور قاہر کو کہتے ہین اور چون کہ پارسیون کی دید و دانست مین خدا کے آفتاب سے زیادہ کوئی بزرگ نہین ہے اسی واسطے آفتاب کو خر لکہا اور شید کا لفظ بڑہا دیا شید بشین مکسور و یاے معروف بروزن عید روشنی کو کہتے ہین یعنی یہ اُس نور قاہر ایزدی کی روشنی ہے خر اور خرشید یہ دونون اسم آفتاب کے ٹھہرے جب عرب و عجم ملگئے تو اکابر عرب نے کہ وہ منبع علوم ہوئے واسطے دفع التباس کے خر مین واو معدولہ بڑہا کر خور لکھنا شروع کیا ہر آئینہ متاخرین نے اس قاعدہ کو پسند کیا اور منظور کیا اور فی الحقیقت یہ قاعدہ بہت مستحسن ہے فقیر خرجہان بے اضافہ لفظ شید لکہتا ہے موافق قانون عظماے عرب بواو معدولہ لکہتا ہے یعنی خور اور جہان باضافہ لفظ شید لکہتا ہے وہان بہ پیروی بزرگان پارسی سر بسر لفظ خور کو بے واو لکہتا ہے ۔ یعنی خرشید خر کا قافیہ درا و دریر کے ساتہ جائز اور روا ہے خود مین نے دو چار جگہہ باندھا ہوگا وہان مین بے واو کیون لکھون رہا خورشید چاہو بے واو لکھو چاہو مع الواو لکھو مین بے واو لکھتا ہون مگر مع الواو کو غلط نہین جانتا اور خر کو بہی بے واو نہ لکھونگا قافیہ ہو یا نہو یعنی نظم مین وسط شعر مین آپڑے یا نثر کی عبارت

مین واقع ہو خور لکھونگا یہ بات بھی تمکو معلوم رہے کہ جسطرح خر ترجمہ لوز قاہر کا ہے اسی طرح جحم ترجمہ قادر کا ہے کہ باضافہ لفظ شید اسم شہنشاہ وقت قرار پایا ہے مجتہد العصر میر سرفراز حسین کو دعا پہونچے سچ کہیے تمہین وہان کوئی مجتہد العصر نہ کہتا ہوگا نہ کہو تمکو کیا مین نے تمتنے مان لیا اب کوئی کہے یا نہ کہے میان بدر الدین سے ایک مُہر کہدوا دون گا مصرعہ۔

جناب مجتہد العصر سرفراز حسین ۔ پس تم یہ مُہر خطوں پر محضروں پر تمسکوں پر کرنی شروع کرنا سب کے سب تم کو مجتہد العصر کہنے لگین گے حکیم میر اشرف علی کو اور اُنکے فرزند کو دعا پہونچے میرن صاحب کو دعا پہونچے بھائی میرن اب وہ خس کا پردہ کھول ڈالا صافیان جھجھر پر لپیٹتا ہون دمبدم بھگوتا ہون وہ لون کہان جو پردے سے لپیٹ کر صافی کو لیکر اور پانی کو ٹھنڈا کرے وہ پانی جو میر مہدی اور تم اور حکیم جی پیا کیے ہو اب کہان برف پندرہ دنکی اور باقی ہے آیندہ خدا رزاق ہے۔

۴۷ - میر مہدی کے نام

ہان صاحب تم کیا چاہتے ہو مجتہد العصر کے مسودہ کو اصلاح دیکر بھیج دیا اب اور کیا لکھون تم میرے ہم عمر نہین جو سلام لکھون مین فقیر نہین جو دعا لکھون تمہارا دماغ چل گیا ہے لفافہ کو کریدا کرو مسودہ کو کاغذ کو بار بار دیکھا کرو پاؤگے کیا یعنی تم کو وہ محمد شاہی روشین پسند ہین یہان خیریت ہے وہان کی عافیت مطلوب ہے خط تمہارا بہت دن کے بعد پہونچا جی خوش ہوا مسودہ بعد اصلاح کے بھیجا جاتا ہے برخوردار میر سرفراز حسین کو دینا اور دعا کہنا اور ہان حکیم اشرف علی اور میر افضل علی کو بھی دعا کہنا لازمہ سعادتمندی یہ ہے کہ ہمیشہ اسی طرح سے خط بھیجتے رہو کیون سچ کہیو اگلون کے خطوط کی تحریر کی یہی طرز تھی ہائے کیا اچھا شیوہ ہے جب تک یون نہ لکھو وہ خط ہی نہین ہے چاہ بے آب ہے ابر بے باران ہے نخل بے میوہ ہے خانہ بے چراغ ہے چراغ بے نور ہے ہم جانتے ہین کہ تم زندہ ہو تم جانتے ہو کہ ہم زندہ ہین امر ضروری کو لکھ لیا زوائد کو اور وقت پر موقوف رکھا اگر تمہاری خوشنودی

اسی طرح کی نگارش پر منحصر ہے تو بھائی ساڑھے تین سطرین ویسی بھی مین نے لکھ دین کیا نماز قضا نہین پڑھتے اور وہ مقبول نہین ہوتی خیر ہمنے بھی وہ عبارت جو سودہ کے ساتھ لکھی تھی۔ اب لکھ بھیجی قصور معاف کرو خفا ہو میر نصیر الدین ایکبار آئے تھے پھر نہ آئے فارسی نثر مین نے کہان لکھی کہ تمھارے چچا کو یا تم کو بھیج دون نواب فیض محمد خان کے بھائی حسن علی خان مر گئے حامد علی خان کی ایک لاکھ تیس ہزار کئی سو روپیہ کی ڈگری بادشاہ پر ہو گئی۔ کلو دارو غہ بیمار ہو گیا تھا آج اُسنے غسل صحت کیا باقر علی خان کو مہینے بھر سے تپ آتی ہے حسین علی خان کے گلے مین دو غدود ہو گئے ہین شہر چپ چاپ ہے نہ کہین کھپا وڑا چلتا ہے نہ سرنگ لگا کر کوئی مکان اُڑایا جاتا ہے نہ آہنی سڑک آتی ہے نہ کہین دمدمہ بنتا ہے دلّی شہر خموشان ہے کاغذ بھر گیا ورنہ تمھارے دل کی خوشی کے واسطے ابھی اور لکھتا۔

۷۵۔ میر مہدی کے نام

سید صاحب کل پھر دن رہے تمھارا خط پہونچا یقین ہے کہ اُسی وقت یا شام کو میر سرفراز حسین تمھارے پاس پہونچ گئے ہون حال سفر کا جو کچھ ہے اُنکی زبانی سن لوگے مین کیا لکھون مین نے بھی جو کچھ سنا ہے انھین سے سنا ہے انکا اس طرح ناکام پھر آنا میری تمنا اور میرے مقصود کے خلاف ہے لیکن میرے عقیدہ اور میرے تصور کے مطابق ہے مین جانتا تھا کہ وہان کچھ نہوگا سو روپے کی ناحق زیرباری ہوئی چونکہ یہ زیرباری میرے بھروسہ پر ہوئی تو مجھے شرمساری ہوئی مین نے اِس چھیاسٹھ برس مین اس طرح کی شرمساریان اور روسیاہیان بہت اُٹھائی ہین جہان ہزار داغ ہین ایک ہزار ایک سہی میر سرفراز حسین کی زیرباری سے دل کڑھتا ہے وبا کو کیا پوچھتے ہو قدر انداز قضا کے ترکش مین یہی ایک تیر باقی تھا قتل ایسا عام لوٹ ایسی سخت کال ایسا پڑا وبا کیون نہو لسان الغیب نے دس برس پہلے فرمایا ہے شعر ہو چکین غالب بلائین سب تمام ؎ ایک مرگ ناگہانی اور ہے میان ۱۲۷۷ھ کی بات غلط نہ تھی مگر مین نے وبائے عام مین مرنا اپنے لائق نہ سمجھا

واقعی اسمین میری کسر شان تھی بعد رفع فساد ہوا سمجھ لیا جائیگا کلیات اردو کا چھاپہ تمام ہوا۔ اغلب کہ اسی ہفتہ مین غایت اس مہینے مین ایک نسخہ بسبیل ڈاک تم کو پہونچ جائے۔ کلیات نظم فارسی کے چھاپنے کی بھی تدبیر ہو رہی ہے اگر ڈول بنگیا تو وہ بھی چھاپا جائیگا قاطع برہان کے خاتمہ مین کچھ فوائد بڑھائے گئے ہین اگر مقدور مساعدت کریگا تو مین بے شرکت غیر اسکو چھپواؤن گا مگر یہ خیال محال ہے میرے مقدور کی تیاری کا حال مجتہد العصر کو معلوم ہے واللہ علی کل شی قدیر خدا کا بندہ ہون علی کا غلام میرا خدا کریم میرا شاہ سخی ۔ علی دارم چہ غم دارم وبا کی آنچ مدہم ہوگئی ہے پانچ سات دن بڑا زور و شور رہا پرسون خواجہ مرزا ولد خواجہ امان مع اپنی بی بی بچون کے دلی مین آیا کل رات کو اس کا نو برس کا بیٹا ہیضہ کرکے مرگیا انا للہ و انا الیہ راجعون اور مین بھی دبا ہے الکزنڈر ہیڈرلے مشہور بہ الکہ صاحب مرگیا واقعی بے تکلف وہ میرا عزیز اور ترقی خواہ اور مداح مین اور مجھہ مین متوسط تھا اسی جرم مین ماخوذ ہوکر مرا خیر یہ عالم اسباب ہے اس کے حالات سے ہمکو کیا۔

۷۶۔ میر مہدی کے نام

جان غالب اب کے ایسا بیمار ہوگیا تھا کہ مجھکو خود افسوس تھا پانچوین دن غذا کھائی اب اچھا ہون تندرست ہون ذی الحجہ ۱۲۷۶ھ تک کچھ کھٹکا نہین ہے محرم کی پہلی تاریخ سے اللہ مالک ہے میر نصیر الدین آئے کئی بار مین نے ان کو دیکھا نہین اب کی بار درد مین مجھکو غفلت بہت رہی اکثر احباب کے آنے کی خبر نہین ہوئی جیسے اچھا ہوا ہون سید صاحب نہین آئے تمہاری آنکھون کے غبار کی وجہ یہ ہے کہ جو مکان دلی مین ڈھائے گئے اور جہان جہان سڑکین نکلین جتنی گرد اڑی اسکو آپ نے ازراہ محبت اپنی آنکھون مین جگہہ دی بہرحال اچھے ہوجاؤ اور جلد آؤ مجتہد العصر میر سرفراز حسین کا خط آیا تھا مین نے میرن صاحب کی آزردگی کے خوف سے اسکا جواب نہین لکھا یہ رقعہ ان دونون صاحبون کو پڑھا دینا کہ میر سرفراز حسین صاحب اپنے خط کی رسید سے مطلع ہوجائین اور میرن صاحب میرے پاس الفت پر اطلاع پائین۔

۷	۷۷۔ میر مہدی کے نام	

جان غالب تمہارا خط پہونچا غزل اصلاح کے بعد پہونچتی ہے مصرعہ ہر کسی سے پوچھتا ہون وہ کہان ہے ؛ مصرعہ بدل دینے سے یہ شعر کس رتبہ کا ہوگیا اے میر مہدی تجھے شرم نہین آتی مصرعہ میان یہ اہل دہلی کی زبان ہے ؛ ارے اب اہل دہلی یا ہندو ہین یا اہل حرفہ ہین یا خاکی ہین یا پنجابی ہین یا گورے ہین ان مین سے تو کس کی زبان کی تعریف کرتا ہے لکھنو کی آبادی مین کچھ فرق نہین آیا ریاست تو جاتی رہی باقی ہر فن کے کامل لوگ موجود ہین خس کی ٹٹی پروا ہوا اب کہان لطف وہ تو اسی مکان مین تھا اب میر خیراتی کی حویلی مین وہ جہت و سمت بدلی ہوئی ہے بہرحال بگذرد مصیبت عظیم یہ ہے کہ قاری کا کنوان بند ہوگیا لال ڈگی کے کنوین یکقلم کھاری ہوگئے خیر کھاری ہی پانی پیتے گرم پانی نکلتا ہے پرسون مین سوار ہو کر کنوؤن کا حال معلوم کرنے گیا تھا مسجد جامع ہوتا ہوا راج گھاٹ دروازہ کو چلا مسجد جامع سے راج گھاٹ دروازے تک بے مبالغہ ایک صحرا لق و دق ہے اینٹون کے ڈھیر جو پڑے ہین وہ اگر اٹھ جائین تو ہو کا مکان ہو جائے یاد کرو مرزا گوہر کے باغیچہ کی اس جانب کو کئی بانس نشیب تھا اب وہ باغیچہ کے صحن کے برابر ہوگیا یہان تک کہ راج گھاٹ کا دروازہ بند ہوگیا فصیل کے کنگورے کھلے رہے ہین باقی سب اٹ گیا کشمیری دروازے کا حال تم دیکھ گئے ہو اب آہنی سڑک کے واسطے کلکتہ دروازے سے کابلی دروازہ تک میدان ہوگیا پنجابی کٹرہ دھوبی واس کا واڑہ رامجی گنج سعادت خان کا کٹرہ جرنیل کی بی بی کی حویلی رامجی داس گودام والے کے مکانات صاحب رام کا باغ حویلی انہین سے کسی کا پتا نہین ملتا قصہ مختصر شہر صحرا ہوگیا تھا اب جو کنوئین جاتے رہے اور پانی گوہر نایاب ہوگیا تو یہ صحرا صحرائے کربلا ہو جائیگا اللہ اللہ دلی نہ رہی اور دلی والے ابتک یہان کی زبان کو اچھا کہے جاتے ہین واہ رے حسن اعتقاد ارے بندہ خدا اردو بازار نہ رہا اردو کہان دلی اب شہر نہین کمپ چھاؤنی ہے نہ قلعہ نہ شہر نہ بازار نہ نہر الور کا حال کچھ اور

ہے مجھے اور انقلاب سے کیا کام الکزنڈر ہیڈرلی کا کوئی خط نہیں آیا ظاہرا انکے مصاحب نہین ورنہ وہ مجھکو ضرور خط لکھتا رہتا میر سرفراز حسین اور میرن صاحب اور نصیر الدین کو دعا کہنا۔

۷۸- میر مہدی کے نام

بھائی کیا پوچھتے ہو کیا لکھون دلّی کی ہستی منحصر کئی ہنگامون پر ہے قلعہ چاندنی چوک ہر روز مجمع بازار مسجد جامع کا ہر ہفتہ سیر جمنا کے پل کی ہر سال میلہ پھول والون کا یہ پانچون باتین اب نہین پھر کہو دلّی کہان ہان کوئی شہر قلمرو ہند مین اس نام کا تھا نواب گورنر جنرل بہادر ۱۵- دسمبر کو یہان داخل ہونگے دیکھیے کہان اُترتے ہین اور کیونکر دربار کرتے ہین آگے کے دربارون مین سات جاگیردار تھے کہ انکا الگ الگ دربار ہوتا تھا جھجر بہادرگڑھ بلبگڑھ فرخ نگر دوجانہ پاٹودی لوہارو چار معدوم محض ہین جو باقی رہے اُسمین سے دوجانہ و لوہارو تحت حکومت ہانسی حصار پاٹودی حاضر اگر ہانسی حصار کے صاحب کاکٹر بہادر اُن دونون کو یہان لے آئے تو تین رئیس ورنہ ایک رئیس دربار عام والے مہاجن لوگ سب موجود اسلام مین سے صرف تین آدمی باقی ہین میرٹھ مین مصطفےٰ خان سلطان جی مین مولوی صدر الدین بلّی مارون مین سگ دنیا موسوم بہ اسد تینون مردود و مطرود و محروم و مغموم شعر توڑ بیٹھے جبکہ ہم جام و سبو پھر ہمکو کیا ؎ آسمان سے بادۂ گلفام گر برسا کرے ؎ تم آتے ہو چلے آؤ جان نثار سے چھتے کی سڑک خان چند کے کوچے کی سڑک دیکھ جاؤ بلاقی بیگم کے کوچے کا ڈھینا جامع مسجد کے گرد ستّر ستّر گز گول میدان نکلا سُن جاؤ غالب افسردہ دل کو دیکھ جاؤ چلے جاؤ مجتہد العصر میر سرفراز حسین کو دعا حکیم الملک حکیم میر اشرف علی کو دعا قطب الملک میر نصیر الدین کو دعا یوسف ہند میر افضل علی کو دعا۔

۷۹- میر مہدی کے نام

میان کیون ناسپاسی و حق ناشناسی کرتے ہو چشم بیمار ایسی چیز ہے کہ جسکی کوئی شکایت کرے تمہارا منہ چشم بیمار کے لائق کہان چشم بیمار میرن صاحب قبلہ کی آنکھ کو کہتے ہین۔

جسکو اچھے اچھے عارف دیکھتے رہتے ہیں تم گنوار چشم بیمار کو کیا جانو خیر ہنسی ہوچکی اب حقیقت
مفصل لکھو تم تو زجر کی عادت رکھتے ہو عوارض چشم سے تمکو کیا علاقہ میرے نور چشم کی آنکھ
کیوں دکھی اور یہ بال بال بچ گیا جو اسکے خلاف کہے اُسکو غلط جانتا ہوں میں نے خط تمہیں
جانکر نہیں لکھا تمنے لکھا تھا کہ بعد عید میں وہاں آؤنگا مجھکو بھیجنے میں تامل ہوا لکھنے کچھ ہو کرتے
کچھ ہو تنخواہ کی سنو تین برس کے روپے دو ہزار دو پچاس ہوئے سو مدد خرچ کے جو پائے تھے
وہ کٹ گئے ڈیڑھ سو عملہ فعلہ کی نذر ہوئے مختار کار دو ہزار لایا چونکہ میں اس کا قرضدار ہوں۔
روپے اُسنے اپنے گھر میں رکھے اور مجھ سے کہا کہ میرا حساب کیجئے حساب کیا سود مول ستائیس
کم پندرہ سو ہوئے میں نے کہا میرے قرض متفرق کا حساب کر کچھ اوپر گیارہ سو نکلے میں کہتا
ہوں یہ گیارہ سو بانٹ دے تو سو پچے آدھے تو لے آدھے مجھے دے وہ کہتا ہے پندرہ سو
مجھکو دو پانسو سات تم لو یہ جھگڑا اسطے جائیگا تب کچھ ہاتھ آئیگا خزانے سے روپیہ آگیا ہے
میں نے آنکھ سے دیکھا ہو تو آنکھیں پھوٹیں بات رکھی پت رکھی حاسدوں کو موت آگئی
دوست شاد ہوگئے میں جیسا ننگا بھوکا ہوں جب تک جیوں گا ایسا ہی رہوں گا میرا اور دیگر
سے بچنا معجزہ اسد اللہی ہے حضرت ولی ان پیسوں کا ہاتھ آنا عطیہ ید اللہی ہے حاکم شہر لکھ دے کہ یہ
شخص ہرگز پنشن پانے کا مستحق نہیں حاکم صدر مجھکو پنشن دلوا دے اور پورا دلوائے میرن صاحب
کو دعا کہتا ہوں اور مزاج کی خبر پوچھتا ہوں جواب ترکی بترکی جواب عربی بعربی جو انہوں نے
لکھا وہ میں نے بھی لکھا تہدالتصر کو بندگی لکھوں دعا لکھوں کیا لکھوں نہیں بھئی وہ مجتہد
ہوں ہوا کریں میرے تو فرزند ہیں میں دعا ہی لکھونگا اور اسی طرح میر نصیر الدین کو بھی دعا۔

	۸۰ - میر مہدی کے نام	۱۸۶ء

میری جان تم کو تو بیکاری میں خط لکھنے کا ایک شغل ہے قلم دوات لیے بیٹھے اگر خط
پہنچا ہے تو جواب ورنہ شکوہ شکایت وقت ہے خطاب لکھنے لگے کل حکیم میر اشرف علی
آئے تھے سر منڈوا ڈالا ہے محلقین رؤسکم پر عمل کیا ہے میں نے کہا کہ سر منڈوایا ہے تو ڈاڑھی کترواؤ

کہنے لگے دامن از کجا آرم کہ جامہ ندارم والدہ اُنکی صورت قابل دیکھنے کے ہے کہتے تھے کہ میر احمد علی صاحب آگئے اور بحال و برقرار رہے خدا کا شکر بجا لایا کبھی تو ایسا بھی ہو کہ کسی عزیز کی اچھی خبر سنی جائے میرا سلام کہنا اور مبارکباد دینا خبردار بھول نہ جائیو تمہاری شکایتنامے بیجا کا جواب یہ ہے کہ تمنے جو خط مجکو پانی پت سے بھیجا تھا اور کرنال کی روانگی کی اطلاع دی تھی مین نے تجویز کر لیا تھا کہ جب کرنال سے خط آئیگا تو مین جواب لکھونگا آج شنبہ ۱۵ اکتوبر صبح کا وقت ابھی کہانا پکا بھی نہین بستر پر پڑا بیٹھا تھا کہ تمہارا خط آیا اور پڑھا اور یہ جواب لکھا کلیان بیمار ہے ایاز کو خط دیکر ڈاک گھر روانہ کیا بولو تمہارا گلہ بیجا یا بجا بھائی گلہ کرو تو اپنے سے کرو کہ تمنے کرنال پہونچکر خط لکھنے مین کیون دیر کی اور ہان یہ کیا ہے کہ بہت دن سے میر نصیر الدین کا نام تمہارے قلم سے نہین نکلا نہ اُن کی خیر و عافیت نہ اُنکی بندگی اگر وہ مجھسے خفا ہین تو اُنکی بندگی نہ لکھتے خیر و عافیت تو لکھتے یہ باتین اچھی نہین میرن صاحب کے باب مین حیران ہون تہا تمہارے ساتھ گئے ہین والدہ اُنکی پانی پت مین ہین وہان کوئی مکان لیکر والدہ کو وہین بلا لینگے یا خود بعد چند روز کے یہان آجائینگے یہ دو باتین جواب طلب ہین میر نصیر الدین کی بندگی نہ لکھنے کا سبب اور میرن صاحب کی بود و باش کی حقیقت لکھو رہا میرا پنشن اُسکا ذکر نہ کرو اگر ملیگی تو تم کو دیجائیگی شہر کی آبادی کا چرچا ہوا کرایہ کو مکان ملنے لگے چار سو پانسو گھر آباد ہوئے تھے کہ پھر وہ قاعدہ مٹ گیا اب خدا جانے کیا دستور جاری ہوا ہے آئندہ کیا ہوگا سلطان العلما مجتہد العصر مولوی سید سرفراز حسین کو اگرچہ نظر اُنکے مدارج علم و عمل پر بندگی چاہیئے مگر میں عزیزداری و یگانگی کی راہ سے دعا لکھتا ہون میرن صاحب کو دعا اور بعد دعا کے بہت سا پیار میر نصیر الدین کو زیادہ کیا لکھون۔

۸۱ ۔ میر مہدی کے نام

واہ حضرت کیا خط لکھا ہے اِس خرافات کے لکھنے کا فائدہ بات اتنی ہی ہے کہ میرا پلنگ مجکو ملا میرا بچھونا مجکو ملا میرا حجام مجکو ملا میرا بیت الخلا مجکو ملا راست وہ شور کوئی آئیو کوئی آئیو

فرد ہوگیا میری جان بچی میرے آدمیون کی جان بچی مصرعہ اکنون شب من شب ست و روزم روز ست
بھیجی تمنے یہ نہ لکھا کہ میرن صاحب کو میرا خط پہونچا یا نہ پہونچا مین گمان کرتا ہون کہ نہین پہونچا اگر
پہونچتا تو بیشک وہ خط تمہاری نظر سے گذرتا اور میرن صاحب اسکی اصل حقیقت تمسے پوچھتے
اور اس صورت مین یہ بھی ضرور تھا کہ تم اس واہیات کے بارے مجکو وہ واردات لکھتے
جو میرن صاحب مین اور تم مین پیش آئی ہیں اگر جیسا کہ میرا گمان ہے خط نہین پہونچا تو خیر
جانے دو اگر خط پہونچا ہے تو میرن صاحب سے خط کے جواب لکھوانے مین تمنے میرا دم
ناک مین کر دیا تھا اب اُنسے میرے خط کے جواب کا تقاضا کیون نہین کرتے حسن بھی کیا چیز
ہے نادر کا اتنا خوف نہین جتنا حسین آدمی کا ڈر ہوتا ہے تم اُنسے خواہش وصال کرتے ہوئے
ڈرو میرے خط کے جواب کے باب مین کیون نہین لکھتے نہ صاحب یہ کچھ بات نہین میرے خط
کا جواب اُنسے لکھوا کر بھجواؤ یہان کا وہ حال ہے جو دیکھ گئے ہو پانی گرم ہوا گرم مینہ (طاری) مستولی اناج مہنگا
بیچارہ منشی میر احمد حسین کا بھتیجا یعنی میر امداد علی آشوب کا بیٹا محمد میر شب گذشتہ کو گذر گیا آج
صبح کو اُسکو دفن کر آئے جوان صالح پرہیزگار مومنین کا پیش نماز تھا انا للہ وانا الیہ راجعون
مجتہد العصر کا حکم بجا لاؤن گا اور نہ رئیس کو بلکہ مدار المہام ریاست کو لکھون گا رئیس میرے
سوال کا جواب قلم انداز کر جائے گا اور مدار المہام امر واقعی لکھ بھیجے گا مجتہد العصر کو
دعا اور یہ خط پڑھا دینا میرن صاحب کو دعا اور کہنا کہ بھلا صاحب تمنے ہمارے خط کا جواب
نہین لکھا ہم بھی تمہارے طرز کا تتبع کرینگے حکیم میر اشرف علی کو دعا کہنا اور کہنا کہ اگر تم مین اور
اُنمین راہ و رسم تعزیت و تہنیت ہو تو میر احمد حسین کو خط لکھو اور یہ بھی اُنکو معلوم ہو کہ حفیظا یہان
آیا ہوا ہے قبائل تمہارے نہین ہین اگر وہان کچھ حاصل ہو رسائی تو خیر ورنہ یہان کیون
نہ چلے آؤ شعر مین بھولا نہین تجکو اے میری جان ٭ کرون کیا کہ یان گر رہے ہین مکان ٭
برسات کا حال نہ پوچھو خدا کا قہر ہے قاسم جان کی گلی سعادت خان کی نہر ہے مین
جس مکان مین رہتا ہون عالم بیگ خان کے کٹرہ کی طرف کا دروازہ گر گیا مسجد کی طرف کے

دالان کو جاتے ہوئے جو دروازہ تھا وہ گر گیا سیڑھیان گرا چاہتی ہین صبح کے بیٹھنے کا حجرہ
جھک رہا ہے چھتین چھلنی ہو گئی ہین مینہ گھڑی بھر برسے تو چھت گھنٹہ بھر برسے کتابین قلمدان
سب توشہ خانہ مین فرش پر کہین لگن رکھا ہوا کہین چلمچی دھری ہوئی خط کہان بیٹھکر لکھون
پانچ چار دن سے فرصت ہے مالک مکان کو فکر مرمت آج ایک اس کی صورت نظر آئی کہا کہ آؤ
میر مہدی کے خط کا جواب لکھون اور کی ناخوشی راہ کی محنت کشی تپ کی حرارت گرمی کی شرارت
یاس کا عالم کثرت اندوہ و غم حال کی فکر مستقبل کا خیال تباہی کا رنج آوارگی کا ملال جو کچھہ کہو
وہ کم ہے بالفعل تمام عالم کا ایک سا عالم ہے سنتے ہین کہ نومبر مین مہاراجہ کو اختیار ملیگا مگر وہ
اختیار ایسا ہوگا جیسا کہ خدا نے خلق کو دیا ہے سب کچھہ اپنے قبضۂ قدرت مین رکھا آدمی کو
بدنام کیا ہے بارے رفع مرض کا حال لکھو خدا کرے تپ جاتی رہی ہو تندرستی حاصل ہو گئی
ہو میر صاحب کہتے ہین مصرعہ - تندرستی ہزار نعمت ہے ؛ ہائے پیش مصرعہ مرزا قربان علی
بیگ سالک نے کیا خوب بہم پہونچایا ہے مجکو پسند آیا ہے شعر تنگدستی اگر نہو سالک ؛ تندرستی
ہزار نعمت ہے ؛ مجتہد العصر میر سرفراز حسین صاحب کو دعا ہا ہا میر افضل حسین صاحب کہان
ہین حضرت یہان تو اس نام کا کوئی نہین ہے لکھنؤ کے مجتہد العصر کے بھائی کا نام میرن صاحب تھا
جے پور کے مجتہد العصر کے بھائی میرن صاحب کیون نہ کہلائین ہان بھائی میرن صاحب بھلا انکو ہماری دعا کہنا

۸۲ - میر مہدی کے نام ۸۰

شعر بے مے نکند در کف من خامہ روانی ؛ سرد ست ہوا آتش بے دود کجائی ؛
میر مہدی صبح کا وقت ہے جاڑا خوب پڑ رہا ہے انگیٹھی سامنے رکھی ہوئی ہے دو حرف لکھتا ہون
آگ تاپتا جاتا ہون آگ مین گرمی نہین مگر ہائے آتش سیال کہان کہ جب دو جرعہ پی لیے
فوراً رگ و پے مین دوڑ گئی دل توانا ہو گیا دماغ روشن ہو نفس ناطقہ کو تواجد بہم پہونچا ساقی کوثر
کا بندہ اور تشنہ لب ہائے غضب ہائے غضب میان تم پنشن پنشن کیا کرتے ہو گورنر جنرل
کہان اور پنشن کہان صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر صاحب کمشنر بہادر نواب لفٹننٹ گورنر بہادر

جب ان تینون نے جواب دیا ہو تو اُسکا مرافعہ (اپیل) گورنمنٹ مین کرون مجھے تو دربار و خلعت کے لالے پڑے ہین تم پنشن کی فکر ہے یہان کے حاکم نے میرا نام فردین نہین لکھا مین نے اسکا اپیل نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کے یہان کیا ہے مصرعہ دیکھیے کیا جواب آتا ہے ؛ بہرحال جو کچھ ہوگا تمکو لکھا جائیگا اجی وہ یوسف ہند نہ سہی یوسف دہر سہی یوسف عصر سہی یوسف کشور سہی اُنکی زلیخا نے ستم برپا کر رکھا ہے مجھے تو خبر نہین کہین حضرت کہہ گئے ہین کہ مین ساڑھے سات روپیہ مہینہ بھیجے جاؤنگا اب اُن کا تقاضا ہے رحیم بخش روز آتا ہے اور کہتا ہے کہ پھوپھا جان کو لکھو کہ پھوپھی جان بھوکی مرتی ہین خرچ جلد بھیجو ورنہ نالش کیجائے گی اور تمکو گواہ قرار دیا جائے گا۔ بہرحال میرن صاحب کو یہ عبارت پڑھوا دینا میر سرفراز حسین کو دعا میر نصیر الدین کو دعا حکیم میر اشرف علی کو دعا یوسف ہفت کشور کو دعا۔

۴۳ میر مہدی کے نام

سید صاحب اچھا ڈھکوسلا نکالا ہے بعد القاب کے شکوہ شروع کر دینا اور میرن صاحب کو اپنا ہمزبان کر لینا مین میر مہدی نہین کہ میرن صاحب پر مرتا ہون میر سرفراز حسین نہین کہ اُن کو پیار کرتا ہون علی کا غلام اور سادات کا معتقد ہون اُس مین تم بھی آ گئے کمال ہے کہ میرن صاحب سے محبت قدیم ہے دوستدار ہون عاشق زار نہین بندۂ مہر و وفا ہون گرفتار نہین تمہارے بھائی نے سخت شورش بلکہ نعل در آتش کر رکھا ہے ایک سلام اصلاح کے واسطے بھیجا اور لکھا کہ بعد محرم کے مین بھی آؤنگا مین نے سلام رہنے دیا اور منتظر رہا کہ ڈاک مین کیون بھیجون وہ آئین گے تو مین اُنکو دونگا محرم تمام ہوا آج سہ شنبہ غرۂ ماہ صفر ہے حضرت کا پتا نہین ظاہرا برسات نے آنے نہ دیا برسات کا نام آ گیا سو پہلے تو مجملاً سنو ایک غدر کالون کا ایک ہنگامہ گورون کا ایک فتنہ انہدام مکانات کا ایک آفت وبا کی ایک مصیبت کال کی اب یہ برسات جمیع حالات کی جامع ہے آج اکیسوان دن ہے آفتاب اس طرح نظر آجاتا ہے جس طرح بجلی چمک جاتی ہے رات کو کبھی کبھی

اگر تارے دکھائی دیتے ہین تو لوگ اُنکو جگنو سمجھ لیتے ہین اندھیری راتون مین چورون کی بن آتی ہے کوئی دن نہین کہ دو چار گھر کی چوری کا حال نہ سنا جائے مبالغہ نہ سمجھنا ہزارہا مکان گر گئے سیکڑون آدمی جا بجا دب کر مر گئے گلی گلی ندی بہ رہی ہے قصہ مختصر وہ اَنّ کال تھا کہ مینہ نہ برسا اناج نہ پیدا ہوا یہ پن کال ہے پانی ایسا برسا کہ بوئے ہوئے دانے بہ گئے جنہون نے ابھی نہین بویا تھا وہ بونے سے رہ گئے سن لیا دلّی کا حال اسکے سوا کوئی نئی بات نہین ہے جناب میرن صاحب کو دعا زیادہ کیا لکھون۔

۸۴ میر مہدی کے نام

میری جان تو کیا کہ رہا ہے بنیے سے سیانا سو دیوانہ صبر و تسلیم و توکل و رضا شیوہ صوفیہ کا ہے مجھسے زیادہ اُسکو کون سمجھیگا جو تم مجھکو سمجھاتے ہو کیا مین یہ جانتا ہون کہ ان لڑکون کی پرورش مین کرتا ہون استغفر اللہ لا مؤثر فی الوجود الا اللہ یا تم یہ سمجھے ہو کہ مین شیخ چلّی کی طرح سے یہ خیال باندھتا ہون کہ مرغی مول لونگا اور اُس کے انڈے بچے بیچ کر بکری خریدون گا اور پھر کیا کرون گا اور آخر کیا ہوگا بھائی یہ تو مین نے اپنا راز دل تم سے کہا تھا کہ آرزو یون تھی اب وہ نقش باطل ہوگیا ایک حسرت کا بیان تھا کہ خواہش کا دیکھا اس پنشن قدیم کا حال مین تو اس سے ہاتھ دھوئے بیٹھا ہون لیکن جب تک جواب نہ پاؤن کہین اور کیونکر چلا جاؤن حاکم اکبر کے آنے کی خبر گرم ہے دیکھیے کب آئے آئے تو مجھے بھی دربار مین بلائے یا نہ بلائے خلعت ملے یا نہ ملے اس بیچ مین ایک اور پیچ آپڑا ہے اُسکو دیکھ لون اور پھر صرف اسی کا انتظار نہین اس مرحلے کے طے ہونے کے بعد پنشن کے ملنے نہ ملنے کا تردد بدستور رہیگا سبک سیر کیونکر ہو جاؤن کہ سب امور ملتوی چھوڑ کر نکل جاؤن پنشن جاری ہونے پر بھی تو سوا رامپور کے کہین ٹھکانا نہین ہے وہان تو جاؤن اور ضرور جاؤن تین برس ثبات قدم اختیار کیا اب انجام کار مین اضطراب کی کیا وجہ سمجھے ہو رہو اور مجھکو کسی عالم مین سمجھو اور مضطر گمان نہ کرو ہر وقت مین جیسا مناسب ہوتا ہے ویسا

دل مین آتا ہے صاحب یہ میرن صاحب نے جو دو سطرین دستخط خاص سے لکھی ہین واللہ مین کچھہ نہین سمجھا کہ یہ کس مقدمہ کا ذکر ہے ۔

۸۵ منشی ہرگوپال تفتہ تخلص کے نام

شعر رکھیو غالب مجھے اس درد نوائی مین معاف ؎ آج کچھہ درد مرے دل مین سوا ہوتا ہے ؎ بندہ پرور تم کو پہلے یہ لکھا جاتا ہے کہ میرے دوست قدیم میر کرم حسین صاحب کی خدمت مین میرا سلام کہنا اور یہ کہنا ابتک جیتا ہون اور اس سے زیادہ میرا حال مجکو بھی معلوم نہین مرزا حاتم علی صاحب مہر کی جناب مین میرا سلام کہنا اور یہ میرا شعر میری زبان سے پڑہ دینا شعر شرط اسلام بود ورزش ایمان بالغیب ؎ اے تو غائب ز نظر مہر تو ایمان من است ؎ تمہارے پہلے خط کا جواب بھیج چکا تھا کہ اُسکے دو دن یا تین دن کے بعد دوسرا خط پہونچا سنو صاحب جس شخص کو جس شغل کا ذوق ہو اور وہ اُسمین بے تکلف عمر بسر کرے اس کا نام عیش ہے تمہاری توجہ مفرط بطرف شعر و سخن کے تمہاری شرافت نفس اور حسن طبع کی دلیل ہے اور بھائی یہ جو تمہاری سخن گستری ہے اسکی شہرت مین میری بھی تو نام آوری ہے میرا حال اس فن مین اب یہ ہے کہ شعر کہنے کی روش اور اگلے کہے ہوئے اشعار سب بھول گیا مگر ہان اپنے ہندی کلام مین سے ڈیڑہ شعر یعنی ایک مقطع اور ایک مصرعہ یاد رہگیا ہے سو گاہ گاہ جب دل الٹنے لگتا ہے تب دس پانچ بار یہ مقطع زبان پر آجاتا ہے شعر زندگی اپنی اسی ڈھب سے جو گذری غالب ہم بھی کیا یاد کرین گے کہ خدا رکھتے تھے ؎ پھر جب سخت گھبراتا ہون اور تنگ آتا ہون تو یہ مصرعہ پڑہ کر چپ ہو جاتا ہون مصرعہ اے مرگ ناگہان تجھے کیا انتظار ہے ؎ یہ کوئی نہ سمجھے کہ مین اپنی بے رونقی اور تباہی کے غم مین مرتا ہون جو دکھہ مجکو ہے اُسکا بیان تو معلوم مگر اُس بیان کی طرف اشارہ کرتا ہون انگریزی کی قوم مین سے جو ان روسیاہ کالون کے ہاتھہ سے قتل ہوئے اُس مین کوئی میرا امید گاہ تھا اور کوئی میرا شفیق تھا اور کوئی میرا دوست اور کوئی میرا یار اور کوئی میرا شاگرد ہندوستانیون مین کچھہ عزیز کچھہ دوست کچھہ شاگرد

کچھہ معشوق سو وہ سب کے سب خاک مین ملگئے ایک عزیز کا ماتم کتنا سخت ہوتا ہے جو اتنے عزیزون کا ماتم دار ہو اُسکو زیست کیونکر نہ دشوار ہو ہائے اتنے یار مرے کہ جواَب مین مرون گا تو میرا کوئی رونے والا بھی نہو گا انا للہ و انا الیہ راجعون۔

۸۶۔ مرزا حاتم علی مہر تخلص کی نام

نظم بہت سے ہے غم گیتی شراب کم کیا ہے ٭ غلام ساقی کوثر ہون مجکو غم کیا ہے ٭ سخن مین خامۂ غالب کی آتش افشانی ٭ یقین ہے ہمکو بھی لیکن اب اُسمین دم کیا ہے ٭ علاقۂ محبت ازلی کو برحق مان کر اور حقوق غلامی جناب مرتضی علی کو سچ جان کر ایک بات اور کہتا ہون کہ بینائی اگرچہ سب کو عزیز ہے مگر شنوائی بھی تو آخر ایک چیز ہے مانا کہ روشناسی اُس کے اختیار مین آئی ہے یہ بھی ویسی ہی آشنائی ہے کیا فرض ہے کہ جب تک دید و وادید نہو لے اپنے کو بیگانہ یکدگر سمجھین البتہ ہم تم دوست دیرینہ ہین اگر سمجھین سلام کے جواب مین خط بہت بڑا احسان ہے خدا کرے وہ خط جسمین مین نے آپ کو سلام لکھا تھا آپکی نظر سے گذر گیا ہوا حیاناً اگر نہ دیکھا ہو تو اب مرزا تفتہ سے لیکر پڑھ لیجیئے گا اور خط کے لکھنے کے احسان کو اُس خط کے پڑھ لینے سے دوبالا کیجیے گا ہائے سیہر جان جا کو بکیا جوان مارا گیا ہے سچ اُس کا یہ شیوہ تھا کہ اُردو کی فکر کو مانع آتا اور فارسی زبان مین شعر کہنے کی رغبت دلواتا بندہ یہ بھی اُنہین مین ہے کہ جن کا مین ماتمی ہون ہزار ہا دوست مر گئے کس کو یاد کرون اور کس سے فریاد کرون جیون تو کوئی غمخوار نہین اور مرون تو کوئی عزادار نہین غزلین آپکی دیکھین سبحان اللہ چشم بد دور اُردو کی راہ کے تو سالک ہو گویا اس زبان کے مالک ہو فارسی سے بھی یہ خوبی مین کم نہین مشق شرط ہے اگر کیے جاؤ گے لطف پاؤ گے میرا تو بقول طالب آملی اب یہ حال ہے بیت لب از گفتن چنان بستم کہ گوئی ٭ دہن بر چہرہ زخمی بود بہ شد ٭ جب آپ نے بغیر خط کے بھیجے مجکو لکھا ہو تو کیونکر مجکو اپنے خط کے جواب کی نہ تمنا ہو پہلے تو اپنا حال لکھیے کہ مین نے سنا تھا آپ کہین کے صدر امین ہین پھر آپ اکبرآباد مین کیون

خانہ نشین ہین اس ہنگامہ مین آپکی صحبت حکام سے کیسی رہی۔

۸۶-مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

راجہ بلوان سنگہ کا حال لکھنا ضرور ہے کہ کہان ہین اور وہ دو ہزار مہینا جو اُن کو سرکار انگریزی سے ملتا تھا اب بھی ملتا ہے یا نہین ہاے لکھنو کا حال کچھ کھلتا کہ اُس بہارستان پر کیا گذری اموال کیا ہوے اشخاص کہان گئے خاندان شجاع الدولہ کے زن و مرد کا انجام کیا ہوا قبلہ و کعبہ حضرت مجتہد العصر کی سرگذشت کیا ہے گمان کرتا ہون کہ بہ نسبت میرے تمکو کچھ زیادہ آگہی ہوگی امیدوار ہون کہ جو آپ پر معلوم ہے وہ مجھپر مجہول نہ رہے پتا مسکن مبارک کشمیری بازار سے زیادہ نہین معلوم ہوا اظہار اسی قدر کافی ہوگا ورنہ آپ زیادہ لکھتے مرزا تفتہ کو دعا کہیے گا اور اُنکے اس خط کے پہونچنے کی اطلاع دیجیے گا جسمین آپ کے خط کی اُنھون نے نوید لکھی تھی والسلام

۸۷-مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بندہ پرور آپکا مہربانی نامہ آیا آپکی مہر انگیز اور محبت آمیز باتون نے غم بیکسی بھلا دیا کہان دھیان لڑا ہے کہان سے دستنبو کی مناسبت کے واسطے یہ بیفا ڈھونڈھ نکالا ہے آفرین صد ہزار آفرین تیسرا مصرعہ اگر یون ہو تو فقیر کے نزدیک بہت مناسب ہے مصرعہ

نامہ خود سال خویش داد نشان

مرزا تفتہ کا خط ہاترس سے آیا اُنکے لڑکے بالے اچھے ہین آپ گھبرا ہی نہین وہ آئینی کے آئینی ہین اگر تمہین بغیر اُنکے آرام نہین تو اُنکو بغیر تمہارے چین کہان ۱۲ - صاحب بندہ اثنا عشری ہون ہر مطلب کے خاتمہ پر بارہ کا ہندسہ کرتا ہون خدا کرے میرا بھی خاتمہ اسی عقیدہ پر ہو ہم تم ایک آقا کے غلام ہین تم جو مجھسے محبت کروگے یا میری غمگساری مین محنت کروگے کیا تمکو غیر جانون جو تمہارا احسان مانون تم سراپا مہر و وفا ہو واللہ اسم بامسمی ہو ۱۲ مبالغہ اس کتاب کی تصحیح مین اسواسطے کرتا ہون کہ عبارت کا ڈھنگ نیا ہی صحیح کا درست ٹہرنا بڑی بات ہے اگر غلط ہو جاے تو پھر وہ عبارت نری خرافات ہی بارے بسبب التفات بھائی

منشی نبی بخش صاحب کی صحت الفاظ سے خاطر جمع ہے متوقع ہون کہ وہ تکلیف سہین اور ختم کتاب تک متوجہ رہین منشی شیونراین صاحب نے کاپی میرے دیکھنے کو بھیجی تھی سب طرح میرے پسند آئی چنانچہ انکو لکھہ بھیجا ہے اگر ہوسکے تو سیاہی ذرا اور بھی رنگت کی اچھی ہو ۱۲ - حضرت چار جلدین یہان کے حکام کو دونگا اور دو جلدین ولایت کو بھیجونگا اللہ اللہ کیا غفلت ہے اور کیا اعتماد ہے زندگی پر بہرحال یہ ہوس تھی اور شاید اب بھی ہو کہ ان چھہ جلدونکی کچھہ تزئین اور آرایش کیجاوے آپ اور بھائی صاحب اور انکا فرزند رشید منشی عبد اللطیف اور منشی شیونراین یہ چارون صاحب فراہم ہون اور باجلاس کونسل یہ امر تجویز کیا جاوے کہ کیا کیا جاوے سعر دو دو روپیہ کتاب سے زیادہ کا مقدور بھی نہین ہان یہ ممکن ہے کہ چار جلدین چھہ روپے مین اور دو جلدین چھہ روپے مین تیار ہون پھر سوچتا ہون کہ یارب آرایش کی گنجایش کہان ناچار چار کتابون کی جلد ڈیڑہ ڈیڑہ روپیہ کی اور دو کتابون کی جلدین تین تین روپے کی بنائی جاوے قصہ مختصر کچھہ کیا جاوے یا یہی کہدیا جاوے کہ تیری راے کونسل مین مقبول اور صرف جلدون کی تیاری منظور ہوئی بارہ روپے بھیج دیے ۱۲ مطالب اور مقاصد تمام ہوئے اور ہم تم بزبان قلم ہمدگر ہم کلام ہوئے -

۸۸ - مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بھائی صاحب از روے تحریر مرزا تفتہ آپکا چھہ کتابون کی تزئین کی طرف متوجہ ہونا معلوم ہوا پھر بھائی منشی نبی بخش صاحب نے دوبار لکھا کہ مین باجمال لکھتا ہون مفصل مرزا حاتم علی صاحب نے لکھا ہوگا یارب انکے دو خط آگئے مرزا صاحب نے اگر لکھا ہوتا تو انکا خط کیون نہ آتا آپنے حسن اعتقاد سے یون سمجھا کہ نہ لکھنا بمقتضاے یکدلی ہے جب اپنا کام سمجھہ لئے تو مجکو لکھنا کیا ضرور ہے مگر اسکو کیا کرون کہ جواب طلب باتون کا جواب نہین مطبع اخبار آفتاب عالمتاب مین یکم ستمبر ۱۸۵۸ء حال سے حکیم احسن اللہ خان کا نام لکھوا دینا اور دو نمبرون کا ایکبار بھجوا دینا اور آیندہ ہر ہفتہ اسکے ارسال کا طور ٹھہرا دینا

کیون صاحب یہ امر ایسا کیا دشوار تھا کہ آپ نے نہ کیا اور اگر دشوار تھا تو اس کی اطلاع دینی کیا دشوار تھی ابھی شکایت نہین کرتا پوچھتا ہون کہ آیا یہ امور مقتضی شکایت ہین یا نہین مرزا تفتہ کے ایک خط مین یہ قصہ لکھہ چکا ہون کیا اُنھون نے بھی وہ خط تمکو نہین پڑھایا ہرچند عقل دوڑائی کوئی درنگ کی وجہ خیال مین نہ آئی اب حصول مدعا سے قطع نظر مین یہ سوچ رہا ہون کہ دیکھون چھ مہینے بعد یہ بیس دن بعد اگر مرزا صاحب خط لکھتے ہین تو اس امر خاص کا جواب کیا لکھتے ہین مین بھی شاعر ہون اگر کوئی مضمون ہوتا تو میرے بھی خیال مین آجاتا کوئی عذر ایسا میرے ذہن مین نہین آتا کہ قابل سماعت کے ہو مین ہی تو دیکھون تم کیا لکھتے ہو ۱۲

۸۹ - مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام ۸

مرا بسادہ دلیہائے من توان بخشید ؛ خطا نمودہ ام و چشم آفرین دارم ؛ کل دوشنبہ کا دن ۲۰ ستمبر کی تھی صبح کو مین نے آپ کو شکایت نامہ لکھا اور بیرنگ ڈاک مین بھیج دیا دوپہر کو ڈاک کا ہرکارہ آیا تمہارا خط اور ایک مرزا تفتہ کا خط لایا معلوم ہوا کہ جس خط کا جواب مین آپ سے مانگتا ہون وہ نہین پہونچا کچھہ شکوہ سے شرمندگی اور کچھہ خط کے نہ پہونچنے سے حیرت ہوئی دوپہر ڈھلے مرزا تفتہ کے خط کا جواب لکھہ کر ٹکٹ کا لفافہ لینے لگا بکس مین سے وہ تمہارے نام کا خط نکل آیا اب مین سمجھا کہ خط لکھہ کر بھول گیا ہون اور ڈاک مین نہین بھیجا اپنے نسیان کو لعنت کی اور چپ ہو رہا متوقع ہون کہ میرا قصور معاف ہو لیعنی چاہئے عفو جرم کے آپکے کل کے خط کا جواب لکھتا ہون ۱۲ سبحان اللہ جلدون کی آرایش کی اُنہین کیا اچھی فکر کی ہے میرے دل مین بھی ایسی ہی ایسی باتین تھین یقین ہے کہ متاع شاہوار ہو جائینگی ابا رمہرہ اگر ہو جائیگا تو حرف خوب چمک جاینگے اس کا خیال اُن چار جلدون مین بھی رہے بارہ روپے کی ہنڈوی پہونچتی ہے روپیہ وصول کر کر مجکو اطلاع دیجیگا ورنہ مین مشوش رہونگا ۱۲ حضرت یہان دو خبرین مشہور ہین اُنکے باب مین آپ سے تصدیق چاہتا ہون

ایک تو یہ کہ لوگ کہتے ہین کہ آگرہ مین اشتہار جاری ہوگیا ہے اور ڈہنڈورا پیٹ گیا ہے کہ کمپنی کا ٹھیکہ ٹوٹ گیا اور بادشاہی عمل ہندوستان مین ہوگیا - دوسری خبر یہ ہے کہ جناب اڈمنسٹن صاحب بہادر گورنمنٹ کلکتہ کے چیف سکرتر اکبرآباد کے لفٹنٹ گورنر بہادر ہوگئے خبرین دونون اچھی ہین خدا کرے سچ ہون اور سچ ہونا انکا آپکے لکھنے پر منحصر ہے ۱۲ ہان صاحب ایک بات اور ہے اور وہ محل غور ہے مین نے حضرت ملکۂ معظمہ انگلستان کی مدح مین ایک قصیدہ ان دنون مین لکھا ہے تہنیت فتح ہند اور عملداری شاہی ساٹھ بیت ہے منظور یہ تھا کہ کتاب کے ساتھ قصیدہ اور ایک کاغذ مذہب پر لکھ کر بھیجون پھر یہ خیال مین آیا کہ دس سطر کے مسطر پر کتاب لکھی گئی ہے یعنی چھاپہ ہوئی ہے اگر یہ چھ صفحے یعنی تین ورق اور چھپ کر اس کتاب کے آغاز مین شامل جلد ہوجائین تو بات اچھی ہے آپ اور منشی نبی بخش صاحب اور مرزا تفتہ منشی شیونراین صاحب سے کہکر اس کا طور درست کرین اور پھر مجکو اطلاع دین تو مین مسودہ آپکے پاس بھیج دون جب کتاب سب چھپ چکے تو یہ چھپ جاے دو باتین ہین - ایک تو یہ کہ چھپے بعد کتاب کے اوپر لگایا جاے پہلے کتاب سے دوسرے یہ کہ اسکی سیاہ قلم کی لوح الگ ہو اور پہلے صفحہ پر جسطرح کتاب کا نام چھاپتے ہین اس طرح یہ بھی چھاپا جاے کہ (قصیدہ در مدح جناب ملکۂ انگلستان خلد اللہ ملکہا) میرا نام کچھ ضرور نہین کتاب کے پہلے صفحہ پر تو ہوگا ۱۲ ہنڈوی کی رسید اور اس مطلب خاص کا جواب باصواب یعنی نوید قبول جلد لکھیئے ۱۲

۹۰ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بھائی صاحب خدا تمکو دولت و اقبال روزافزون عطا کرے اور ہم تم ایک جگہہ رہا کرین خدا کرے قصیدے کے چھاپے کی منظوری اور ہنڈوی کی رسید آئے گویا صفر کے مہینے مین عید آئی ہنڈوی کا روپیہ جب چاہو تب منگواؤ اور کتابون کی لوحین اور جلدین موافق اپنی راے کے بنواؤ ۱۲ - اب آپ دو ورقہ کا ڈاک مین بھیجنا موقوف رکھین اور کتابون کی

درستی پر بہت مصروف رہ کہین قصیدے کے مسودے کا ورق مرزا تفتہ کے خط مین پہونچ گیا ہوگا آپ نے اور مرزا تفتہ نے اور بھائی منشی نبی بخش صاحب نے قصیدے کو دیکھا ہوگا۔ قصیدے کا شامل کتاب ہونا بہت ضرور ہے پر دیکھا چاہئے صاحب مطبع کو کیا منظور ہے اگر وہ کاغذ کی قیمت کا عذر کرین گے تو ہم پانچ سات روپے سے اور بھی اُنکا بھرنا بھرینگے ۱۲ جناب ادمنسٹن صاحب بہادر سے مین صورت آشنا نہین کبھی مین نے اُنکو دیکھا نہین خطون کی میرے اُنکے ملاقات ہے اور نامہ و پیام کی یون بات ہے کہ جب کوئی نواب گورنر جنرل بہادر دہلی آتے ہین تو میری طرف سے ایک قصیدہ بطریق نذر جاتا ہے یا بذریعہ جناب صاحب بہادر اجنٹ دہلی اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر آگرہ بھجواتا ہون اور صاحب سکرتر بہادر گورنمنٹ کا خط اُسکی رسید مین بسبیل ڈاک پاتا ہون جب جناب لارڈ کیننگ بہادر نے کرسی گورنری پر اجلاس فرمایا تو مین نے موافق دستور کے قصیدہ ڈاک مین بھجوایا ادمنسٹن صاحب بہادر چیف سکرتر کا جو مجھکو خط آیا تو اُنہون نے باوجود عدم سابقہ معرفت میر القاب بڑھایا قبل ازین خان صاحب بسیار مہربان دوستان میر القاب تھا اِس قدرشناس نے ازراہ قدرافزائی صاحب مشفق بسیار مہربان مخلصان لکھا اب فرمائیے اُن کو کیونکر اپنا محسن اور مربی نہ جانون کیا کافر ہون جو احسان نہ مانون ۱۲ برخوردار مرزا تفتہ کو دعا کہتا ہون بھائی اب مین اس کا منتظر رہتا ہون کہ تم اور مرزا صاحب مجھکو لکھو کہ لو صاحب دستنبو کا چھاپہ تمام کیا گیا اور قصیدہ چھاپ کر ابتدا مین لگا دیا گیا مادہ تاریخ مین کیا بُرائی ہے جو تمہارے جی مین یہ بات آئی ہے کہ مجھ سے بار بار پوچھتے ہو مادہ اچھا ہے قطعہ لکھ لو اور خاتمہ کتاب پر لگا دو ایک قطعہ مرزا صاحب کا ایک قطعہ تمہارا یہ دونون قطعے رہین اگر وہان کوئی اور صاحب شاعر ہون تو وہ بھی کہین اس عبارت سے یہ نہ سمجھنا کہ روے سخن ساری خدائی کی طرف ہے بلکہ خاص یہ اشارہ بھائی کی طرف ہے مولانا حقیر کو توجہ اس باب مین چاہیے اور اُنکا نام بھی اس کتاب مین چاہیے ۱۲ - اس خط کو لکھ کر بند کر چکا تھا کہ

ڈاک کا ہرکارہ میرے مشفق منشی شیونراین صاحب کا خط لایا بارے قصیدہ کا مسودہ پہونچ گیا اور منشی صاحب نے اُسکا چھاپنا قبول کیا یہ تشویش رفع ہوگئی آپ اُن سے میرا سلام کہیئے گا اور یہ کہیئے گا مصرعہ شکر را فتہا ے تو چند انکہ را فتہا ئے تو ٭ اور یہ اُنکو اطلاع دیجیئے گا کہ اخبار کا لفافہ ہرگز مجکو نہین پہونچا ورنہ کیا امکان تھا کہ مین اُسکی رسید نہ لکھتا ۱۲

مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بھائی صاحب آپکے خامۂ مشکبار کی صریرنے کتابون کی لوح طلائی کا آوازہ یہانتک پہونچایا بلکہ مجکو اُن کی لوحون کا ہر خط طلائی مانند شعاع آفتاب نظر آیا کیا پوچھنا ہے اور کیا کہنا ہے مجکو تو بموجب اس مصرعہ کے مصرعہ خاموشی از ثنا ے تو حد ثنا ے تست ٭ دل مین خوش ہوکر چپ رہنا ہی حضرت مدح کو ایک موقع ضرور ہے مجکو آپ کے حکم کا بجالانا منظور ہے اس نذر کے بھیجنے کے بعد جب کوئی اُنکا عنایت نامہ آئیگا تو بندہ درگاہ مدح گستری کا جوہر دکھائیگا اُس نظم مین آپ کا ذکر خیر بھی آجائیگا اب یہ تو فرمایئے کہ مدت انتظار کب انجام پائیگی اور کتابون کی روانگی کی خبر مجکو کب آئیگی آپ کی فرط توجہ کا سب طرح یقین ہے سیاہ قلم کی پانچون لوحین بھی اگر بن گئی ہون تو کچھ عجب نہین ہے جلدون کا بنانا البتہ چھاپے کے اختتام پر موقوف ہے معلوم تو ہوتا ہے کہ بھائی نبی بخش صاحب اور ہمارے شفیق منشی شیونراین صاحب کی ہمت اُسکے انجام ہونے پر مصروف ہے یارب اسی اکتوبر کے مہینے مین یہ کام انجام پاجائے اور چالیس جلدون کا پشتارہ میرے پاس آجائے ۱۲

مرزا تفتہ کو کیا دون اور کیا لکھون مگر دعا دون اور دعا لکھون صاحب اب تو حصیل نہ کرو کام مین تعجیل کرو مصرعہ اے زفرصت بیخبر در ہرچہ باشی زود باش ٭ خدا کرے نثر کی تحریر انجام پاگئی ہو اور قصیدہ کے چھاپنے کی نوبت آگئی ہو قصیدہ کا نثر کے پہلے لگانا از راہ کرم و اعزاز ہے ورنہ نثر مین اور صنعت اور نظم کا اور انداز ہے یہ اُسکا دیباچہ کیون ہو بلکہ صورت ان دونون کے اجماع کی یون ہو کہ سر رشتہ آمیزش توڑ دیا جائے اور قصیدے کے اور دستنبو کے بیچ مین

ایک ورق سادہ چھوڑ دیا جائے ۱۲ راے امید سنگھ کا کوئی خط اگر اندور سے آیا ہو تو مجھکو بھی آگہی دو چاہو تمہین ابتدا کرو اور ایک خط اُنکو لکھو اور اُسکا پروا اس بات پر رکھو کہ اب وہ کتابین تیار ہونے کو آئی ہین آپ کی خدمت مین کہان بھیجی جائین اور کیا پتا لکھا جائے یہ خط جواب طلب ہو جائیگا اور اُن کو جواب لکھنا پڑے گا۔

۱۰	۹۲ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام	

مرزا صاحب مین نے وہ انداز تحریر ایجاد کیا ہے کہ مراسلہ کو مکالمہ بنا دیا ہے ہزار کوس سے بزبان قلم باتین کیا کرو ہجر مین وصال کے مزے لیا کرو کیا تمنے مجھسے بات کرنے کی قسم کھائی ہے اتنا تو کہو کہ یہ کیا بات تمہارے جی مین آئی برسون ہو گئے کہ تمہارا خط نہین آیا نہ اپنی خیر و عافیت لکھی نہ کتابون کا بیورا بھیجا ہان مرزا تفتہ نے ہاترس سے یہ خبر دی ہے کہ پانچ ورق پانچ کتابون کے آغاز کے اُنکو دے آیا ہون اور اُنہون نے سیاہ قلم کی لوحون کی تیاری کی ہے یہ تو بہت دن ہوئے جو تمنے خبر دی ہے کہ دو کتابون کی طلائی لوح مرتب ہو گئی ہے پھر اب اُن دو کتابون کی جلدین بنجانے کی کیا خبر ہے اور ان پانچ کتابون کے تیار ہونے مین درنگ کسقدر ہے مہتمم مطبع کا خط پرسون آیا تھا وہ لکھتے ہین کہ تمہاری چالیس کتابین بعد مٹھائی یعنے سات جلدون کے اسی ہفتہ مین تمہارے پاس پہونچ جائینگی اب حضرت ارشاد کرین کہ یہ سات جلدین کب آئینگی ہرچند کاریگرون کے دیر لگانے سے تم بھی مجبور ہو مگر ایسا کچھ لکھو کہ آنکھون کی نگرانی اور دل کی پریشانی دور ہو خدا کرے اُن تینتیس جلدون کے ساتھ یا دو تین روز آگے پیچھے یہ سات جلدین آپ کی عنایتی بھی آئین تا خاص و عام جا بجا بھیجی جائین میرا کلام میرے پاس کبھی کچھ نہین رہا ضیاء الدین خان اور حسین مرزا جمع کر لیتے تھے جو مین نے کہا اُنہون نے لکھا لیا اُن دونون کے گھر لٹ گئے ہزارون روپیے کے کتاب خانے برباد ہوئے اب مین اپنے کلام کے دیکھنے کو ترستا ہون کئی دن ہوئے کہ ایک فقیر کہ وہ خوش آواز بھی ہے اور زمزمہ پرداز بھی ہے ایک غزل میری

کہین سے لکھوا لایا اُسنے وہ کاغذ جو مجکو دکہایا یقین سمجھنا کہ مجکو رونا آیا غزل تم کو بھیجتا ہون اور صلہ مین اسکے اس خط کا جواب چاہتا ہون **غزل** درد منت کش دوا نہ ہوا ✤ مین نہ اچھا ہوا بُرا نہ ہوا ✤ جمع کرتے ہو کیون رقیبون کو ✤ اک تماشا ہوا گلہ نہ ہوا ✤ رہزنی ہے کہ دلستانی ہے ✤ لیکے دل دلستان روانہ ہوا ✤ ہے خبر گرم اُن کے آنے کی ✤ آج ہی گھر مین بوریا نہ ہوا ✤ زخم گر دب گیا لہو نہ تھما ✤ کام گر رک گیا روا نہ ہوا ✤ کتنے شیرین ہین تیرے لب کہ رقیب ✤ گالیان کہاکے بے مزا نہ ہوا ✤ کیا وہ نمرود کی خدائی تھی ✤ بندگی مین مرا بھلا نہ ہوا ✤ جان دی دی ہوئی اُسیکی تھی ✤ حق تو یون ہے کہ حق ادا نہ ہوا ✤ کچھ تو پڑھیے کہ لوگ کہتے ہین ✤ آج غالب غزلسرا نہ ہوا ✤

۹۳ - مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بھائی صاحب مطبع مین سے سادہ کتابین یقین ہے کہ آج کل بھیجی جاوین اور پس و پیش سات جلدین آپکی بنوائی ہوئی بھی آئین بالفعل ایک اور عقدہ سر رشتہ خیال مین پڑا ہے یعنی ازروے اخبار مفید خلائق ذہن یون لڑا ہے کہ اس ہفتہ مین جناب اونسٹن صاحب بہادر آگرہ آئینگے اور مسند لفٹنٹ گورنری پر اجلاس فرمائینگے اس صورت مین اغلب ہے کہ ولیم میور صاحب بہادر انکی جگہ چیف سکرتر ہوجائینگے پھر دیکھیے کہ یہ محکمہ لفٹنٹ گورنری مین اپنا سکرتر کسکو بنائینگے میر منشی اس محکمہ کے تو وہی منشی غلام غوث خان رہینگے دیکھیے ہمارے منشی مولوی قمر الدین خان کہان رہینگے بہرحال آپ سے یہ استدعا ہے کہ پہلے کتابون کا حال لکھیے اور پھر جدا جدا جواب ہر سوال کا لکھیے جب تک اونسٹن صاحب بہادر چیف سکرتر تھے تو یہ خیال مین تھا کہ انکی نذر اور نواب گورنر جنرل بہادر کی نذر یعنی دو کتابین مع اپنے خط کے اُنکے پاس بھیجونگا اب حیران ہون کہ کیا کرون آیا انکی جگہ سکرتر کون ہوا اور یہ جو لفٹنٹ گورنر ہوگئے تو اُنھون نے سکرتر کسکو کیا میر منشی لفٹنٹ گورنر کا کون رہا اور گورنر جنرل کا میر منشی کون ہے جو آپکو معلوم ہو وہ اور جو نہ معلوم ہو وہ

دریافت کر کے لکھیے قمرالدین خان کا حال ضرور میر منشی غلام غوث خان کا حال پر ضرور بھائی میرے سر کی قسم اس خط کا جواب ضرور لکھنا اور مفصل لکھنا اور ایسا واضح لکھنا کہ مجھسا کند ذہن اچھی طرح اسکو سمجھے زیادہ کیا لکھون۔

۹۴ - مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بھائی جان کل جو جمعہ روز مبارک سعید تھا گویا میرے حق مین روز عید تھا چار گھڑی دن رہے نامہ فرحت فرجام اور چار گھڑی کے بعد وقت شام بہت سات جلدون کا پارسل پہونچا ۞ واہ کیا خوب برمحل پہونچا ۞ آدمی کو موافق اس کی تمنا کے آرزو بر آنی بہت محال ہے میری آرزو ایسی بر آئی کہ برتر از وہم و خیال ہے بتاؤ تو میرے تصور مین کبھی نہین گذرتا تھا مین تو صرف اسی قدر خیال کرتا تھا کہ جلدین بندھی ہوئی دو کی لوحین زرین اور پانچ کی لوحین سیاہ قلم کی ہون گی واللہ اگر تصور مین بھی گذرتا ہو کہ کتابین اس رقم کی ہونگی جب تک جہان ہے تم جہان مین رہو ائمہ اطہار علیہم السلام کی امان مین رہو میرا مقصود یہ تھا کہ ایک کتاب مثل اُن چار کے بنجائے نہ یہ کہ دو کتابون کا سا رنگ دکھاے اب مین حیران ہون کہ آیا شمار ایجیے اُن بارہ روپے مین برکت دی یا کچھ تمہارا روپیہ صرف ہوا دو پارسلون کا محصول دو رجسٹریون کا معمول تین کتابون کی لوحین طلائی یہ ساری بات اُس روپے مین کس طرح بن آئی اور کیونکر معلوم کرون کس سے پوچھون خدا کرے تم تکلف نہ کرو اور اس امر کے اظہار مین توقف نہ کرو حقانی آدمی کو بغیر حال معلوم ہوئے آرام نہین آتا جہان محبتین دینی اور روحانی ہون وہان تکلف کا م نہین آتا زیادہ اس سے کہ شکرگزار ہون اور شرمسار ہون کیا لکھون مصرعہ چارہ خاموشیست تا چیزے راکہ از تحسین گذشت۔

۹۵ - مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بندہ پرور آپ کا خط کل پہونچا آج جواب لکھتا ہون وا و دنیا کتنا شتابیا لکھتا ہون

مطالب مندرجہ کے جواب کا بھی وقت آتا ہے پہلے تمسے یہ پوچھا جاتا ہے کہ برابر کئی خطوں مین تمکو غم واندوہ کا شکوہ گزار پایا ہے پس اگر کسی بے درد پر دل آیا ہے تو شکایت کی کیا گنجایش ہے بلکہ یہ غم تو نصیب دوستان درخور افزایش ہے بقول غالب علیہ الرحمہ بیت کسی کو دے کے دل کوئی نواسنج فغان کیون ہو ٭ نہو جب دل ہی پہلو مین تو پھر منہ مین زبان کیون ہو ٭ ہے ہے حسن مطلع یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے ٭ مصرعہ ٭ ہوا تو دوست جسکا دشمن اسکا آسمان کیون ہو ٭ افسوس ہے کہ اس غزل کے اور اشعار یاد نہ آئے ۱۲ اور اگر خدانخواستہ باشد غم دنیا ہے تو بھائی ہمارے ہمدرد ہو ہم اس بوجھ کو مردانہ اٹھا رہے ہین تم بھی اٹھاؤ اگر مرد ہو بقول غالب مرحوم شعر دلا یہ درد والم بھی تو مغتنم ہے کہ آخر ٭ نہ گریہ سحری ہے نہ آہ نیم شبی ہے سحر ہوگی خیر ہوگی اس زمین مین وہ شعر یعنی شعر تمہارے واسطے دل سے مکان کوئی نہین بہتر ٭ جو آنکھون مین تمہین رکھون تو ڈرتا ہون نظر ہوگی ٭ کتنا خوب ہے اردو کا کیا اچھا اسلوب ہے قصیدے کا مشتاق ہون خدا کرے جلد چھپا پا جائے تو ہمارے دیکھنے مین بھی آئے کیا کہیے بھلا کیسے یہ زمین ایکبار یہان طرح ہوئی تھی - مگر بحر اور ہی تھی غالب اشعار کہون جو حال تو کہتے ہو مدعا کہیے ٭ تمہین کہو کہ جو تم یون کہو تو کیا کہیے ٭ رہے نہ جان تو قاتل کو خون بہا دیجے ٭ کٹے زبان تو خنجر کو مرحبا کہیے ٭ سفینہ جبکہ کنارے پہ آلگا غالب ٭ خدا سے کیا ستم و جور ناخدا کہیے ٭ اور وہ جو فعلاتن فعلاتن فعلن یہ بحر ہے اسمین ایک میرا قطعہ ہے کہ وہ مین نے کلکتہ مین کہا تھا تقریب یہ کہ مولوی کرم حسین صاحب ایک میرے دوست تھے انہون نے ایک مجلس مین چکنی ڈلی بہت پاکیزہ اور بے ریشہ اپنے کف دست پر رکھ کر مجھے کہا کہ اسکی کچھ تشبیہات نظم کیجیے مین نے وہان بیٹھے بیٹھے نو دس شعر کا قطعہ کہکر انکو دیا اور صلہ مین وہ ڈلی ان سے لی اب سوچ رہا ہون جو شعر یاد آتے جاتے ہین لکھتا جاتا ہون قطعہ ہے جو صاحب کے کف دست پہ یہ چکنی ڈلی ٭ زیب دیتا ہے اسے جسقدر اچھا کہیے ٭ خامہ انگشت بدندان کہ اسے کیا لکھیے ٭ ناطقہ سر بگریبان کہ اسے کیا کہیے ٭ اختر سوختہ قیس سے نسبت دیجے ٭

خال مشکین رخ دلکش لیلیٰ کہیئے ؛ حجر الاسود دیوار حرم کیجے فرض ؛ نافہ آہوے بیابان ختن کا کہیئے صومعہ مین اسے ٹھہرایئے گر مہر نماز ؛ میکدے مین اسے خشت خم صہبا کہیے ؛ مسی آلودہ سر انگشت حسینان لکھیے ؛ سر پستان پریزادے مانا کہیئے ؛ غرض کہ بیس بائیس پھبتیان ہین اشعار سب کب یاد آتے ہین اخیر کی بیت یہ ہے بیت اپنے حضرت کی کف دست کو دل کیجے فرض ؛ اور اس چکنی سپاری کو سویدا کہیئے ؛ تو حضرت آپکے خط کے جواب نے انجام پایا اب میرا درد دل سنو برخوردار منشی شیونراین نے میرے دو خطون کا جواب نہین لکھا اور وہ خطوط جواب طلب تھے تم انکو میری دعا کہیو اور کہیو کہ میان میرا کلام بند ہے اُس مطلب خاص کا جواب جلد لکھو یعنی اگر وہ کتاب بن چکی ہے تو جلد بھیجو اور اگر اس کے بھیجنے مین دیر ہی ہو تو یہ لکھ بھیجو کہ وہ سیاہ قلم کی لوح کی ہے یا طلائی ۱۲

۹۶ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

خدا کا شکر بجالاتا ہون کہ آپ کو اپنی طرف متوجہ پاتا ہون مرزا تفتہ کا خط جو آپ نے نقل کر کر بھیجدیا ہے مین نے منشی شیونراین کا بھیجا ہوا اصل خط دیکھ لیا ہے اگر تم مناسب جانو تو ایک بات میری مانو رقعات عالمگیری یا انشاء خلیفہ اپنے سامنے رکھ لیا کرو جو عبارت انمین سے پسند آیا کرے وہ خطا مین لکھ دیا کرو خط مفت مین تمام ہو جایا کریگا اور تمھارے خط کے آنے کا نام ہو جایا کریگا اگر کبھی کوئی قصیدہ کہا اُس کا دیکھنا مشاہدۂ اخبار پر موقوف رہا مصرعہ براتِ عاشقان بر شاخ آہو ؛ واقعی جو اخبار آگرہ سے دلی آتے ہین وہ میرے سامنے پڑھے جاتے ہین۔ صاحب ہوش مین آؤ اور مجکو بتاؤ کہ یہان جو پارسیون کی دو دوکانین ہین قرابے اور شامپین کے درجن دھرے ہوئے ہین یا ساہوکارون کے اور جوہریون کے گھر روپیے اور جواہر سے بھرے ہوئے ہین مین کہان وہ شراب پینے جاؤنگا اور وہ مال کیونکر اُٹھاؤنگا پس اب زیادہ باتین نہ بنایئے اور وہ قصیدہ مجکو بھجوایئے مین نے کتابین جابجا بسبیل پارسل ارسال کی ہین اگرچہ پہونچنے کی خبر پائی ہے مگر نوید قبول ابھی کہین سے نہین آئی ہے مشعر رات دن

گردش مین ہین سات آسمان ٭ ہو رہیگا کچھہ نہ کچھہ گھبرائین کیا ٭ دیکھنا بھائی اس غزل کا مطلع
کیا ہے غزل جور سے باز آئے پر باز آئین کیا ٭ کہتے ہین ہم تجکو مُنہ دکھلائین کیا ٭ موج خون
سر سے گذر ہی کیون نہ جائے ٭ آستانِ یار سے اُٹھ جائین کیا ٭ لاگ ہو تو اُسکو ہم سمجھین
لگاؤ ٭ جب نہ ہو کچھہ بھی تو دھوکا کھائین کیا ٭ پوچھتے ہین وہ کہ غالب کون ہے ٭ کوئی بتلاؤ کہ ہم
بتلائین کیا ٭ غزل ناتمام غزل ہے بسکہ ہر اک اُنکے اشارے مین نشان اور ٭ کرتے ہین محبت
تو گذرتا ہے گمان اور ٭ تم شہر مین ہو تو ہمین کیا غم جب اُٹھینگے ٭ لے آئینگے بازار سے جا کر
دل و جان اور ٭ لوگون کو ہے خورشید جہانتاب کا دھوکا ٭ ہر روز دکھاتا ہون مین اک داغ
نہان اور ٭ ابرو سے ہے کیا اُس نگۂ ناز کو پیوند ٭ ہے تیر مقرر مگر اسکی ہے کمان اور ٭ یارب وہ
نہ سمجھے ہین نہ سمجھین گے مری بات ٭ دے اور دل اُنکو جو نہ دے مجکو زبان اور ٭ ہر چند سبکدست
ہوے بت شکنی مین ٭ ہم ہین تو ابھی راہ مین ہے سنگ گران اور ٭ پاتے ہین نہ جب راہ تو
چڑھ جاتے ہین نالے ٭ رکتی ہے مری طبع تو ہوتی ہے روان اور ٭ مرتا ہون اس آواز پہ
ہر چند سر اُڑ جائے ٭ جلاد کو لیکن وہ کہے جائین کہ ہان اور ٭ ہین اور بھی دنیا مین سخنور
بہت اچھے ٭ کہتے ہین کہ غالب کا ہے انداز بیان اور ٭ دوشنبہ کا دن ۲۰ دسمبر کی صبح
کا وقت ہے انگیٹھی رکھی ہوئی ہے آگ تاپ رہا ہون اور خط لکھہ رہا ہون یہ اشعار یاد آگئے
تمکو لکھہ بھیجے والسلام۔

۹۷ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام ٦

بھائی صاحب تمہارا خط اور قصیدہ پہونچا اصل خط تمہارا لفافہ مین لپیٹ کر مرزا تفتہ
کو بھیج دیا تاکہ حال اُنکو مفصل معلوم ہو جائے بعد اس رپورٹ کے تمکو تہنیت دیتا ہون
پروردگار بتصدق ائمہ اطہار یہ پیش آمد اقبال تمکو مبارک کرے اور منصبہاے خطیر
اور مدارج عظیم کو پہونچاوے واقعی کہ تمنے بڑی جرأت کی فی الحقیقت اپنی جان پر کھیلے
کے بات پیدا کی نگار اپنی مردی و مردانگی سے دولت کا ہاتھہ آنا مع نیکنامی اس سے بہتر

کوئی بات نہین اب یقین ہے کہ خدمت منصفی ملے اور جلد ترقی کرو ایسا کہ سال آئیندہ تک چشم بد دور صدر الصدور ہوجاؤ انشاء اللہ ایک وہ زمانہ تھا کہ مغل نے تمہارا ذکر مجھسے کیا تھا اور وہ اشعار جو تمنے اُسکے حسن کے وصف مین لکھے تھے تمہارے ہاتھ کے لکھے ہوئے مجکو دکھائے تھے اب ایک یہ زمانہ ہے کہ طرفین سے نامہ و پیام آتے جاتے ہین انشاء اللہ تعالی وہ دن بہی آجائیگا کہ ہم تم باہم بیٹھین اور باتین کرین قلم بیکار ہوجائے زبان بر سر گفتار آئے ۱۲ - انشاء اللہ خان کا بھی قصیدہ مین نے دیکھا ہے تمنے بہت بڑہ کر لکھا ہے اور اچھا سمان باندھا ہے زبان پاکیزہ مضامین اچھوتے معانی نازک مطالب کا بیان دلنشین ہے زیادہ کیا لکھون -

۹۸ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

شعر خود شکوہ دلیل رفع آزار بس ست ٭ آید بزبان ہر آنچہ از دل برود ٭ بندہ پرور فقیر شکوہ سے برا نہین مانتا مگر شکوہ کے فن کو سوا میرے کوئی نہین جانتا شکوہ کی خوبی یہ ہے کہ راہ راست سے منہ نہ موڑے اور مدعا دوسرے کے واسطے جواب کی گنجایش نہ چھوڑے کیا مین یہ نہین کہہ سکتا کہ مجکو آپ کا فرخ آباد جانا معلوم ہوگیا تھا اسواسطے آپکو خط نہین لکھا تھا کیا مین یہ نہین کہہ سکتا کہ مین نے اس عرصہ مین کئی خط بھیجوائے اور وہ اُلٹے پھر آئے آپ شکوہ کاہے کو کرتے ہین اپنا گناہ میرے ذمہ دھرتے ہین نہ جاتے وقت لکھا کہ مین کہان جاتا ہون نہ وہان جا کر لکھا کہ مین کہان رہتا ہون کل آپ کا مہربانی نامہ آیا آج مین نے اُس کا جواب بھجوایا کہئے اپنے دعوی مین صادق ہون یا نہین بس دوستون کو زیادہ ستانا اچھا نہین مرزا تفتہ سے آپ فقط اُنکے خط نہ لکھنے کے سبب سرگران ہین مین یہ بھی نہین جانتا کہ ان دنون مین کہان ہین آج توکلت علی اللہ سکندرآباد خط بھیجتا ہون دیکھون کیا دیکھتا ہون -

۹۹ - مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

شعر شرط اسلام بود ورزش ایمان بالغیب ٭ اے تو غائب ز نظر مہر تو ایمان من ست

حلیہ مبارک نظر افروز ہوا جانتے ہو کہ مرزا یوسف علی خان عزیز نے جو کچھ تمسے کہا اُس کا منشا کیا ہے کبھی مین نے بزم احباب مین کہا ہوگا کہ مرزا حاتم علی کے دیکھنے کو جی چاہتا ہے سنتا ہون کہ وہ طرحدار آدمی ہین اور بھائی تمہاری طرحداری کا ذکر مین نے مغل جان سے سنا تھا جس زمانے مین کہ وہ نواب حامد علی خان کی نوکر تھی اور اُنین مجھہ مین بے تکلفانہ ربط تھا تو اکثر مغل سے پہرون اختلاط ہوا کرتے تھے اُسنے تمہارے شعر اپنی تعریف کے بھی مجکو دکہائے ہین بہرحال تمہارا حلیہ دیکھہ کر تمہارے کشیدہ قامت ہونے پر مجکو رشک نہ آیا کس واسطے میرا قد بھی درازی مین انگشت نما ہے تمہارے گندمی رنگ پر رشک نہ آیا کس واسطے کہ جب مین جیتا تھا تو میرا رنگ چنپئی تہا اور دیدہ ور لوگ اُسکی ستایش کیا کرتے تھے اب جو کبھی مجکو وہ اپنا رنگ یاد آتا ہے تو چھاتی پر سانپ سا پہر جاتا ہے ہان مجکو رشک آیا اور مین نے خون جگر کہایا تو اس کلمہ پر کہ (ڈاڑہی خوب گھٹی ہوئی ہے) وہ مزے یاد آگئے کیا کہون جی پر کیا گذری بقول شیخ علی حزین شعر تا دسترسم بود زدم چاک گریبان ❊ شرمندگی از خرقہ پشمینہ ندارم ❊ جب ڈاڑہی مونچھہ مین سفید بال آگئے تیسرے دن چیونٹی کے انڈے گالون پر نظر آنے لگے اس سے بڑہ کر یہ ہوا کہ آگے کے دو دانت ٹوٹ گئے ناچار مسی بھی چھوڑدی اور ڈاڑہی بھی مگر یہ اور کہئے کہ اس بھونڈے شہر مین ایک وردی ہے عام ملا حافظ - بساطی - نیچہ بند - دہوبی - سقہ - بھٹیارا - جولاہہ - کنجڑا منہ پر ڈاڑہی سر پر بال فقیر نے جسدن ڈاڑہی رکھی اُسی دن سر منڈایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کیا بک رہا ہون ۱۲ صاحب بندہ دستنبو جناب اشرف الامرا جارج فریدرک اونسٹن صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر غربی شمال کی نذر بھیجی تہی سو اُنکا فارسی خط محررہ دہم مارچ مشتمل بر تحسین و آفرین و اظہار خوشنودی بطریق ڈاک آگیا پہر مین نے تہنیت مین لفٹنٹ گورنری کے قصیدہ فارسی بھیجا اُسکی رسید مین نظم کی تعریف اور اپنی رضامندی پر متضمن خط فارسی بسبیل ڈاک مرقومہ چہاردہم آگیا پھر ایک قصیدہ فارسی مدح اور تہنیت مین جناب رابرٹ منٹگمری صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر

پنجاب کی خدمت مین بواسطۂ صاحب کمشنر بہادر دہلی بھیجا تھا کل اُنکا مہری خط بذریعہ صاحب کمشنر بہادر دہلی آ گیا پنشن کے باب مین ابھی کچھ حکم نہین اسباب توقع کے فراہم ہوتے جاتے ہین ویرا یادِ درستے آید اناج کھاتا ہی نہین ہون آدھ سیر گوشت دن کو اور پاؤ بھر شراب رات کو ملے جاتی ہے شعر ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے ٭ تمہین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے ٭ اگر ہم فقیر سچے ہین اور اس غزل کے طالب کا ذوق پکا ہے تو یہ غزل اس خط سے پہلے پہونچ گئی ہوگی رہا سلام وہ اب پہونچا دینگے ۔

۱۰۰۔ مرزا حاتم علی مہرؔ تخلص کے نام

جناب مرزا صاحب آپکا غم افزا نامہ پہونچا مین نے پڑھا یوسف علی خان عزیز کو پڑھوا دیا اُنھون نے جو میرے سامنے اُس مرحومہ کا اور آپکا معاملہ بیان کیا یعنی اُس کی اطاعت اور تمہاری اُس سے محبت سخت ملال ہوا اور رنج کمال ہوا سنو صاحب شعرا مین فردوسی اور فقرا مین حسن بصری اور عشاق مین مجنون یہ تین آدمی تین فن مین سر دفتر اور پیشوا ہین شاعر کا کمال یہ ہے کہ فردوسی ہو جاوے فقیر کی انتہا یہ ہے کہ حسن بصری سے ٹکر کھائے عاشق کی نمود یہ ہے کہ مجنون کی ہم طرحی نصیب ہوے لیلیٰ اُسکے سامنے مری تھی تمہاری محبوبہ تمہارے سامنے مری بلکہ تم اُس سے بڑھ کر ہوے کہ لیلیٰ اپنے گھر مین اور تمہاری معشوقہ تمہارے گھر مین مری بھئی مغل بچے بھی غضب ہوتے ہین جسپر مرتے ہین اُسکو مار رکھتے ہین مین بھی مغل بچہ ہون عمر بھر مین ایک بڑی ستم پیشہ ڈومنی کو مین نے بھی مار رکھا ہے خدا اُن دونون کو بخشے اور ہم تم دونون کو بھی کہ زخم مرگ دوست کھائے ہوئے ہین مغفرت کرے چالیس بیالیس برس کا یہ واقعہ ہے باآنکہ یہ کوچہ چھٹ گیا اِس فن سے مین بیگانہ محض ہو گیا لیکن اب بھی کبھی کبھی وہ ادائین یاد آتی ہین اُس کا مرنا زندگی بھر نہ بھولون گا جانتا ہون کہ تمہارے دل پر کیا گذرتی ہوگی صبر کرو اور اب ہنگامہ سازی عشق مجازی چھوڑو بیت سعدی اگر عاشقی کنی و جوانی ٭ عشق محمد بس ست و آل محمد ٭ اللہ بس ماسوے ہوس ۔

۱۰۱۔ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

مرزا صاحب ہمکو یہہ باتین پسند نہین پینسٹھ برس کی عمر ہے پچاس برس عالم رنگ و بو کی سیر کی ہے ابتداے شباب مین ایک مرشد کامل نے یہہ نصیحت کی ہی کہ ہمکو زہد و ورع منظور نہین ہم مانع فسق و فجور نہین پیو کہاو مزے اڑاو مگر یہہ یاد رہے کہ مصری کی مکہی بنو شہد کی نہ بنو میرا اس نصیحت پر عمل رہا ہے کسی کے مرنے کا وہ غم کرے جو آپ نہ مرے کیسی اشک فشانی کہان کی مرثیہ خوانی آزادی کا شکر بجا لاو غم نہ کہاو اور اگر ایسے ہی اپنی گرفتاری سے خوش ہو تو چنا جان نہ سہی منا جان سہی مین جب بہشت کا تصور کرتا ہون اور سوچتا ہون کہ اگر مغفرت ہوگئی ایک قصر ملا اور ایک حور ملی اقامت جاودانی ہے اور اسی ایک نیکبخت کے ساتہہ زندگانی ہے اس تصور سے جی گہبراتا ہے اور کلیجا منہ کو آتا ہے ہے ہے وہ حور اجیرن ہوجائیگی طبیعت کیون نہ گہبرائیگی وہی زمردین کاخ اور وہی طوبی کی ایک شاخ چشم بد دور وہی ایک حور بہائی ہوش مین آو کہین اور دل لگاو بیت زن نو کن اے دوست در ہر بہار کہ تقویم پارینہ ناید بکار ٭ مرزا مظہر کے اشعار کی تضمین کا مسدس دیکہا تہا سراپا پسند ذکر ہمہ جہت ناپسند اپنے نام کا خط مع اُن اشعار کے مرزا یوسف علی خان عزیز کے حوالہ کیا ۱۲ مکرمی محمد علیخان صاحب کی خدمت مین سلام عرض کرتا ہون پروردگار اُنکو سلامت رکہے ۱۲ مولوی عبد الوہاب صاحب کو میرا سلام دو دے کے مجہے فارسی عبارت مین خط لکہوایا مین منتظر رہا کہ آپ لکہنو جا کر وہ عبارت جناب قبلہ و کعبہ کو دکہائینگے اُنکے مزاج اقدس کی خیر و عافیت مجکو رقم فرمائین گے مین کیا جانون کہ حضرت میرے وطن مین جلوہ افروز ہین مصرعہ یار در خانہ و ما گرد جہان میگردیم اب مجہے اُنسے یہہ استدعا ہے کہ دستخط خاص سے مجکو خط لکہین اور لکہنو نہ جانے کا سبب اور جناب قبلہ و کعبہ کا حال جو کچہہ معلوم ہو وہ اس خط مین درج کرین۔

۱۰۲۔ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

صاحب میرے عہدہ وکالت مبارک ہو موکلون سے کام لیا کیجے پریون کو تسخیر

کیا کہیے مثنوی پہونچی جہوٹ بولنا ہیں اشعار نہین کیا خوب بول چال ہے انداز اچھا بیان اچھا روزمرہ صاف حبشیون کا استغاثہ کیا کہون کیا مزہ دے رہا ہے ۵ بگم صاحب پھوڑے مین پھنسایا۔ چھٹا بیگم نے بے حرمت کرایا ۞ اس مثنوی نے اگلی مثنویون کو تقویم پارینہ بنا دیا بیان بخشایش ہم گنہگارون تک کیون پہونچیگا مگر ہان اس راہ سے مصرعہ کہ مستحق کرامت گناہگارانند ۞ بخشش کا متوقع ہون مین ابھی تک یہہ بھی نہین سمجھا کہ وہ نسخہ نظم ہے یا نثر ہے اور مضمون اُسکا کیا ہے مرزا یوسف علی خان آٹھہ آٹھہ دس دس مہینے سے مع عیال و اطفال اسی شہر مین مقیم ہین ایک ہندو امیر کے گھر پر مکتب کا طور کر لیا ہے میرے مسکن کے پاس ایک مکان کرایہ کو لے لیا ہے اُسمین رہتے ہین اگر انکو خط بھیجو تو میرے مکان کا پتا لکھہ دینا اور یہہ بھی آپ کو معلوم رہے کہ میرے خط کے سرنامہ پر محلہ کا نام لکھنا ضرور نہین شہر کا نام اور میرا نام قصہ تمام ہان یار عزیز کے خط پر میرے مکان کے قریب کا پتا ضرور ہے دو روز سے شعاع مہر کو دیکھہ رہے ہین اکثر تمہارا ذکر خیر رہتا ہے وہ نواب ہر وقت یہین تشریف رکھتے ہین رات کو تو پہر چھہ گھڑی کی نشست روز رہتی ہے ابھی یہین سے اُٹھکر مکتب کو گئے ہین تمکو سلام کہتے ہین اور شعاع مہر کے مداح اور بیان بخشایش کے مشتاق ہین۔

مستقل شمارہ ۴۸	۱۰۳ - نواب انور الدولہ بہادر شفق کے نام	

شعر ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ۞ ثبت ست بر جریدۂ عالم دوام ما ۞ خداوند نعمت آج دوشنبہ ۶ - رمضان کی اور ۱۵ - فروری کی ہے اسوقت کہ بارہ پر تین بجے ہین عطوفت نامہ پہونچا ادہر پڑھا اُدہر جواب لکھا ڈاک کا وقت نرہا خط کو مضمون کر رکھتا ہون کل سہ شنبہ ۱۶ فروری کو ڈاک مین بھجوا دونگا سال گذشتہ مجہپر بہت سخت گذرا - ۱۲ - ۱۳ - مہینے صاحب فراش رہا اُٹھنا دشوار تہا چلنا پھرنا کیسا نہ تب نہ کہانسی نہ اسہال نہ فالج نہ لقوہ ان سب سے بدتر ایک صورت پر کدورت یعنی احتراق کا مرض مختصر یہہ کہ سر سے پانون تک بارہ پھوڑے ہر پھوڑا ایک زخم اور ہر زخم ایک غار ہر روز بے مبالغہ ۱۲ - ۱۳ پہاہے اور پاؤ بھر مرہم

درکار نو دس مہینے بے خور و خواب رہا ہون اور شب و روز بیتاب راتین یون گذری ہین کہ اگر کبھی آنکھ لگ گئی دو گھڑی غافل رہا ہون گا کہ ایک آدھ پھوڑے مین ٹیس اُٹھی جاگ اُٹھا تڑپا کیا پھر سو گیا پھر ہوشیار ہو گیا سال بہر مین تین حصے دن یون گذرے پھر تخفیف ہونے لگی دو تین مہینے مین لوٹ پوٹ کر اچھا ہو گیا سنئے سر سے روح قالب مین آئی اجل نے میری سخت جانی کی قسم کہائی اب اگرچہ تندرست ہون لیکن ناتوان اور سست ہون حواس کھو بیٹھا حافظہ کو رو بیٹھا اگر اُٹھتا ہون تو اتنی دیر مین اُٹھتا ہون کہ جتنی دیر مین ایک قد آدم دیوار اٹھے آپکی پرسش کے کیون نہ قربان جاؤن کہ جب تک میرا مرنا نہ سُنا میری خبر نہ لی میری مرگ کے مخبر کی تقریر اور مثلہ میری یہ تحریر آدھی سچ اور آدھی جھوٹ در صورت مرگ نیم مردہ اور حالت حیات نیم زندہ ہون شعر درکشاکش ضعفم نگسلد روان از تن ✠ اینکہ من نمی میرم ہم ز ناتوانیہاست ✠ اگر ان سطور کی نقل میرے مخدوم مولوی غلام غوث خان بہادر میر منشی لفٹنٹ گورنری غرب و شمال کے پاس بھیج دیجئے تو انکو خوش اور مجکو ممنون کیجئے گا-

۱۰۳- خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ کبھی آپ کو یہ بھی خیال آتا ہے کہ کوئی ہمارا دوست جو غالب کہلاتا ہے وہ کیا کھاتا پیتا ہے اور کیونکر جیتا ہے پنشن قدیم اکیس مہینے سے بند اور مین سادہ دل فتوح جدید کا آرزومند اُس پنشن کا احاطۂ پنجاب کے حکام پر مدار ہے سو اُنکا یہ شیوہ اور یہ شعار ہے کہ نہ روپے دیتے ہین نہ جواب نہ مہربانی کرتے ہین نہ عتاب خیر اُس سے قطع نظر کی اب سنئے ادہر کی ۱۸۵۶ء سے بموجب تحریر وزیر عطیۂ شاہی کا امیدوار ہون تقاضا کرتے ہوئے شرماؤن اگر گنہگار ہون گنہگار ٹہیرتا تو گولی یا پھانسی سے مرتا اس بات پر کہ مین بیگناہ ہون مقید اور مقتول نہونے سے آپ اپنا گواہ ہون پیشگاہ گورنمنٹ کلکتہ مین جب کوئی کاغذ بھجوایا ہے بقلم چیف سکرتر بہادر اُس کا جواب پایا ہے اب کی بار دو کتابین بھیجین ایک پیشکش گورنمنٹ اور ایک نذر شاہی ہے نہ اُسکے قبول کی اطلاع نہ اُسکے ارسال سے آگاہی ہے جناب سر ولیم میور صاحب بہادر نے بھی

عنایت نہ فرمائی انکی بہی کوئی تحریر مجکو نہ آئی یہ سب ایک طرف اب خبرین ہین مختلف کہتے ہین
کہ چیف سکرٹر بہادر لفٹنٹ گورنر ہوگئے یہ کوئی نہین کہتا کہ اُن کی جگہہ کون سے صاحب عالیشان
چیف سکرٹر ہوئے مشہور ہے کہ جناب ولیم میور صاحب بہادر صدر بورڈ مین تشریف لے گئے
یہ کوئی نہین بتاتا کہ لفٹنٹ گورنری کی سکرٹری کا کام کس کو دے گئے آپکا حال کوئی نہین کہتا
کہ آپ کہان ہین ہان از روے قیاس جانتا ہون کہ آپ اُسی منصب اور اُسی دفتر مین شادو
شادمان ہین جو آپ لفٹنٹی کے سکرٹر ہوئے ہونگے اُسنے علاقہ رہتا ہوگا میور صاحب بہادر
سے کاہے کو ملنا ہوتا ہوگا لفٹنٹ گورنری اور صدر بورڈ یہ دونون محکمے الہ آباد آگئے یا آئینگے
بہرحال آپ اب کیون آگرہ کو جائینگے نواب گورنر جنرل بہادر کی روانگی کی بہی خبر مین
اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ ۲۰ جنوری کو گئے کوئی کہتا ہے فروری مین کوچ فرمائینگے مین
تو اُدہر سے بہی ہاتھ دہو بیٹھا ہر طرح اپنی قسمت کو رو بیٹھا مگر یہ چاہتا ہون کہ حقیقت واقعی پر
کماحقہ اطلاع حاصل ہو تاکہ تسلی خاطر اور تسکین دل ہو اگر ان مطالب کا جواب نہ مجمل بلکہ
مفصل نہ دیر بلکہ جلد مرحمت کیجیےگا تو گویا مجکو مول لے لیجیےگا زیادہ اس سے کیا لکھون

۱۰۵-خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

پیر و مرشد یہ خط ہے یا کرامت ہے صفاے ضمیر و کشف صحیح کی علامت ہے
مدعا ضروری التحریر اور اندیشۂ نشان مسکن دامنگیر اگر یہ خط کل نہ آجاتا تو آج کیونکر لکہا جاتا سبحان اللہ
جسدن یہان مجکو وہ مطلب خطیر درپیش آیا ہے اُسی دن آپ نے وہان خط لکہنے
کو قلم اُٹھایا ہے آپ کو عارف کامل کیونکر نہ کہون اور کیا کہون ولی اگر نہ کہون مدعا بیان کرتا ہون
مگر یہ گمان کرتا ہون کہ یہ خط پہونچنے نہ پائیگا کہ وہ راز سر بستہ آپ پر کہل جائےگا - یعنی
یکشنبہ ۲۸ - نومبر کو دو خط اور دو پارسل ایک مین دستنبو کا ایک مجلد اور ایک مین تین مثنی
بسبیل ڈاک روانہ کرچکا ہون خطون کا چوتھے پانچوین دن اور پارسلون کا چھٹوین
ساتوین دن پہونچنا خیال کر رہا ہون پارسلون کے عنوان پر خطون کی معیت رقم کی ہے

اور خطون کے سرنامے پر پارسلون کے ارسال کی اطلاع دی ہے تین کتاب والی پارسل
اور ایک خط بر جناب چیف سکرٹر بہادر اول کا نام نامی ہے اور ایک کتاب والی پارسل
اور ایک خط بر جناب چیف سکرٹر بہادر دوم کا اسم سامی ہے آج پانچوان دن ہے خط دونون
اگر پہونچ گئے ہون تو کیا عجب ہے بلکہ سچ تو یون ہے کہ اگر نہ پہونچے ہون تو بڑا غضب
ہے اگلے عرائض کے نہ پہونچنے مین کچھ شک نہین جواب امر آخری دفتر مین اُس کا پتا
آج تک نہین یارب کارپردازان ڈاک ڈاک کو نہ پہنچائین اور میرے ان دونون اور پارسلون
کو باحتیاط پہونچائین صرف عنایت کی گنجایش تو آپ جب پاوینگے کہ وہ خط اور پارسل پہونچ
جائین گے ابھی تو آپ سے مجکو اُنکے نہ پہونچنے کا سوال ہے کسواسطے کہ جب تک آپ اطلاع
نہ دینگے اُنکے نہ پہونچنے کی بھی خبر مجھہ تک پہونچنی محال ہے بہرحال یہ نیازنامہ جسدن پہونچے
اُسکے دوسرے دن جواب لکھیے جیسا مین نے جلد لکھا ایسا ہی آپ بھی شتاب لکھیے آپکی عنایت نامہ
مین کوئی امر ایسا نہ تھا کہ جس کا جواب لکھا جائے یا اُس باب مین کچھہ اور عرض کیا جائے لوہارو کی
روانگی کا خط جب آئیگا لوہارو کو بھیج دیا جائیگا جناب منشی نواب جان صاحب اور جناب
منشی اظہار حسین صاحب مین اور آپ مین اگر بطاے تکلف ہو تو اُن دو صاحبون کی خدمت
مین میرا سلام نیاز پہونچانے مین نہ توقف ہو مصرعہ تم سلامت رہو قیامت تک ۱۲

	۱۰۶ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام	

قبلہ اس نامہ مختصر نے وہ کیا جو پارہ ابر کشت خشک سے کرے یعنی خط اور پارسل کا
پہونچ جانا ایسا نہین کہ اُسکی خبر پاکر بخت کی رسائی کا سپاس گزار نہون یہ تو حضرت کو لکھہ چکا ہون
کہ دوسرا پارسل اور خط سمّا اس پارسل اور اس خط کے ساتھ بھیجا گیا ہے اور ہرگونہ
توقع کا خیال اُسی پارسل پر ہے کسواسطے کہ اُس خط مین حاکم اعظم کے نام کی عرضی ملفوف
ہے جانتا ہون کہ بحکم ایک ڈاک ایک دونون پارسل اور دونون لفافے ایک دن پہونچے
ہونگے مگر دل نہین مانتا اور کہتا ہے کہ نہ مانونگا جب تک کہ حضرت اُس سررشتہ سے

معلوم کر کرنہ لکھینگے اب آپ جانیے اور یہ دل سودہ زدہ مین اسکی سپارش کرنے والا اور اُسکے مدعا کا گزارش کرنے والا کون ہان اتنی بات ہے کہ آپ لکھ سکتے ہین بلکہ یہہی آپ مجھپر جالی کر سکتے ہین کہ نذر ولایت کی ولایت کو روانہ ہوئی یا نہین میری جگر کاوی کی قدر دانی ہوئی یا نہین پیشگاہ حکام سے موافق دستور قدیم کے خلعت کا امیدوار ہون یا نہین اپنے حسن طبع کا شکر گزار ہون یا نہین اس خط کا جواب جتنا جلد عنایت کیجیے گا مجکو جلا دیجئے گا لوہارو کا خط ایک معتمد کے ہاتھ بھیج دیا گیا ١٢

١٠٧ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلۂ حاجات عطوفت نامہ کے آنے سے آپکا بہی شکر گزار ہوا اور اپنے بخت اور قسمت کو بھی آفرین کہی اور ڈاک کے کارپردازون کا بہی احسان مانا بارے دونون پارسل اور دونون لفافے پہونچ گئے شعر تا نہال دوستی کے بر دہد + حالیا رفتیم و تخمے کاشتیم + یہ کتاب جو مرسل الیہ کے مطالعہ مین ہے بہ نسبت اُس دوسری کتاب کے قسمت کی اچھی ہے یعنی خود ملاحظہ فرما رہے ہین اور اگر کہین کچھہ پوچھنا ہوگا تو یقین ہے کہ آپ سے پوچھینگے دوسری کتاب دیکھیے مجکو کیا دکھائے جنکو اُسکے دیکھنے کا حکم ہوا ہے وہ اہل علم و فضل ہین سے ہین لیکن یہ طرز تحریر یہ مین نہین کہتا کہ نادر ہے مگر بیگانہ دنا آشنا ہے خدا کرے وہ جیو اُسکے سرپا مور ہین ان اوراق کو بمشورات آپکے دیکھا کرین اور کہین کہین آپ سے پوچھہ لیا کرین کیونکر لکھون نہین لکھہ سکتا تم سب کچھہ جانتے ہو جہان گنجایش پاؤگے جیسا مناسب جانوگے جو کر سکوگے وہ کروگے لوہارو کو خط بکمال احتیاط روانہ ہو گیا خاطر اقدس جمع رہے جواب طلب زیادہ حد ادب ١٢-

١٠ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

جناب عالی آج دوشنبہ ٣ جنوری ١٨٥٩ء کی ہے پہر دن چڑھا ہوگا ابر گھر رہا ہے ترشح ہو رہا ہے ہوا سرد چل رہی ہے پینے کو کچھہ میسر نہین ناچار روٹی کہائی ہے بیت افتہا پراز ابر بہمن مہی + سفالینہ جام من از مے تہی + غمزدہ دردمند بیٹھا تھا کہ ڈاک کا ہرکارہ تمہارا خط

لایا سرنامہ کو دیکھ کر اِس راہ سے کہ دستخط خاص کا لکھا ہوا ہے بہت خوش ہوا خط کو پڑھکر اس رو سے کہ حصول مدعا کے ذکر کے حاوی نہ تھا افسردگی حاصل ہوئی **شعر** ما خانہ رُبیدگان ظلیم + پیغام خوش از دیار ما نیست + اسی افسردگی مین جی چاہا کہ حضرت سے باتین کرون باآنکہ خط جواب طلب نہ تھا جواب لکھنے لگا پہلے تو یہ سُنیئے کہ آپ کے دوست کو آپکا خط پہونچ گیا مگر وہ دو بار مجکو لکھ چکا ہے کہ مین جواب اس کا نشان مرقومہ لفافہ کے مطابق ڈاک مین بھیج چکا ہون جواب الجواب کا منتظر ہون ۱۲ آپ جانتے ہین کہ کمال یاس مقتضی استغنا ہے بس اب اس سے زیادہ یاس کیا ہوگی کہ باُمید مرگ جیتا ہون اس راہ سے کچھہ مستغنی ہوتا چلا ہون دو ڈھائی برس کی زندگی اور ہے ہرطرح گذر جائے گی جانتا ہون کہ تم کو ہنسی آئیگی کہ یہ کیا بکتا ہے مرنے کا زمانہ کون بتا سکتا ہے چاہیئے الہام سمجھیے چاہیئے اوہام سمجھیے بیس تیس برس سے یہ قطعہ لکھا رکھا ہے **قطعہ** من کہ باشم کہ جاودان باشم + چون نظیری نماند و طالب مرد + ور بگویند در کدامین سال + مرد غالب بگو کہ غالب مرد + اب بارہ سو چھہتر ہین اور غالب مرد کے بارہ سو ستتر ہین اس عرصہ مین جو کچھہ مسرت پہونچنی ہو پہونچ لے ورنہ پھر ہم کہان ۱۲

۱۰۹ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلۂ حاجات قطعہ مین جو حضرت نے الہام درج کیا ہے وہ تو ایک لطیفہ بسبیل دعا ہے مگر ہان یہ کشف یقینی ہے اور مخدوم کی روشندلی اور دور بینی ہے کہ جو سوالات میرے ۲۰ جنوری کو کئے اُنکے جواب تئیسوین ۲۳ کو لکھ کر بھیج دیے کیونکر نہ کہون کہ روشنضمیر ہو اگرچہ جوان ہو مگر میرے پیر ہو خلاصۂ تقریر یہ کہ تیسوین کو آخر روز مین نے خط ڈاک مین بھجوایا اور اکتیسوین کو ڈاک کا ہرکارہ پہر دن چڑھے تمہارا خط لایا سوالات مین ایک سوال کا جواب باقی رہا ہے یعنی جناب اڈمنسٹن صاحب بہادر کی جگہہ چیف سکرٹر گورنمنٹ کلکتہ کون ہوا یہ دل مین پیچ و تاب باقی رہا کتاب کے باب مین جو کچھہ لکھا ہے واقعی کہ یہ درست اور

اور بجا ہے جو کچھ واقع ہوا اُسکو مفید مطلب فرض کرون لیکن اگر اجازت پاؤن تو اسی باب
مین یہ عرض کرون کہ پیشگاہ گورنمنٹ مین بتوسط چیف سکرٹر بہادر سابق اور لفٹنٹ گورنر بہادر
حال دو مجلد پیش کی ہین ایک نذر گورنمنٹ اور دوسری کے واسطے یہ سوال کہ میری عزت
بڑھائی جاوے اور یہ مجلد حضور حضرت شاہنشاہی مین بھجوائی جاوے اچھا نذر گورنمنٹ مین
تو مولوی اظہار حسین صاحب کا وہ اظہار ہے نذر سلطانی کے ارسال و عدم ارسال مین
کیا دار و مدار ہے دو نسخے جو اُن دونون صاحبون کے پیشکش مقرر ہوئے اُن مین سے
ایک صدر بورڈ کے حاکم اور لفٹنٹ گورنر ہوئے رد و قبول و نفرین و آفرین کچھ بھی نہین قیاسًا
جو چاہون سو کرون یقین کچھ بھی نہین ۱۷ - دسمبر ۱۸۵۶ع کا لکھا ہوا حکم وزیر اعظم کا ولایت
کی ڈاک مین مجھکو آیا ہے کہ اُس قصیدہ کے صلہ و جائزہ کے واسطے کہ جو بتوسط لارڈ ان
برا سائل نے بھجوایا ہے خطاب و خلعت و پنشن کی تجویز ضرور ہے جو حکم صادر ہوگا سائل
کو بتوسط گورنمنٹ اُسکی اطلاع دینی ضرور ہے یہ حکم مورخہ ۱۷ - دسمبر ۱۸۵۶ع آخر جنوری ۱۸۵۷ع
مین مین نے پایا فروری مارچ اپریل مئی خوشی اور توقع مین گذرے مئی ۱۸۵۷ع مین فلک نے
یہ فتنہ اُٹھایا اب اس کتاب اور دوسرے قصیدے کی جابجا نذر کرنے کا یہ سبب ہے
کہ سائل مجکو ولایت کو یاد دہی کرتا اور گورنمنٹ سے تحسین طالب ہے جب یہان سے نوید
تحسین نہین تو ولایت کو نذر کے ارسال کا بھی یقین نہین تحسین و آفرین سے گزرا نذر کے
ولایت جانے کا یقین کیونکر حاصل ہو جہان یہ تفرقہ اور بے اتفاقی اور یہ دشواری اور یہ مشکل
ہو جی مین آتا ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر اور حاکم صدر بورڈ
کو ایک ایک عریضہ جدا جدا لکھون پھر یہ سوچتا ہون کہ انگریزی لکھواؤن یا فارسی لکھون اور
دونون صورت مین کیا لکھون کل کا بھیجا ہوا خط اور یہ آج کا خط بیقین تو ہے کہ دونون
ساتھ ایک وقت مین پہنچین وہ تو جواب طلب نہین اس کا جواب لکھیے اور بہت
شتاب لکھیے ۱۲

۱۱۰- خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

جناب عالی ایک شعر اوستاد کا مدت سے بتحویل حافظہ چلا آتا ہے شعر ظالم تو میری سادہ دلی پر تو رحم کر ۞ روٹھا تھا تجھسے آپ ہی اور آپ من گیا ۞ مین نے ازراہ تصرف اِس شعر کی صورت بدل ڈالی شعر اِن دل فریبیون سے نہ کیون اُس پہ پیار آئے ۞ روٹھا جو بیگناہ تو بے عذر من گیا ۞ تم اخوان الصفا مین سے ہو تمھاری آزردگی اور ان کی مہربانی سے خوشتر ہے ہان حضرت کیئے ممتاز علیخان کی سعی بھی مشکور ہوگی وہ مجموعہ اُردو چھپا یا چھُپا ہی رہیگا احباب اسکے طالب ہین بلکہ بعض نے طلب کو بیحد تقاضا ہو پہنچا دیا ہے میرا حال سنیئے لارڈ کیننگ صاحب نے بعد فتح دہلی میرا قصیدہ مجکو واپس بھیج دیا صاحب سکرٹر نے مجھسے کہا کہ تم ایام غدر مین بادشاہ باغی کے مصاحب رہے اب گورنمنٹ کو تمسے راہ و رسم آمیزش منظور نہین ناچار چپ ہو رہا بے حیا ہون لارڈ الیجن صاحب بہادر کے وقت مین بہر سوافق معمول قصیدہ شملہ کے مقامات پر بھیج دیا خلاف تصور عجیب دستور قدیم چیف سکرٹر بہادر کا خط آگیا وہی افشانی کاغذ وہی القاب وہی تحسین کلام وہی اظہار خوشنودی اب جو یہ امیر کبیر ولیسرائے قلمرو ہند ہوئے مین خدمت دیرینہ بجالایا ۱۳- فروری سنہ ۱۸۶۴ع حال کو قصیدہ مع عرضداشت ارسال کیا آج تک کہ ۷- مارچ کی ہے جواب نہین پایا باوجود سوابق معرفت رسم قدیم کا عمل مین نہ آنا خاطر آشوب کیون نہو مصرعہ - بسمل ہنوز بہ بینم چہ میشود ۞

۱۱۱- خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

پیر و مرشد کوئی صاحب ڈپٹی کلکٹر اِن کلکتہ مین مولوی عبد الغفور خان اُن کا نام اور نساخ اُنکا تخلص ہے میری اُنکی ملاقات نہین اُنھون نے اپنا دیوان چھاپے کا موسوم بہ دفتر بیمثال مجکو بھیجا اُسکی رسید مین یہ خط مین نے اُن کو لکھا چونکہ یہ خط مجموعہ نثر اُردو کے لائق ہے آپکے پاس ارسال کرتا ہون اور ہان حضرت وہ مجموعہ چھپیگا بالفتح یا چھپیگا بالضم چھپ چکا ہو تو حق التصنیف کی جلدین جلد بھیجئے منشی ممتاز علیخان صاحب کی ہمت اقتضا کرے

فقیر کو بھیجیے والسلام —

۱۱۲ - مولوی عبد الغفور خان نسّاخ کے نام | ۶

جناب مولوی صاحب قبلہ یہ درویش گوشہ نشین جو موسوم باسد اللہ اور متخلص بہ غالب ہے کہ بیست سال کا شاکر اور آئندہ افزائش عنایت کا طالب ہے دفتر بیمثال کو عطیۂ کبریٰ اور موہبت عظمیٰ سمجھ کر یاد آوری کا احسان مانا پہلے اس قدر افزائی کا شکر ادا کرتا ہون کہ حضرت نے اس ہیچمیرز ہیچمدان کو قابل خطاب و لائق عطا سمجھا کتاب جانا ہین دروغ گو نہین خوشامد میری خو نہین دیوان فیض عنوان اسم بامسمیٰ ہے دفتر بیمثال اس کا نام بجا ہے الفاظ متین معانی بلند مضمون عمدہ بندش دلپسند ہم فقیر لوگ اعلان کلمۃ الحق مین بیباک و گستاخ ہین شیخ امام بخش طرز جدید کے موجد اور پرانی ناہموار روشون کے ناسخ تھے آپ اُنسے بڑھ کر بصیغہ مبالغہ نسّاخ ہین تم دانائے رموز اُردو زبان ہو سرمایۂ نازش قلمرو ہندوستان ہو خاکسار نے ابتدائے سن تمیز مین اُردو زبان مین سخن سرائی کی ہے پھر اوسط عمر مین بادشاہ دہلی کا نوکر ہو کر چند روز اسی روش پر خامہ فرسائی کی ہے نظم و نثر فارسی کا عاشق اور مائل ہون ہندوستان مین رہتا ہون مگر تیغ اصفہانی کا گھائل ہون جہانتک زور چل سکا فارسی زبان مین بہت کچھ بکا اب نہ فارسی کی فکر نہ اُردو کا ذکر نہ دنیا مین توقع نہ عقبیٰ کی امید ہین ہون اور اندوہ ناکامی جاوید جیسا کہ خود ایک قصیدہ لغت کی تشبیب مین کہتا ہون شعر

چشم کشودہ اند بکردار باصرہ ام ✤ ز آئینہ نا امیدم و از رفتہ شرمسار ✤

ایک کم ستر دنیا مین رہا اب اور کہان تک رہون گا ایک اُردو کا دیوان ہزار بارہ سو بیت کا ایک فارسی کا دیوان دس ہزار کئی سو بیت کا تین رسالہ نثر کے یہ پانچ نسخے مرتب ہو گئے اب اور کیا کہون گا مدح کا صلہ نہ ملا غزل کی داد نہ پائی ہرزہ گوئی مین ساری عمر گنوائی بقول طالب آملی علیہ الرحمۃ

شعر — لب از گفتن چنان بستم کہ گوئی ✤ دہن بر چہرہ زخمی بود بہ شد ✤

تو یون ہے کہ قوت ناطقہ پر وہ تصرف اور قلم مین وہ زور نہ رہا طبیعت مین وہ مزہ نہ رہا وہ

سنہا پچاس پچپن برس کی مشق کا ملکہ کچھ باقی رہگیا ہے اس سبب سے فن کلام مین گفتگو کر لیتا ہون حواس کا بھی بقیہ اسقدر ہے کہ معرض گفتار مین مطابق سوال جواب دیتا ہون روز و شب یہ فکر رہتی ہے کہ دیکھیے وہان کیا پیش آتا ہے اور یہ بال بال گنہگار بندہ کیونکر بخشا جاتا ہے حضرت سے یہ التماس ہے کہ آپ جو اہداکے بادی اور مجکو ارسال نامہ کی سبیل کے بادی ہوئے ہین جب تک مین جیتا رہون نامہ و پیام سے شاد اور بعد میرے مرنے کے دعاے مغفرت سے یاد فرماتے رہیئےگا والسلام بالوف الاحترام

۱ | ۱۱۳ ـ ظہیر الدین کی طرف سے اُنکے چچا کے نام | ط

جناب فیض مآب چچا صاحب قبلہ و کعبہ دو جہان کے حضور مین کورنش و تسلیم پہونچاتا ہون اور سو ہزار زبان سے اس توپ کے مرحمت فرمانے کا شکر بجا لاتا ہون سبحان اللہ کیا توپ ہے جسکی آواز سے رعد کا دم بند اور رنجک کے رشک سے بجلی کو پیچ گولہ اسکا خدا کا قہر ہو دہوان اسکا دریاے آتش کی لہر استغفر اللہ کیا باتین کرتا ہون جھوٹ سے دفتر بھرتا ہون کیسی رنجک کیسا دھوان کیسا گولہ کیسا چھرہ کیسا گراب یہ وہ توپ ہے کہ بغیر ان عوارض کے صرف اسکی آواز سے رستم کا زہرہ آب ہو جائے بارود ہو تو رنجک اُڑے آگ دکھائین تو دہوان ہو گولہ چھرہ کچھ اُسمین بھرین تو ظاہر مین کہین نشان ہو صرف آواز پر مدار ہے نئی ترکیب اور نیا کاروبار ہے ایک آواز اور اُسمین یہ اعجاز کہ دوست کو فتح کے شکست کی صدا سنائے دشمن سنے تو ہیبت سے اُسکا کلیجا پھٹ جائے آواز کا صدمہ اگرچہ صداے صور سے دونا ہے مگر ہمین یہی کہتے بن آتی ہے کہ صور کا نمونہ ہے کیا خدا کی قدرت ہے دیکھو تو یہ کیسی ندرت ہے توپ کا گولہ توپ ہی مین رہ جائے اور جو قلعہ اوپر آئے وہ ڈھے جائے دانا آدمی زنجیری گولہ اسکو کہتا ہے کہ توپ مین سے نکل کر پھر وہین اُلجھ رہتا ہے اچھے میرے چچا صاحب یہ توپ کس نے بنائی ہے اور تمہارے ہاتھ کہان سے آئی ہے جو دیکھتا ہے وہ حیران ہوتا ہے اب شہر مین ہر جگہ اسی کا بیان ہوتا ہے حق تعالے شانہ آپکو ہمارے سر پر سلامت رکھے اور ہمیشہ بدولت و اقبال و عز و کرامت رکھے ۔

۱۱۴- خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

بندہ پرور اگر ایک بندہ قدیم کہ عمر بھر فرمان پذیر رہا ہو بڑھاپے میں ایک حکم بجا نہ لاوے تو مجرم نہیں ہو جاتا مجموعۂ نثر اُردو کا انطباع اگر میرے لکھے ہوئے دیباچہ پر موقوف ہے تو اُس مجموعہ کا چھپ جانا بالفتح میں نہیں چاہتا بلکہ چھپ جانا بالضم چاہتا ہوں سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں بیت رسم ست کہ مالکان تحریر ÷ آزاد کنند بندۂ پیر ÷ آپ بھی اسی گروہ یعنی مالکان تحریر میں سے ہیں پھر اس شعر پر عمل کیوں نہیں کرتے حضرت وہ شعر بیگانی زبان کا ۱۸۲۹ء میں ضیافت طبع احباب کے واسطے کلکتہ سے ارمغان لایا ہوں صحیح یوں ہے ع تم کیے تے رات میں آئینگے سوآئے نہیں ÷ قبلہ بندہ رات بھر اس غم سے کچھ کہائے نہیں ÷ والسلام بالوف الاحترام ۱۲

۱۱۵- خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ میرا ایک شعر ہے شعر خود پیش خود کفیل گرفتاری من ست ÷ ہر دم بہ پرسش دل مایوس میرسد ÷ یہ معاملہ میرا اور آپکا ہے خارج سے مسموع ہوا کہ میں نے جو اغلاط برہان قاطع کے نکال کر ایک نسخہ موسوم بہ قاطع برہان لکھا ہے اور ایک مجلد اُسکا آپکو بھی بھیج دیا ہے آپ اُسکی تردید میں کوئی رسالہ لکھ رہے ہیں اگرچہ باور نہیں آیا لیکن عجب آیا ایک مولوی نجف علی صاحب ہیں باوجود فضیلت علم عربی فارسی دانی میں اُنکا نظیر نہیں وہ جو ایک شخص مجہول الحال نے اہل دہلی میں سے میرے کلام کی تردید میں کتاب تصنیف کی ہے مسمی بہ محرق قاطع برہان اُنہوں نے اُسکی توہین اور اُسکی تفضیح میں دو جزکا ایک مختصر نسخہ لکھا ہے اور ایک طالب علم مسمی بہ عبدالکریم نے سعادت علی مولف محرق قاطع سے سوالات کیے ہیں اور ایک محضر اُسنے بفتواے علماے شہر مرتب کیا ہے ایک میرے دوست نے بصرف زر اُسکو چھپوایا ہے ایک نسخہ اُسکا آج اسی خط کے ساتھ بسبیل پارسل ارسال کیا ہے اِس شہر میں ایک میلہ ہوتا ہے پھول والوں کا میلہ کہلاتا ہے بھادوں کے مہینے میں ہوا کرتا ہے امراے شہر سے لیکر اہل حرفہ تک قطب صاحب

جاتے ہین ۲ و ۳ تین ہفتہ تک وہین رہتے ہین مسلمین و ہنود دونون فرقے شہر مین دکانین بند پڑی رہتی ہین بھائی ضیاء الدین خان اور شہاب الدین خان اور میرے دونون لڑکے سب قطب گئے ہوئے ہین اب دیوانخانے مین ایک مین ہون اور ایک داروغہ اور ایک بیمار خدمتگار بھائی صاحب جب وہان سے آئینگے تو مقرر آپ کو خط لکھینگے بڑے پہاڑ سے اُترے چھوٹے پہاڑ پر چڑھ گئے عدم تحریر کی وجہ یہ ہے۔

۱۱۶ - خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

مین سادہ دل آزردگی یار سے خوش ہون یعنی سبق شوق مکرر ہوا تھا پیر و مرشد خفا نہین ہوا کرتے یون سُنا مجھے باور نہ آیا یہانتک تو مین مورد عتاب نہین ہو سکتا جھگڑا استعجاب پر ہے محل استعجاب وہ ہے کہ آپکا دوست کہتا ہے کہ میر منشی نواب لفٹننٹ گورنر بہادر میرے شاگرد ہین اور وہ قاطع برہان کا جواب لکھ رہی ہین اولیا کا یہ حال ہے وائے برحال ہم اشقیا کی یہ حکایت ہے شکایت نہین ہے مین دنیاداری کے لباس مین فقیری کر رہا ہون لیکن فقیر آزادانہ شیاد کیّا دستر برس کی عمر ہے بے مبالغہ کہتا ہون ستر ہزار آدمی نظر سے گذرے ہونگے زمرۂ خواص مین سے عوام کا شمار نہین دو مخلص صادق الولاء دیکھے ایک مولوی سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ دوسرا منشی غلام غوث سلمہ اللہ العلی العظیم لیکن وہ مرحوم حسن صورت نہین رکھتا تھا اور خلوص اخلاص اُسکا خاص میرے ساتھ تھا اللہ اللہ دوسرا دوست خیر خواہ خلق حسن و جمال چشم بد دور کمال مہر و وفا صدق و صفا نور علیٰ نور مین آدمی نہین ہون آدم شناس ہون۔

شعر نگہم نقب ہمیزد بہ نہانخانۂ دل ❊ مژدہ باد اہل ریا را کہ ز میدان رفتم ❊ عنایت مہر و محبت حبس کے ملکی کا تمکو مالک سمجھا ہون وہ بہ نسبت اپنے اسقدر یقین کرتا ہون کہ پہلے آدمیون کو اپنے بعد اپنا ماتم دار سمجھا ہوا تھا ایک کو تو مین رو لیا اب اللہ آمین کا ایک دوست رہ گیا دعائین مانگتا ہون کہ خدا یا اُس کا داغ نہ مجھے دکھائیو اُسکے سامنے مرون میان تمہارا عاشق صادق ہون بھائی ابھی قطب سے نہین آئے دافع ہذیان کی دو جلد اور بھیج دونگا ۱۲

۱۱۷ - خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ مین نہین جانتا کہ ان روزون مین بقول ہنود ہی اختر شناسون کے کون سی کوئی گرہ آئی ہوئی ہے کہ ہر طرف سے رنج و زحمت کا ہجوم ہے مولوی صاحب سے میری ایک ملاقات ہوئی تھی جب وہ دلی آئے تھے اور میر خیراتی کے گھر مین اُترے تھے شرفا مین تعارف بنائے صحبت اور مودت ہے چہ جائے آن کہ معانقہ اور مکالمہ اور مشاعرہ واقع ہوا ہو روز ملاقات سے اُس دن تک کہ حضرت دکن روانہ ہون کوئی امر ایسا کہ باعث ناخوشی کا ہو درمیان نہین آیا اور میرے اس قول کے اس راہ سے کہ مولوی صاحب آپ کے ہمنشین و ہمدم تھے اور مجھ مین آپ مین پیوند ولائے روحانی متحقق ہے آپ بھی گواہ ہو سکتے ہین اگر خدانخواستہ مجھ مین اُنمین رنج پیدا ہوتا تو آپ بہت جلد اصلاح بین الذاتین کی طرف متوجہ ہوتے اب سنئے حال منشی حبیب اللہ کا مین نے اُنکو دیکھا ہو تو آنکھین پھوٹین تین چار برس ہوئے کہ ناگاہ ایک خط حیدر آباد سے آیا اُسمین دو غزلین خط کا مضمون یہ کہ مین مختار الملک کے دفتر مین نوکر ہون آپ کا تلمذ اختیار کرتا ہون اِن دونون غزلون کو اصلاح دیجئے اِس امر کے وہ بادی نہین بریلی اور لکھنؤ اور کلکتہ اور بمبئی اور سورت سے اکثر حضرات نظم و نثر فارسی و ہندی بھیجتے رہتے ہین مین خدمت بجالاتا ہون اور وہ صاحب میری حک و اصلاح کو مانتے ہین کلام کا حسن و قبح میری نظر مین رہتا ہے اور ہر ایک کا پایہ اور دستگاہ فن شعر مین معلوم ہو جاتا ہے عادات و عندیات عدم ملاقات ظاہری کے سبب مین کیا جانون آمدم بر سر مدعا منشی حبیب اللہ ذکا کے اشعار آتے رہے اور مین اصلاح دیکر بھیجتا رہا بعد وارد ہونے مولوی صاحب کے ایک غزل اُنکی آئی اور اُنھون نے یہ لکھا کہ مولوی غلام امام شہید اکبر آبادی کی غزل پر یہ غزل لکھ کر بھیجتا ہون مین نے حسب معمول غزل کو اصلاح دیکر بھیجا اور یہ لکھا کہ مولانا شہید اکبر آباد کے نہین لکھنؤ اور الہ آباد کے ہین اس کلمہ سے زیادہ کوئی بات مین نے نہین لکھی اسمین سے توہین کے معنی مستنبط ہون تو ہین اُنکا مستند سہی اب مین نہین جانتا کہ منشی صاحب نے مولوی صاحب سے کیا کہا اور

مولوی صاحب نے آپکو کیا لکھا ۱۲ -

۱۱۸ - خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ کل خط آیا آج جواب لکھتا ہون پہلے آپکا ایک فقرہ لکھ کر اتنا ہنسون کہ پیٹ مین بل پڑ جائین اور آنکھ سے آنسو نکل آئین فقرہ بڑھاپے مین کیا جانیے کہان کی حرارت مزاج مین آگئی ہے فقط کیون صاحب تمنے بڈھون مین اپنا نام لکھوایا تو مجکو لازم ہے کہ مین اپنے کو اموات مین گنون تمہاری عمر میرے نزدیک پچاس سے متجاوز نہو گی اگر تجاوز کیا ہوگا تو دو تین برس سے وہ تجاوز زیادہ نہو گا بھائی ضیاء الدین خان اور تم ہم عمر ہو وہ کچھ کم پچاس تم کچھ اوپر پچاس ابھی تم دونون صاحبون کو ایک سو بیس برس مین سے ستر برس یا کچھ کم ستر برس باقی ہین ۱۲ بنا بہ آب رسیدن لازمی اور بنا بہ آب رسانیدن متعدی باجماع جمہور اضداد مین سے ہے ہم بمعنی استحکام وہم بمعنی انہدام در صورت استحکام نیو کا گہرا کھودنا ملحوظ ہے اور در صورت انہدام لطمۂ امواج سیلاب مد نظر ہے آپکے لکھے ہوے دونون شعر مفید معنی خرابی ہین صائب مصرعہ بناے عمر ہیچ و مختصر بآب رسید ٭ یعنی ویران ہو گئی ڈھے گئی حالانکہ یقیناً وہ جاودانی تھی مصرعہ ہنوز تشنۂ خون است تیغ مژگانش ٭ باآنکہ تیغ مژہ نے دو زندہ جاوید کو مارا مگر ابتک تشنۂ خون ہے تشنہ بمعنی مشتاق اور خون بمعنی قتل اور بناے عمر بآب رسیدن استعارہ ہلاک شعر ہزار میکدہ را محتسب بآب رساند ٭ بناے صومعۂ شیخ ہمچنان برپاست ٭ بناے میکدہ غلط ہزار میکدہ صحیح ہے کلیم کے دیوان مین موجود یعنی محتسب نے ہزار میکدہ ڈھا دیے برباد کر دیے صومعۂ زرق و ریا ابتک معمور اور موجود ہے بمعنی استحکام نعمت خان عالی کہتا ہے شعر نیست محکم گر رسد بنیاد دنیا تا بآب چون حباب این خانہ بے بنیاد میدانیم ما ٭ صائب کہتا ہے شعر ہیچگونہ شمع تجلی ز رشک نگہ ازو ٭ رخ تو خانۂ آئینہ را بآب رساند ٭ بنون موقوف ۱۲ غالب کہتا ہے کہ اساتذہ کے کلام کے مشاہدہ مین اگر توغل رہے تو ہزارہا بات نئی معلوم ہوتی ہے مین نے سات شعر امیر خسرو کی غزل پر لکھ کر ایک مطرب کو دیے وہ مجلسون مین گانے لگا اکبر آباد و لکھنو تک مشہور ہوئے وہ غزل جس کا

مطلع یہ ہے مطلع از جیبم بجان نقاب تا کے ÷ این گنج درین خراب تا کے ÷ ایک صاحب آگرہ مین اور ایک صاحب لکھنؤ مین معترض ہوئے کہ گنج در خرابہ بایدنہ در خراب ہر چند کہا کہ خرابہ مزید علیہ اور اصل لغت خراب عربی الاصل بمعنی ویران و ویرانہ ہے جبکی ہندی اوجڑ معترض مصر رہا صائب کے دیوان مین سے یہ مطلع نکلا مطلع بہ فکر دل نہ فتادی ہیچ باب دریغ بگنج راہ نبردی درین خراب دریغ ÷

۱۱۹- نواب مصطفیٰ خان بہادر شیفتہ کے نام

جناب بھائی صاحب قبلہ یقین ہے کہ آپ مع الخیر اپنی دار الریاست مین پہونچ گئے ہون اور بجمعیت خاطر روزہ رکھتے ہون سوا پان کے اور خیال مولوی الطاف حسین کے فراق کے سوا کوئی وجہ ملال نہو خدا کرے تمکو یاد آجائے کہ مفتی جی شگفتی کو شگفت کا مزید علیہ مسلم نہین جانتے تھے سکندر نامہ مین دیکھا بیت ہے در شگفتی نمودن طواف ÷ عنان سخن را کشندہ در گذاشت ÷ صہبائی شفق صبح کو غلط اور اس کے رنگ کو مخصوص بشام جانتا تھا محمد سعید اشرف مازندرانی کے کلام مین نظر پڑا مصرعہ ہیچو صبح شفق آلودہ زخش سرخ و سفید ÷ اب جو فقیر کا یہ مطلع مشہور ہوا شعر از جیبم بجان نقاب تا کے ÷ این گنج درین خراب تا کے ÷ حضرات کو ہمین تامل ہے خرابہ کی جگہہ خراب کو نہین مانتے آیا یہ نہین جانتے کہ لغت عربی اصل خراب اور خرابہ مزید علیہ ویران لغت فارسی اصل اور ویرانہ مزید علیہ سو جب لغت عربی اصل اور موجہ مزید علیہ ہے مزید علیہ جائز اور لغت اصلی ناجائز کیون ہو یہ ایک مصرعہ قدما مین سے کسی کا ہے مگر پیش مصرعہ مجھے یاد نہین اور یہ بھی نہین معلوم کہ کس کا ہے مصرعہ چون مہر در کسوف و چون گنج در خراب ÷ مین خود کہتا ہون کہ اس کو نہ مانو اس راہ سے کہ مین قائل کا نام نہین بتا سکتا یہ مطلع مرزا محمد علی صائب علیہ الرحمتہ کا اور اُسکے دیوان مین موجود ہے شعر بہ فکر دل نفتادی ہیچ باب دریغ ÷ بگنج راہ نبردی درین خراب دریغ گنج و خراب گنج و خرابہ گنج و ویران گنج و ویرانہ مستعمل اہل ایران ہے اس بات مین متردد ہونا محض عدم اعتنا ہے والسلام صبح سہ شنبہ دہم ماہ صیام سال غافر پے اہل اسلام ۱۲

۱۲۰- خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ آج تیسرا دن ہے کہ مین بنا بہ آب رسیدن و بآب رسانیدن کی حقیقت باستناد اشعار اساتذہ لکھکر بسبیل ڈاک بھیج چکا ہون آج اسوقت بھائی ضیاء الدین خان صاحب آئے اور اس امر خاص مین کلام کے بادی ہوئے میری تقریر سنکر کہنے لگے کہ آب در بنا رسیدن و آب در بنا رسانیدن کے باب مین مترددہین کہ آیا یہ ترکیب جائز ہے یا نہین اب مین متنبہ ہوا کہ واقعی جو مین نے لکھا وہ سوال دیگر جواب دیگر تھا ستر برس کا پیر خرف حواس معرض تلف اگرچہ سوال کو غلط سمجھا لیکن جواب غلط نہین لکھا رسیدن بنا بآب بمعنی استحکام بنا و بمعنی انہدام بنا درست فقط اب آب در بنا رسیدن و رسانیدن کی کیفیت سنئے فقیر نے اساتذہ کے کلام مین کہین یہ ترکیب نہین دیکھی پس مین اسکی صحت اور غلطی مین کلام نہین کرسکتا جانب غلطی میرے نزدیک راجح ہے آپ جب تک کلام اہل زبان مین نہ دیکھ لین اسکو جائز نہ جانئے گا مگر کلام سعدی و نظامی و حزین اور انکے امثال و نظائر کا معتمد علیہ ہے نہ آرزو اور واقف اور قتیل وغیرہم کا میرا ایک مطلع ہے شعر از جہم بجان نقاب تا کے ؛ این گنج درین خراب تا کے ؛ ایک گروہ معارض ہوا کہ گنج کو خرابہ کہو نہ خراب مین متحیر کہ یارب کس سے کہون خرابہ مزید علیہ خراب ہے مثل ویران و ویرانہ و موج و موجہ الحاق ہائے ہوز سے لغت دوسرا نہین پیدا ہوا بارے صائب کے دیوان مین ایک مطلع نظر آیا بیت - بفکر دل نہ فتادی ہیچ باب دریغ ؛ بگنج راہ نبردی درین خراب دریغ ؛ یہ مطلع لکھکر معترض صاحبون کو بھیج دیا کہ غالب کو درد سر نہ دیجئے جو پوچھنا ہو وہ صائب سے پوچھ لیجئے عارف علی شاہ خراسانی نے اسی مطلع پر شعر از جہم بجان نقاب تا کے ؛ این گنج درین خراب تا کے ؛ تین اعتراض کیے تھے - پہلا نقاب کے ساتھ عارض و رخ کا ذکر بھی ضرور تھا وہ نہین ہے دوسرا گنج تو ویرانے ہی مین ہوتا ہے پھر اُسپر تاسف کیا جو کہتے ہین تا کے تیسرا ویرانہ کو خرابہ کہتے ہین نہ خراب اور ان اعتراضون کے بعد انہون نے انہین دخل کیا تھا ؎ از جہم بجان حجاب تا کے ؛ گل بر رخ آفتاب تا کے ؛ خراب اور خرابہ کا جواب تو

صاحب مطلع اوپر کے خطوں مین لکھ چکے یہ خط بقیۂ اعتراضوں کے جواب اور غزل کے بہیجا ہونے کے اظہار مین ہے۔

۱۲۱ — خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ دیکھئے ہم عارف ہین ورود نامہ سے پہلے جواب نامہ لکھتے ہین دن بھول گیا ہون غالب ہے کہ آج تیسرا دن ہو صبح کو مین نے آپ در بنا رسیدن کی بحث مین خلاصۂ تحقیق لکھکر ارسال کیا ہے اُسی دن شام کو خط آیا بقیہ جواب اب لکھتا ہون نقاب اِس شعر مین بمعنی حائل ہے حول کو وجہ و رخ کی خصوصیت نہین دو چیزون کے بیچ مین جو شے آجائے بلکہ اُس سے بڑھکر یہ بات ہے کہ جو چیز ایک چیز کی مانع نظارہ ہو وہ نقاب ہے اُس شے نامرئی کی رخ کا رخ بمناسب نقاب مقدر ہے اور یہ تقدیر جائز اور بلیغ ہے حجاب کا بیان اوپر یعنی بے محل اور نا ملائم ہونا بشرط عقل سلیم و طبع لطیف ظاہر ہے گل خاک یا آب آمیختہ کو کہتے ہین وہ رخ آفتاب تک کہان پہونچے ہان گرد و غبار مین آفتاب چھپ جاتا ہے اُسکا استعمال از روے مجاز جائز ہے گنج در ویرانہ تا کے یہ بہت لطیف بات ہے یعنی افسوس کیا جاتا ہے اُس گنج کو بیکار رہونے کا گنج سے غرض یہی تو نہین کہ جنگل مین مدفون رہے وہ تو یہ چاہتا ہے کہ مدفن سے نکلے اور صرف ہو اور لوگ اُسکے وجود سے تمتع پائین یہان ایک اور دقیقہ ہے کہ اس شعر مین گنج مشبہ ہے اور روح انسانی مشبہ بہ ہے یہ سب جانتے ہین کہ روح کا تعلق جسم سے جاودانی نہین پس کیا قباحت ہے اگر ایک غمزدہ ستم زدہ قطع تعلق روح کا منتظر اور مشتاق ہو مثلاً ایک میعادی محبوس حسرتمندانہ کہے کہ الٰہی وہ دن کب آئیگا کہ مین قید سے نجات پاؤن کب تک سڑک کاٹون کب تک رنج اُٹھاؤن فاخر مکین ایک شاعر تھا شجاع الدولہ کے عہد مین اُسنے سعدی و نظامی و حزین کے اشعار کو اصلاحین دی ہین جب ایک ہندوستانی بے علم تنک مایہ اساتذۂ نامی عجم کے کلام کو اصلاح دے اگر ایک عالم خراسانی نے ایک ہندی کے مطلع مین تصرف کیا تو کیا قباحت لازم آئی خدا کا شکر کہ مجھکو ستر برس کی عمر مین پچاس برس کی مشق کے بعد استاد میسر آیا ۱۲

۱۲۲ - مرزا حاتم علی مہر کے نام

جناب مرزا صاحب دلّی کا حال تو یہ ہے شعر گھر مین تھا کیا جو ترا غم اُسے غارت کرتا ❊ وہ جو رکھتے تھے ہم اک حسرت تعمیر سو ہے ❊ یہان وصرا کیا ہے جو کوئی لوٹے گا وہ خبر محض غلط ہے اگر کچھ ہے تو یہی نمط ہے کہ چند گورون نے اہل بازار کو ستایا تھا اہل قلم اور اہل فوج نے بالنصاف رائے ہمدگر ایسا بندوبست کیا کہ وہ فساد وسٹ گیا اب من و امان ہی ۱۲ ناسخ مرحوم جو تمہارے اوستاد تھے میرے بھی دوست صادق الوداد تھے مگر یک فنی تھے صرف غزل کہتے تھے قصیدہ اور مثنوی سے اُنکو کچھ علاقہ نہ تھا سبحان اللہ تمنے قصیدہ مین وہ رنگ دکھایا کہ انشا کو رشک آیا مثنوی کے اشعار جو مین نے دیکھے کیا کہون کیا حظ اوٹھایا بیت خدا سے مین بھی چاہون از رہ مہر ❊ فروغ میرزا حاتم علی مہر ❊ اگر اسی انداز پر انجام پائے گی تو یہ مثنوی کارنامہ اُردو کہلائے گی خدا تمکو جیتا رکھے تمہارا دم غنیمت ہے صاحب مین تم سے پوچھتا ہون کہ معیار الشعرا مین تمنے اپنا خط کیون چھپوایا تمہارے ہاتھ کیا آیا سنو تو سہی اگر سب کا کلام اچھا ہو تو امتیاز کیا رہے ۱۲

۱۲۳ - خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

جناب عالی کل میرے شفیق مکرم منشی نواب جان کلبۂ احزان مین تشریف لائے آپکا سلام کہا معلوم ہوا کہ خواجہ صدر الدین صاحب لشکر کے ساتھ گئے ہین اور آپ یہین ہین اس فصل مین کہ ابھی سے رات و دن آگ برستی ہے اچھا ہوا کہ زحمت سفر نہ کھینچی اجی حضرت یہ منشی ممتاز علی خان کیا کر رہے ہین رقعے جمع کیے اور نہ چھپوائے فی الحال پنجاب احاطہ مین اُنکی بڑی خواہش ہے جانتا ہون کہ وہ آپ کو کہان ملین گے جو آپ اُنسے کہین مگر یہ تو حضرت کے اختیار مین ہی کہ جتنے میرے خطوط آپ کو پہونچے ہین وہ سب یا اُن سب کی نقل بطریق پارسل آپ مجکو بھیج دین جی یون چاہتا ہے کہ اس خط کا جواب وہی پارسل ہو مصرعہ تم سلامت رہو قیامت تک

۱۲۴ - خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

حضور پہلے خدا کا شکر پھر آپکا شکر بجا لاتا ہون کہ آپنے خط لکھا اور میرا حال پوچھا یہ پرسش حکم نشتر کا رکھتی ہے اب رگ قلم کی خونابہ فشانی دیکھو گورنر اعظم نے میرٹھ مین دربار کا حکم دیا صاحب کمشنر بہادر دہلی نے سات جاگیر دارون مین سے جو تین بقیۃ السیف تھے اُنکو حکم دیا دربار عام سے سوائے میرے کوئی باقی نہ تھا یا چند مہاجن مجکو حکم نہ پہونچا جب مین نے استدعا کی تو جواب ملا کہ اب نہین ہو سکتا جب یہ سر زمین مخیم خیام گورنری ہوئی مین اپنی عادت قدیم کے موافق خیمہ گاہ مین پہونچا مولوی اظہار حسین خان صاحب بہادر سے ملا چیف سکرٹر بہادر کو اطلاع کی جواب آیا کہ فرصت نہین مین سمجھا کہ اسوقت فرصت نہین دوسرے دن پھر گیا میری اطلاع کے بعد حکم ہوا کہ ایام غدر مین تم باغیون سے اخلاص رکھتے تھے اب گورنمنٹ سے کیون ملنا چاہتے ہو اُس دن چلا آیا دوسرے دن مین نے انگریزی خط اُنکے نام کا لکھکر اُنکو بھیجا مضمون یہ کہ باغیون سے میرا اخلاص مظنہ محض ہے امیدوار ہون کہ اسکی تحقیقات فرمائی جائے تا کہ میری صفائی اور بیگناہی ثابت ہو یہانکے مقامات پر جواب نہ ہوا اب ماہ گذشتہ یعنی فروری مین پنجاب کے ملک سے جواب آیا کہ لارڈ صاحب بہادر فرماتے ہین کہ ہم تحقیقات نکرینگے پس یہ مقدمہ طے ہوا دربار خلعت پر موقوف پنشن مسدود وجہ لا معلوم لا مقصود الا اللہ ولا مؤثر فی الوجود الا اللہ ۱۲ ۱۸۵۵ع مین نواب یوسف علیخان بہادر والی رامپور کہ میرے آشنائے قدیم ہین اس سال یعنی ۱۸۵۵ع مین بنا میرے شاگرد ہوئے ناظم اُنکو تخلص دیا گیا بیس پچیس غزلین اُردو کی بھیجی مین اصلاح دیکر بھیج دیتا گاہ گاہ کچھ روپیہ ادھر سے آتا رہتا قلعہ کی تنخواہ جاری انگریزی پنشن کھلی ہوئی اُنکی عطا یا فتوح گنی جاتی تھی جب وہ دونون تنخواہین جاتی رہین تو زندگی کا مدار اُنکے عطیہ پر رہا بعد فتح دہلی وہ ہمیشہ میرے مقدم کے خواہان رہتے تھے اور مین عذر کرتا تھا جب جنوری سنہ ۶۰ع مین گورنمنٹ سے وہ جواب پایا کہ جو اوپر لکھ آیا تو مین آخر جنوری مین رامپور گیا چھ سات ہفتہ وہان رہکر دلی آیا یہان آپکا خط محررہ ۸ - مارچ پایا استفتا کا جواب بھیجا جاتا ہے ۱۲

۱۳۵ - خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

بیت پایان شب سیہ سپید ست ✤ در نومیدی بسے امید ست ✤ قبلہ آج آپکی

خوشی اور خوشنودی کے واسطے اپنی روداد لکھتا ہون تو سنہ ۱۸۶۰ع مین لارڈ صاحب بہادر
نے میرٹھ مین دربار کیا صاحب کمشنر بہادر دہلی اہالی دہلی کو ساتھ لیگئے ہین سے کہا مین بھی چلون فرمایا
کہ نہین جب لشکر میرٹھ سے دلّی آیا مین موافق اپنے دستور کے روز ورود لشکر مخیم مین گیا میر منشی
صاحب سے ملا انکے خیمے مین سے اپنے نام کا ٹکٹ صاحب سکرتر بہادر کے پاس بھیجا آیا کہ تم غدر
کے دنون مین بادشاہ باغی کی خوشامد کیا کرتے تھے اب گورنمنٹ کو تمسے ملنا منظور نہین مین گداے
مبرم اس حکم پر ممنوع ہوا جب لارڈ صاحب بہادر کلکتہ پہونچے مین نے قصیدہ حسب معمول قدیم
بھیج دیا مع اس حکم کے واپس آیا کہ اب یہ چیزین ہمارے پاس نہ بھیجا کرو مین مایوس مطلق ہوکر
بیٹھ رہا اور حکام شہر سے ملنا ترک کیا واقع اواخر ماہ گذشتہ یعنی فروری سنہ ۱۸۶۳ع مین نواب لفٹنٹ
گورنر پنجاب دلّی آئے اہالی شہر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر و صاحب کمشنر بہادر کے پاس دوڑے اور اپنے
نام لکھوائے مین تو بیگانہ محض اور مطرود حکام تھا جگہہ سے نہ ہلا کسی سے نہ ملا دربار ہوا ہر ایک
کامگار ہوا شنبہ ۸ فروری کو آزادانہ منشی پھول سنگھ صاحب کے خیمہ مین چلا گیا اپنے نام کا
ٹکٹ صاحب سکرتر بہادر پاس بھیجا بلا لیا مہربان پایا نواب صاحب کی ملازمت کی استدعا کی
وہ بھی حاصل ہوئی وہ حاکم جلیل القدر کی وہ عنایتین دیکھین جو میرے تصور مین بھی نہ تھین
جملہ معترضہ میر منشی لفٹنٹ گورنری سے سابقہ معرفت نہ تھا وہ بطریق حسن طلب میرے خواہان
ہوے تو مین گیا جب حکام مجھ دا استدعا مجھسے بے تکلف ملی تو مین قیاس کرسکتا ہون کہ میر منشی
کی طرف سے حسن بایجاے حکام ہوگا وللرحمن الطاف خفیہ بقیہ روداد یہ ہے کہ دوشنبہ مارچ کو سواد
شہر مخیم خیام گورنری ہوا آخر روز مین اپنے شفیق قدیم جناب مولوی اظہار حسین خان بہادر
کے پاس گیا اثناے گفتگو مین فرمایا کہ تمہارا دربار اور خلعت بدستور بحال و برقرار ہے متحیر ہوا
مین نے پوچھا کہ حضرت کیونکر حضرت نے کہا کہ حاکم حال نے ولایت سے آکر تمہارے علاقہ کے
سب کاغذ انگریزی و فارسی دیکھے اور باجلاس کونسل حکم لکھوایا کہ اسد اللہ خان کا دربار اور نمبر
اور خلعت بدستور بحال و برقرار رہے مین نے پوچھا کہ حضرت یہ امر کس اصل پر متفرع ہوا فرمایا کہ

ہمکو کچھہ معلوم نہین بس اتنا جانتے ہین کہ یہ حکم دفتر مین لکھوا کر ۱۴ دن یا ۱۵ دن ادہر کو روانہ ہوئے ہین مین نے کہا سبحان اللہ شعر کارساز ما بفکر کار ما ❊ فکر ما در کار ما آزار ما ❊ سہ شنبہ ۳ - مارچ کو ۱۲ بجے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے مجکو بلایا خلعت عطا کیا اور فرمایا کہ لارڈ صاحب بہادر کے یہان کا دربار اور خلعت بھی بحال ہے انبالے جاؤ گے تو دربار اور خلعت پاؤ گے عرض کیا گیا کہ حضور کے قدم دیکھے خلعت پایا لارڈ صاحب بہادر کا حکم سن لیا مین نہال ہوگیا اب انبالے کہان جاؤن جیتا رہا تو اور دربار مین کامیاب ہو رہونگا شعر کار دنیا کسے تمام نکرد ❊ ہرچہ گیرید مختصر گیرید ❊

۱۳۶ - خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

حضرت پیر و مرشد اس سے آگے آپکو لکھہ چکا ہون کہ منشی ممتاز علی خان صاحب سے میری ملاقات ہے اور وہ میرے دوست ہین یہ بھی لکھہ چکا ہون کہ مین صاحب فراش ہون اٹھنا بیٹھنا ناممکن ہے خطوط لیٹے لیٹے لکھتا ہون اس حال مین دیباچہ کیا لکھون یہ بھی لکھہ چکا ہون کہ تفتہ کو مین نے خط نہین لکھا اشعار اُنکے آئے اصلاح دیدی منشار اصلاح جابجا حاشیہ پر لکھہ دیا کل جو عنایت نامہ آیا اُسمین بھی دیباچہ کا اشارہ اور تفتہ کے خطوط کا حکم مندرج پایا ناچار تحریر سابق کا اعادہ کر کے حکم بجا لایا ناظرین قاطع برہان پر روشن ہوگا کہ نامراد اور بے مراد کا ذکر مبنی اسپر ہے کہ عبدالواسع ہانسوی بے مراد کو صحیح اور نامراد کو غلط لکھتا ہے مین لکھتا ہون کہ ترکیبین دونون صحیح لیکن بے مراد غنی کو کہتے ہین اور نامراد محتاج کو اب آپکے نزدیک اگر ان دونون کا محل استعمال ایک ہی ہو تو میرا مدعاے اصلی یعنی نامراد کی ترکیب کا علی الرغم عبدالواسع کے صحیح ہونا فوت نہین شعر میرزا صائب شعر نامرادی زندگی بر خویش آسان کردن ست ترک جمعیت دل خود را بسامان کردن ست ❊ یہان نامرادی بے مرادی کے معنی کیونکر دیگی اغنیا خواہ اہل توکل خواہ اہل تمول تمولین پر کبھی کام آسان نہین ہوتا بلکہ مفلسون سے زیادہ اُنپر مشکلین ہین رہے اہل توکل اُنکی صفتین اور ہین وہ اہل اللہ ہین مقربان بارگاہ کبریا ہین دنیا پر پشت پا

مارے ہوئے ہین کام اُنپر کب مشکل تھا کہ اُنھون نے اُسکو آسان کر دیا نامراد صیغہ مفرد ہے مساکین کا اصناف مساکین کی شرح ضرور نہین سختی کشی و بینوائی تہیدستی و گدائی یہ اوصاف ہین مساکین کے اِن صفات مین سے ایک صفت جسمین پائی جاوے وہ مسکین وہ نامراد البتہ مساکین پر نہ ایک کام بلکہ سب کام آسان ہین نہ پاس ناموس و عزت نہ حب جاہ و مکنت نہ کسی کے مدعی نہ کسی کے مدعا علیہ دن رات مین دو بار روٹی ملی بہت خوش ایک بار ملی بہر حال خوش خدا کے واسطے مولانا صاحب کے شعر مین سے نامراد بمعنی کسے کہ ہیچ مراد نداشتہ باشد کیونکر ثابت ہوتا ہے مساکین کی زندگی جیسا کہ مین اوپر لکھہ آیا ہون آسان گذرتی ہے یا اغنیا کی ہا مولوی معنوی علیہ الرحمتہ کا یہ شعر بیت عاقلان از بے مرادیہاے خویش * باخبر گشتند از مولاے خویش * مین نے مثنوی کے ایک نسخہ مین عاقلان کی جگہہ عاشقان دیکھا ہے بہر صورت معنی یہ ہین کہ عشاق یا عقلا بعد ریاضت شاقہ ماسوے اللہ سے اعراض کر کے بے مراد اور بے مدعا ہو گئے یہ پایہ تسلیم و رضا ہے البتہ اِس رتبہ کے آدمی کو خدا سے لگاؤ پیدا ہو گا مصرعہ باخبر گشتند از مولاے خویش * یہان بھی بے مرادی سے نامرادی کے معنی نہین لئے جاتے مگر ہان مصرعہ بے مرادی مومنان از نیک و بد * دوسرا مصرع مصرعہ در بکلی بے مرادت داشتی * اِن دونون مصرعون مین نامراد اور بے مرادی کے معنی مین خلط واقع ہو گیا ہے خیر بے مراد اور نامراد ایک سہی ہر چند دوسرے مصرع مولوی مین بے مراد کے معنی بے حاجت کے درست ہوتے ہین مگر مصرعہ ۔ من کہ رندم شیوہ من نیست بحث * زیادہ تکرار کیون کرون معہذا مصرعہ اول کی کچھہ توجیہ بھی نہین کر سکتا نامراد کی ترکیب کی صحت علی الرغم عبد الواسع ثابت ہو گئی فثبت المدعا کمال یہ کہ مانند ناچار و بیچارہ اور نا انصاف اور بے انصاف کے نامراد اور بے مراد کا بھی مورد استعمال مشترک رہا والسلام ۱۲

۱۴۷ ۔ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

پیر و مرشد سہل ممتنع مین کسرۂ لام توصیفی ہے سہل موصوف اور ممتنع صفت اگرچہ

بحسب ضرورت وزن کسرۂ لام مشبع ہوسکتا ہے لیکن مخل فصاحت ہی اور لام موقوف تو خود سراسر قباحت ہے سہل ممتنع اُس نظم و نثر کو کہتے ہین کہ دیکھنے مین آسان نظر آوے اور اُسکا جواب نہو سکے بالجملہ سہل ممتنع کمال حسن کلام ہے اور بلاغت کی نہایت ہے ممتنع درحقیقت ممتنع النظیر ہے شیخ سعدی کے بیشتر فقرے اس صفت پر مشتمل ہین اور رشید وطواط وغیرہ شعراے سلف نظم مین اس شیوہ کی رعایت منظور رکھتے ہین خودستائی ہوتی ہے سخن فہم اگر غور کریگا تو فقیر کی نظم و نثر مین سہل ممتنع اکثر پائیگا ۵ ہے سہل ممتنع یہ کلام ادق مرا ٭ برسون پڑھے تو یاد نہووے سبق مرا ٭ یہ مصرعہ حیرت آور ہے کلام ادق سہل ممتنع کے منافی ہے پھر یاد نہونا اور حافظہ پر نہ چڑھنا ہرگز سہل ممتنع کی صفت نہین ہوسکتی کلام ادق جس کا حفظ دشوار ہو شاید کوئی قسم اقسام کلام مین سے ہو ہان کلام ادق کلام مغلق کو کہتے ہین سو کلام مغلق اور کلام سہل ممتنع ضد یکدیگر ہے مغلق اور ادق سہل ممتنع اور سہل ممتنع مغلق اور ادق کیونکر ہوسکیگا اور حافظہ مین محفوظ رہنا کلام مغلق اور ادق کی صفت کیونکر پڑے گی ہان مغلق عسیر الفہم ہوگا پڑھا نہ جائیگا معنی سمجھہ مین نہ آوینگے سہل ممتنع کی صفت وہ تھی جو فقیر اوپر لکھ آیا اس شعر سے مجکو کچھہ علاقہ نہین فتأمل - آب در بنا رسیدن یعنی خراب بنیاد قیاسی ہے اساتذہ کے کلام مین مین نے نہین دیکھا اگر آیا ہو تو درست ہے ہان بآب رسانیدن بنا کہ بظاہر آب در بنا رسیدن کا متعدی ہے بلغا کے کلام مین آیا ہے لیکن اضداد مین سے ہے ہم بمعنی ویرانی بنا مستعمل اور ہم بمعنی استحکام بنا اگر اسکا لازمی ڈھونڈیے تو رسیدن بنا بآب ہے نہ رسیدن آب در بنا جیسا کہ نعمت خان عالی کہتا ہے

۵ نیست محکم گر رسد بنیاد دنیا تا بآب ٭ چون حباب اینجا نہ بے بنیاد سیدانیم ما ٭

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسیدن بنا تا بآب موجب استحکام ہے اور شاعر باوجود دلیل استحکام بنا کو نا استوار چاہتا ہے صائب کہتا ہے بیت چگونہ شمع تجلی ز رشک ناگ زد ٭ رخ تو خانۂ آئینہ را بآب رساند ٭ حاجی محمد جان قدسی بیت بگوش عطا لیش رسا ز این خطاب ٭ کہ بنیاد کان را رساند بآب یہ دونون شعر مفید معنی ویرانی ہین قصہ مختصر بآب رسیدن بنا خرابی خانہ و بآب رساندن متعدی آن رسیدن

آپ دربنانا مسموع میں ابھی بیمار ہون اور بیمار کے واسطے انجام غسل صحت ہی یا غسل میت والسلام ۱۲

۱۲۸ — مردان علی خان رعنا کے نام

خان صاحب عالیشان مردان علی خان صاحب کو فقیر غالب کا سلام نظم و نثر دیکھ کر دل بہت خوش ہوا آج اس فن میں تم یکتا ہو خدا تمکو سلامت رکھے بھائی جفا کے مونث ہونے میں اہل دہلی و لکھنؤ کو باہم اتفاق ہے کبھی کوئی نہ کہے گا کہ جفا کیا ہاں بنگالہ میں جہاں بولتے ہین کہ ہتھنی آیا اگر جفا کو مذکر کہیں تو کہیں ورنہ ستم و ظلم و بیداد اور جفا مونث ہے بے شبہ و شک والسلام والاکرام ۱۲

۱۲۹ — مردان علی خان رعنا کے نام

خان صاحب مشفق عالیشان کو میرا سلام کل تمہارا عنایت نامہ پہونچا رامپور کا لفافہ آج رامپور کو روانہ ہوا کاغذ اشعار میں نے دیکھ لیا کہیں اصلاح کی حاجت نہ تھی نالہ درا لیح شعر رعنا گذرا ہے مرا نالہ در چرخ کہن سے ۞ تھا روح کا ہمدم نہ پہرا جا کے وطن سے نالہ دل بنا دیا نواب صاحب اُردو کا تذکرہ لکھتے ہین فارسی غزل تمنے بیفائدہ لکھی دیکھو صاحب تمنے اپنے مسکن کا پتا لکھا سو مین نے دوسرے دن تمہارے خط کا جواب روانہ کیا منشی نولکشور صاحب یہان آئے تھے مجھسے ملے بہت خوبصورت اور خوش سیرت سعادتمند اور معقول پسند آدمی ہین تمہارے وہ مداح اور مین اُنکا ثناخوان خدا تمکو اور اُنکو سلامت رکھے ۱۲

۱۳۰ — مرزا رحیم بیگ مصنف ساطع برہان کے نام

بخدمت مشفقی مکرمی مرزا رحیم بیگ صاحب نور اللہ قلبہ بالاسرار و عینہ بالانوار سخنے چند گفتہ میشود بیت نہ در منطق پارسی دوری ۞ نہ ہین ہندی سادہ و سرسری ۞ جس طرح توحید مین نفی ماسوی اللہ دستور ہے مجکو تحریر مین حذف زوائد منظور ہے عزم مقابلہ نہین قصد مجادلہ نہین سرتاسر دوستانہ حکایت ہے خاتمہ مین ایک شکایت ہے شکوہ دردمندانہ منافی شیوۂ ادب نہین مقصد اظہار درد دل مراد ہے جو کوئی بات جواب طلب نہین احسان مند ہون

آپکا کہ آپ نے منشی سعادت علی کی طرح آدھا تام میرا نہ لکھا اُنکے حسن ظن کے مطابق مجھکو معشوق میرے اوستاد کا نہ لکھا اور اگر ایک جگہہ یہ الفاظ کہ بقول غالب دیا کدام خرس در جوال شدہ ام بھم کیے یا اور دو چار جگہہ کلمہ توہین رقم کیئے ہین نے اپنے لطف طبع اور حُسن عقیدت سے پہلے نفقرے کا مفہوم یون اپنے دلنشین کیا کہ حضرت نے محمد حسین دکنی جامع برہان کو موافق میرے قول کے خرس یقین کیا یا خرس در جوال شدن عبارت ہے صحبت سے خواہی مدافعت کیواسطے ہو خواہی محبت سے مجکو اُسکا قرب بسبیل آویزش ہے تمکو اُسکا قرب از روے آمیزش ہے دوسرے نفقرے کے معنی یہ ٹھہرائے بلکہ بے تکلف میرے ضمیر مین آئے کہ خرس کی مدد دینے سے کوفت حاصل ہوئی اور وہ کوفت باعث درد دل ہوئی شدت درد مین آدمی چیختا ہے چلاتا ہے ہاے واے کرتا ہے غل مچاتا ہے جیسا کہ سعدی بوستان کی اُس حکایت مین جسکا پہلا مصرعہ یہ ہے مصرعہ شبے زیت فکرت ہمی سوختم ✤ فرماتا ہے مصرعہ کہ ناچار فریاد خیزد ز درد ✤ جناب مرزا صاحب کیا تم نہین جانتے کیونکر نہین جانتے بے شبہ جانتے ہوگے کہ اکابر امت کو امور دینی مین کیا کیا منازعتین باہم واقع ہوئی ہین کہ نوبت بہ تکفیر یکدیگر پہونچی ہے اگر فن لغت مین ایک شخص دوسرے شخص کا معتقد نہوا یہان تک کہ اُسکی تجہیل بھی کی تو اور مدعیان علم و عقل اس مسکین کے جگر تشنہ خون کیون ہو جائین اور جب تک اُسکا نقش ہستی صفحۂ دہر سے نہ مٹائین آرام نہ پائین ظلم تو یہ ہے کہ جو کچھ مین نے قاطع برہان مین لکھا ہے نہ اسکو سمجھتے ہین اور نہ کچھہ آپ لکھتے ہین نہ اسکے معنی سمجھتے ہین سوال دیگر جواب دیگر پر مدار ہے خارج از بحث اقوال کی تکرار ہے برہان قاطع والے کی محبت سے دل بیقرار ہے فرط غیظ و غضب سے بدن رعشہ دار ہے منشی سعادت علی نہ ناظم ہے نہ نثار ہے بموجب اس مصرعہ کے مصرعہ مقتضاے طبیعتش انیست ✤ ناچار تمکو معرض تحریر مین تحمل اور تامل چاہیئے سخن پروری و جانب داری مین تعقل چاہیئے بحسب اختلاف اختلاف طبائع مانو نہ مانو مگر پہلے یہ تو جانو کہ غالب سوختہ اختر کا فرہنگ نویسون کے باب مین عقیدہ کیا ہے اگرچہ قاطع برہان مین جابجا لکھتا آیا ہون مگر اب ہندی کی چندی کرکے

لکھتا ہون کہ یہ عقیدہ میرا ہے کہ فرہنگ لکھنے والے جتنے گذرے ہین سب ہندی نژاد ہین
ہان علم صرف و نحو عربی بیت بقدر تحصیل مسلم اور اوستاد ہین علم صرف و نحو کی کتب درسی موجود
ہین جس نے چاہا ہے اُسنے اوستاد سے اُن کتب کو پڑھ لیا ہے۔ فارسی کی جو فرہنگین حضرت نے
لکھی ہین مطالب مندرجہ کس اصول پر منضبط کیے ہین اور اُسکا علم کس اوستاد سے حاصل کیا
ہے آخر مقاصد صرف و نحو عربی ہی تو صرف مطالعہ کتب سے نہین نکالے ہین پہلے تعلیم تعلم ہے
پھر کتب قواعد کے حاشیے چڑھائے ہین قواعد فارسی کا رسالہ اہل زبان مین سے کس نے لکھا ہے اور ان
ہوس پیشہ فرہنگ لکھنے والون نے وہ رسالہ کس فاضل عجم سے پڑھا ہے شیدائے ہندی سیالکوٹی
نے حاجی محمد جان قدسی علیہ الرحمۃ کے ایک شعر پر اعتراض کیا ہے مرزا جلالائے طباطبائی
علیہ الرحمۃ نے شیدا کو خط لکھا ہے سر آغاز خط کا ایک قطعہ جسمین صحرا و دریا قافیہ اور برساند ردیف
شعر کا اخیر کا مصرع ثانی یاد رہ گیا ہے مصرعہ یعنی مہا دیو مقوی برساند ⁂ خلاصہ مضمون خط یہ کہ
تو صاحب زبان نہین ہے زبان دان ہے یعنی مقلد اور کاسہ لیس اہل ایران ہے حاجی محمد جان
کے کلام کو سند پکڑ تجھے کس نے کہا ہے کہ اُس سے لڑ کیا تو نے سنا نہین جو عرفی و فیضی مین
گفتگو ہوئی ہے اور موتمن الدولہ شیخ ابوالفضل کے روبرو ہوئی ہے لغات فارسی اور ترکیب
الفاظ مین کلام تھا مولانا جمال الدین عرفی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مین نے جبسے ہوش سنبھالا ہے
اور نطق آشنا ہو گیا ہون اپنے گھر کی بڑھیون سے لغات فارسی اور یہی ترکیبین سنتا رہا ہون
فیضی بولا کہ جو کچھ تمنے اپنے گھر کی بڑھیون سے سیکھا ہے وہ ہمنے خاقانی و انوری سے اخذ کیا ہے
حضرت عرفی نے فرمایا کہ تقصیر معاف خاقانی و انوری کا ماخذ بھی تو منطق گھر کی پیر زالون کا ہی یا
تمہیں کہان سے لاؤن جو دیکھے کہ یہ حال قلمرو سند کے صاحب کمالون کا ہے قیاس مع الفارق کی
بہار دیکھو عجز و تقادم زمانے کا اعتبار دیکھو مانا کہ عرفی تحصیل علوم عربیہ مین اُسنے کمتر ہے صاحب
زبان اور ایرانی ہونے مین برابر ہے کیا عرفی کیا انوری کیا خاقانی ایک شیرازی
ایک خاوری ایک شروانی اگر مجھے کوئی کہے کہ غالب تیرا بھی مولد ہندوستان ہے میری طرف سے

جواب یہ ہے کہ بندہ ہندی مولد و پارسی زبان ہے ؎ ہرچہ از دستگہ پارس بہ یغما بردند تا
بنالیم ازان جملہ زبان قلم داوند ۔ زبان دانی فارسی میری ازلی دستگاہ اور یہ عطیۂ خاص منجانب اللہ
ہے فارسی زبان کا ملکہ مجکو خدا نے دیا ہے مشق کا کمال مین نے اوستاد سے حاصل کیا ہے
ہند کے شاعرون مین اچھے اچھے خوشگو اور معنی یاب ہین لیکن یہ کون احمق کہیگا کہ یہ لوگ
دعوی زبان دانی کے باب مین رہے فرہنگ لکہنے والے خدا انکے بیچ سے اٹھا لے اشعار قدما
آگے دہرے اور اپنے قیاس کے مطابق چلدے وہ بھی نہ کوئی ہمقدم نہ کوئی ہمراہ بلکہ سوبسو
پراگندہ و تباہ رہنما ہو تو راہ بتائے اوستاد ہو تو شعر کے معنی سمجہائے نہ آپ شیرازی نہ اوستاد
رمضانی رہے رگ گردن وخفے دعوی زبان دانی میرا یہ قول خاص ہے نہ عام ہے مجموع
فرہنگ نگارون کے محقق ہونے مین کلام ہے یہ کیا بات ہے کہ جامع برہان کا ماخذ فرہنگ
رشیدی و جہانگیری ہے عبد الرشید کی کیا شیخی اور میان انجو مین کیا ہیری ہے قطب شاہ و جہانگیر کے
عہد مین ہوتا اگر منشاے برتری ہے تو بیچارہ جعفر زٹلی بھی فرخ سیری ہے ایک لطیفہ لکھتا ہون
اگر خفا نہو جاؤ گے تو حظ اٹھاؤ گے جتنی فرہنگین اور جتنے فرہنگ طراز ہین یہ سب کتابین اور یہ
سب جامع مانند پیاز ہین تو بتو اور لباس در لباس وہم در وہم اور قیاس در قیاس پیاز کے چھلکے
جسقدر اُتارتے جاؤ گے چھلکون کا ڈھیر لگ جائیگا مغز نہ پاؤ گے فرہنگ لکھنے والون کے
پردے کھولتے چلے جاؤ لباس ہی لباس دیکھو گے شخص معدوم فرہنگون کی ورق گردانی کرتے
رہو ورق ہی نظر آئینگے معنی موہوم ظرافت برطرف تحقیق نہین ہے آپ کے خاطر نشین کرتا ہون
جو میرے دلنشین ہے فرہنگ نویسون کا قیاس معنی لغات فارسی مین نہ سراسر غلط ہے البتہ کمتر
صحیح اور بیشتر غلط ہے خصوصًا دکنی تو عجیب جانا نہی لغو ہے پوچ ہے پاگل ہے دیوانہ ہے وہ
تو یہ بھی نہین جانتا کہ باے اصلی کیا ہے اور باے زائدہ کیا ہے حیران ہون کہ اسکی جانب داری
مین فائدہ کیا ہے خدا جانتا ہے کہ مین یکرنگ ہون مگر دکنی کے جانب دارون کا چورنگ ہون جیسے جو
چاہو سو کہو اورون سے تم کیون لڑتے ہو کہین جامع لطائف غیبی کو برا کہتے ہو کہین نگارندہ

ہے

دافع ہذیان جھگڑتے ہو جانتا ہون کہ دکنی کی عبارت کی خامی اُسکی راے کی کجی اُسکے قیاس
کی غلطی اگر سب جگہہ بلکہ بعض جگہہ بیچ جانتے ہو مگر یہ مین نہین جانتا کہ اتنی محنت کرنی اور
اُسکے رفع تخطیہ کے واسطے توجیہات بارده ڈھونڈھنی کس واسطے ایسا اُسکو کیا مانتے ہو مجھ سے جدا
سنہ آتے ہو مولوی نجف علی اور میان دادخان سے جدا بگڑتے ہو کہاں صاحب مغلیہ پن پر آگئے
گو ہار لڑتے ہو بیچ ہے غالب آگندہ گوش ہے کسی کی نہین سنتا اسی آپ کے مقرر کئے ہوے
قاعدہ کے موافق بچاہت کہتا ہون کہ تمنے قاطع برہان و دافع ہذیان و لطائف غیبی کو ہرگز نہین
دیکہا آویزہ و افسوس کے بیان مین مجھسے وہ سہو ہوا ہے کہ مجھے اُس کا اقرار اور میرا دوست
میان دادخان شرمسار ہے جو کچہہ اُس مصنف نے اِس باب مین لکھا وہ قول فیصل اور
کافی ہے مانین یا نہ مانین ناظرین کو اختیار ہے گلہری بکاف فارسی مکسور بوزن اکہری لغت
ہندی الاصل اُسکی شرح مین جداگانہ ایک فصل کاف فارسی مکسور کی جگہہ کاف عربی مفتوح اعراب
کا وزن تشری وضوع مجھے اور میرے دوست سیف الحق کو دو سہو طبعی پر استغفار ہوا خواہان
بوہرہ دکنی کو اغلاط متواتر کے جواز پر اصرار فاعتبروا یا اولی الابصار خرد بے واو بمعنی لوز اور خورده
مع الواو بمعنی جذام ایک ویزہ بمعنی پاک اور آویزہ بمعنی ناپاک ایک یہ اور ہزار ایسے اغلاط سند
اور مقبول اور منظور گویا یہ مصرع جو حمد مین ہے مصرعہ کند ہرچہ خواہد بر و حکم نیست ؎ اسکی شان
مین صادق سمجھ لیا ہے چشم بد دور اب چاہیے کہ اُسکے پوچھنے والے اُسکے نام کے بعد جل جلالہ
لکہین اور اگر جراءت نکرین تو نظر بافادہ و استفادہ عم نوالہ لکہین ستر برس کی عمر کا نون سے بہرا جمعیت
کم تفرقہ زیادہ اور پھر خودداری اور کسر نفس اور استغنا خدا داد بیہودہ بکنے مین اوقات کیون صرف
کرون پاسخ نگاری کرین لفظاً بلفظاً و حرف بحرف کرون آپ کو اپنی نمود اور شہرت منظور
ہے خرده گیری [illegible] سے نفرت ہے اور حیا آتی ہے زیادہ گوئی سے آپ کے حسن
کلمات طیبات سے قطع نظر کر کے ناظرین منصف کے وجدان پر چھوڑ دیتا ہون اور شکایت
موجودہ سے پہلے تین اور ضروری لکہ لیتا ہون (صہیل بمعنی آواز اسپ زنہار نیست) اسکے صحیح ہونے مین

کیا کلام ہے جو صیحہ سے آواز اسپ مراد رکہے وہ ناقص ہے اور بہنام ہے کیا عرفی کا شعر عرفی کے
خط سے لکہا ہوا کسی کو نظر پڑا کہ ناظر سے سنکر تمہارا ذہن وقاد نقاد وہان جا لڑا الغت کسی
باطن کے اندہے کے ہاتہہ سے لکہا جائے اور پہر عرفی جیسا شاعر دیدہ درباز پرس مین پکڑا
جائے تمہارا محبوب بوہرہ دکنی شین منقوطہ مع التحتانی کے بیان مین شیہہ کو گہوڑے کے
ہنہنانے کی فارسی بتاتا ہے عربی مین گہوڑے کے ہنہنانے کو صہیل بوزن دلیل کہتے ہین
صیحہ بوزن بہیمہ عموماً بمعنی ہر صدائے ہولناک و مہیب آتا ہے مین کیونکر فرہنگ نگارون کے
اور انکے مددگارون کے قیاس کو وحی سمجہون اور کیونکر کاتبون کے املا کو مصحف مجید کی طرح سر پہ
دہرلون یہ تو جب ہوسکتا ہے کہ مین اپنے کو حجا او رنبات فرض کرلون جرم و خطائے بلوغ برگردن
بندگان جناب است مین آپکو مخاطب بالفتح ٹہرا کر یہی فقرہ پڑہ کر چپ رہتا ہون بعد اسکے
تبدل جیم بہ تحتانی کو نا مسموع کہتا ہون یعقوب کو بتغیر لہجہ انگریزی زبان مین جاکب کہتے ہین کہان
مبدل منہ کہان تغیر لہجہ حضرت آپ جو کہتے ہین خوب کہتے ہین کو وہ ترجمۂ طفل نہین مانتے اور
پہر خاتمہ مین ریدگان بصیغۂ جمع لکہواتے ہو واقعی یون ہے کہ جو کچہہ لکہاتے ہو بیہودہ سے بہتر نہین
بلکہ از روے سہو لکہواتے ہو خط تمام ہوا استغیث کی عرضی کی سماعت ہو لیکن سماعت از روے
انصاف بالاے طاعت ہو عرضی گزرانے سے پہلے مستغیث پوچہتا ہے کہ آپکے محکمۂ عالیہ کا
سررشتہ دار دیانت دار ہے یا نہین سخن فہم و ہوشیار ہے یا نہین مین تو گمان کرتا ہون کہ امین نہو
دلیل سن لیجیے اگر یقین نہو (صیحہ بمعنی آواز اسپ زہنا نیست) اس کے ماقبل اور یہی عبارت
ہے سنانے والے نے نہ پڑہی ہو کتنا بعید ہے کس واسطے کہ اس عبارت کے مفہوم کو ملحوظ رکہنا
اور محمد اکرم پنجابی کا شعر تو قابل التفات نہین مگر مولانا جمال الدین عرفی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا
شعر بہ تتبع کاتب غلط لکہوا دینا کتنے لپا بعید ہے انشا مین ناسخون کی تحریف کو مانتے ہو
املا مین کاتبون کی غلطی کے کیون نہ قائل ہو انشا و املا و لفظ و معنی مین تقلید چہوڑ کر
تحقیق کے کیون نہ مائل ہو تقصیر معاف یہ نہ استناد بکلام عرفی عالی مراتب ہے بلکہ پیروی خامہ

کہہ رفتار کا نپ ہے کہہ چکا ہون کہ نہ مجکو مناظرہ کا دماغ نہ ہجوم امراض جسمانی و آلام روحانی سے فراغ آگے جو ہمت نہین ہاری تہی اور غیب سے توقع مددگاری بہتی تو اپنا یہ شعر اردو میرے وردِ زبان اور اس ہنجار سے مین زمزمہ سنج فغان رہتا تہا شعر رات دن گردش مین ہین سات آسمان ❊ ہو رہے گا کچہہ نہ کچہہ گہبرائین کیا ❊ اب جو اصلاح حال و حصول مطلب سے دل مایوس ہے تو طبیعت اسی غزل کی اس بیت کے ترنم سے مانوس ہے شعر عمر بہر دیکہا کئے مرنے کی راہ ❊ مر گئے پر دیکہیے دکہلائین کیا ❊ کوئی یہ نہ سمجہے کہ جہگڑا رونا رزق کا ہے جب معاش مقرر ہو تو پہر غم کیا ہے نہ صاحب یہ باتین جانورون کی ہین کہ کچہہ کہا لیا پانی پی لیا اور چین سے سو رہے آدمی عموماً اور صاحبان ننگ و ناموس خصوصاً باوجود فراغ معاش ایسی جانگداز بلاؤن مین مبتلا ہین کہ کوئی کیا ہے یہ حال تو یا صاحب واقعہ جانے یا خدا جانے دوسرے سے یہ کار افتادہ کیون کہے اور بغیر کہے دوسرا کیا جانے مناظرہ کا تو ہرگز ارادہ نہین اگر مردہ دل نہوتا تو باتین کہتا زیادہ نہین وہ بہی نہ از روے بحث و تکرار نہ بانداز استفسار اظہار سے مقصود نفس اظہار یہ جو آپ نے مولوی امام بخش کو امام المحققین خطاب دیا ہے کتنے محققین نے آپکو اپنا امام مان لیا ہے جب تک نہ اجماع محققین کا ہوگا یہ خطاب باجماع اہل عقل ناجائز و ناروا ہوگا وہ فرمانروا سے عہد شاہنشاہ کہلائیگا کہ ہی بادشاہ جس کے فرمان پذیر ہو جائینگے ایک سید نے اپنے لڑکے کا نام میر شہنشاہ رکہہ لیا یہ میر شہنشاہ صاحب کیونکر شاہجہان جہانگیر ہو جائین گے اگر حضرت بفتحہ قاف ثانی بصیغہ تثنیہ امام المحققین کہتے تو ایک ماموم آپ ہوتے اور نرائن داس تنبولی دوسرا ہوتا ساطع برہان کے تیرہوین صفحہ کی نوین سطر مین آپ لکہتے ہین (وہمچنین بر افراط و تفریطا تو ضیح را کار بند نشدہ اند کہ بدان حرف گیری تواند کرد) تواند توانستن کے مضارع کی بحث مین سے صیغہ واحد غائب ہے فاعل چاہتا ہے خواہی معرفہ جیسے احمد محمود خواہی نکرہ جیسے بہمان کسے یا شخصے مردے یا زنے اور اگر فاعل مذکور نہو تو اُس صورت مین توان کردہ چاہیے کہ توان مالم یسم فاعلہ ہے کراست ہو تو مجہے حاصل نہین ہان از روی حسن

عقیدت کہتا ہون کہ یا آپ نے یون لکھا ہے کہ (کسے بدان حروف گیری تواند کرد) یا تواند کی جگہہ
توان رقم فرمایا ہے دیکھیے آپ نے بیل کے جوئے کا بوجھہ میری گردن پر رکھہ دیا اور مین نے
ایک بیل کا بوجھہ پشت مبارک سے اُٹھا لیا اور اسد اللہ داد خواہ جلد آ اور اپنی عرضی لا حضرت
آیا اور عرضی لایا پہلے پانچ کاغذون کی نقلین علی الترتیب پڑھی جاوین پہر سر رشتہ دار صاحب
بکمال امانت و دیانت عرضی سناوین **نقل عبارت برہان قاطع** آب وہ دست بکسر دال
ابجد و ہاے ہوز اشارہ بحضرت رسول صلوات اللہ علیہ است خصوصًا و شخصے را نیز گویند کہ
بزرگ مجلس بود و آرایش صدر و زینت از و باشد عمومًا **نقل عبارت قاطع برہان**
از خامی عبارت چشم میپوشم و می خروشم کہ آب وہ دست مرکب از آب و دہ کہ صیغہ امر ست از دادن
و دست کہ با وجود معانی دیگر مسند را نیز گویند معنی ترکیبی رونق دہندہ مسند ہر آئینہ تا مسند را بطرف
نبوت یا رسالت یا ہدایت مضاف نگردانند بمقام لغت فرو نیارند بلکہ در ہیچ اکابر و صدور نیز
بے اضافۂ لفظ امارت و شوکت و امثال اینہا نگارند کہ تنہا آب وہ دست افادۂ معنی شو بانندہ
دست میکند و آن خود اہانتی ست قبیح بیچارہ در نظم و نثر لغت آب وہ دست رسالت دیدہ است
و تتمۂ مضمون را لغت اندیشیدہ است **نقل عبارت ساطع برہان** آب وہ دست خدا
نکند کہ این اعتراض از جانب مرزا سے من باشد کور سوادے ہیچمدان گفتہ باشد بخاطر داشت آن
در ہیچ کتاب کرد و ورنہ این کنایہ قابل اعتراض نیست چہ آب وہ دست جملہ ترکیبی صفت دست کہ
در عربی و فارسی بمعنی مسند ست مضاف و مضاف الیہ کہ معنی محذوف باید دانست یا کلامی ست
مستقل بترادف بالا دست مضاف و مضاف الیہ کہ معنی صدر و مسند بزرگ قوم باشد صاحب
موید الفضلا در لغت فارسی این لغت را بسند و کتابے کہ آداب تحقیق باشد ہمین صورت
و صحت بہمین معنی نگاشت و در مدار نیز و صاحب رشیدی آوردہ کہ آب وہ دست بمعنی بزرگ
مجلس و معنی ترکیبی آن رونق دہ صدر و مسند **قولہ** بیچارہ در نظم و نثر لغت آب وہ دست رسالت
دیدہ و تتمۂ مضمون را لغت اندیشیدہ است انتہی **قول جامع** این کنایہ را در نظم و

نثر بے اضافہ رسالت دیدہ است و ہمچنان در رشتہ تحریر کشیدہ است خاقانی گوید **شعر**
دست آب دہ مجاور انش ٭ ارزن دہ برج کو تر انش ٭ مبتصرہ پس گردان جناب اگر فراموش
نکند در شرح کنایہ ماہی چشمہ خضر در باب المیم جوید کہ میگویند کہ آب دہ دست استعارہ برائے
آنحضرت از خاقانی از رکاکت نیست و اے برین عقیدت کہ او را بہ پیمبرے بر داشتند و باز بہ نسبت
رکاکت سرنگون انداختند **نقل عبارت برہان قاطع** ماہی چشمہ خضر کنایہ از زبان و دہان
معشوق ست **قاطع برہان** یارب ماہی چشمہ خضر کدام لغت ست من در کتاب منطبعہ بدین
صورت دیدہ ام **مصرعہ** قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید ٭ در ضمیر میگذرد کہ ماہی چشمہ خضر خواہد بود
و آن خود مضمونی ست بطریق استعارہ بالکنایہ کہ سخنوری با خون جگر خوردہ باشد تا در نظم و نثر
خویش آوردہ باشد سپس ہر کہ این را در گفتار خویش آرد سرقہ خواہد بود از لغات مستقلہ و کنایہای
مشہورہ نیست کہ بکار دیگران روزگار آید شیر خدا کہ ترجمہ اسد اللہ است گوئی یکے از نامہاے
جناب ولایت پناہ است صد ہزار کس در کلام خویش آوردہ باشد و سرقہ نیست دکنی در بحث
شین مع الیاء شیر شرزہ غاب اسم حضرت امیر علیہ السلام نوشتہ و آن مضمونی ست کہ خاقانی در
قصیدہ قسیمہ بہم رساندہ شیر شرزہ خود صفتی ست عام کہ بر ہر مرد شجاع و سرہنگ جنگ جو اطلاق توان
کرد و غاب بمعنی بیشہ نیستان است ہر آئینہ این صفت سزاوار شان اسد اللہی باشد خاقانی
خود بطریق تنزل گفتہ ست اینچنین صفت اسم کسیکہ بعد از خدا و رسول او را بہ بزرگی توان ستود
چگونہ روا تواند بود ہمچنین آب دہ دست در باب الف ممدودہ اسم حضرت ختم المرسلین صلوات
اللہ علیہ قرار دادہ است و این لفظی ست در غایت رکاکت صفت لفظ پس غالب منع کرتا
ہے برہان دکنی کو کہ لفظ رکیک آن حضرت کے حق مین صرف نکر چنانکہ ہمدران فصل مفصل نوشتہ
ایم مقصود ما نیست کہ اینچنین مضامین لغت مستقل و کنایہ مقبول چرا قرار یابد و جز در شرح اشعاریکہ
حاوی این کلمات باشد چرا نگارش پذیرد و اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم آب ترجمہ ماکا
ہندی جس کی پانی اور بمعنی رونق و لطف بھی آتا ہے اور اسلحہ کی تیزی اور جواہر کی صفائی

کو بھی کہتے ہین دست ترجمہ ید ہے جسکی ہندی ہاتھ اور بمعنی قسم نوع اور بمعنی مسند بھی مستعمل ہے مگر اس مقام مین آب بمعنی پانی اور دست بمعنی ہاتھ اور اس کی ترکیب یعنی آب دست اور اسکی مقلوب یعنی دست آب کے باب مین کلام ہے آب دست بحرکت و سکون موحدہ عموماً ترجمہ غسالہ ید ہے اور خصوصاً وضو کو کہتے ہین اہل عجم کی سند اوستاد کا شعر ہے نظافت رو بساقی کن اگر دل خستۂ کاید ست او سفا بخش ہمہ بیمار ہاست ؂ تخصیص کی سند نام حق کی بیت ہے آب دست و نماز باید کرد ؂ دل مقام گداز باید کرد ؂ عرف مین آب دست کس عضو کے غسل کو کہتے ہین ہم تو اتنا پوچھکر چپ ہو رہتے ہین پس آب دہ دست اور دست آب دہ کے معنی وضو کرنے والا اور ہاتھ دہولانے والا آب بمعنی رونق اور دست بمعنی مسند کا یہان احتمال محض جہل اور صرف اہمال یہ تو میرا قول ہے کہ آب دہ دست رسالت رسول کو کہہ سکتے ہین ایک بے ادب فقط آب دہ دست کہتا ہے اور ہم منہ تکتے ہین منشی سعادت علی کو نہ علم نہ فہم اُسنے قباحت کو نہ جانا مرزا رحیم بیگ صاحب افسوس کی بات ہے کہ تمنے اس بیان خاص مین قاطع برہان والے کے قول کو کیونکر مانا یہ سراسر بے پردہ اشرف الانبیا علیہ و آلہ السلام کی تذلیل اور توہین ہے اور جو پیمبر کو ایسا کہے وہ مجموع اہل اسلام کے نزدیک مرتد اور مردود و بے دین ہے بلکہ مخالفین بھی جو مسلمان اپنے پیمبر کو برا کہے اُسکو برا جانینگے یقین ہے پس پیمبر کا آب دہ دست نام رکھنے والا مورد لعنۃ اللہ و ملائکۃ والناس اجمعین ہے خاقانی کے شعر کے لکھنے سے آپکی کیا مراد ہے یہ شعر قطعہ بند اور اس کا پچھلا شعر مجکو یاد ہے پہلے پوچھنا ہو تا کہ دست آبدہ کا فاعل اور شین کا مرجع تمنے کسکو ٹھہرایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نشان اسمین بطریق مذکور یا مقدر کہان پایا جب اس مصرع کی رو سے مصرع دست آبدہ ہجا اور نقش دست آبدہ پیمبر کا نام قرار پایا تو دوسرے مصرع کے سیاق مصرع ارزن دہ بیچ کو ترا نقش ارزن دہ کا خطاب بھی حضرت پر صادق آیا سبحان اللہ حبان مصطفیٰ اور مجتبیٰ رحمۃ للعالمین و خاتم المرسلین آپ کے القاب ہین وہان آب دہ دست بھی آپکا لقب ٹھہرایا مرزا جی مین

ترک جاہل ہون جا بجا ہے اگر مجکو گالیان از رو ے عتاب دو گے خدا کیواسطے پیمبر کو کیا جواب دو گے بندہ پرور خاقانی کا شعر قطعہ بند ہے اور اس شعر کا پہلا شعر یہ ہے اشعار روح از پے آبروے خود را ✤ خلد از پے رنگ و بوے خود را ✤ دست آب دہ مجاورانش ✤ ارزن دہ برج کوترانش ✤ اوپر کے دونون مصرعون مین را کا لفظ زائد ہے پہلا مصرع تیسرے مصرع سے اور دوسرا مصرع چوتھے مصرع سے متعلق نثر اسکی فارسی مین یون ہوتی ہے (روح از پی آبروے خود دستاب دہ مجاوران اوست وخلد از پی رنگ و بوے خود ارزن دہ کبوتران اوست) یہ دونون شعر کعبہ معظمہ کی تعریف مین اور دونون شینون کی ضمیر بطرف کعبہ راجع اس اظہار کی تصدیق تحفۃ العراقین سے کیجیے اور ہندی کی چندی غالب سے سن لیجیے روح اپنی افزایش آبرو کے واسطے وضو کا پانی دیتی ہے کعبہ کے مجاورون کو اور خلد اخذ رنگ و بو کے واسطے دانہ کھلاتا ہے کعبہ کے کبوترون کو وضو کا پانی دینا اور کبوترون کو دانہ کھلانا ادنی خدمت ہے خدا کیواسطے مخدوم کونین کو خادم کہنا مدح ہے یا مذمت ہے معہذا خاقانی کے اس مصرع سے دست آب دہ پیمبر کو سمجھنا بے اعتنائی اور غفلت ہے خاقانی نے روح کو آبدست دہ کا فاعل مانا تمنے پیمبر کو معًا اس فعل کا فاعل اور ایک فعل کا دو فاعل سے متعلق ہونا کیونکر جائز جانا قافلہ شد یعنی قافلہ رفت یعنی قافلہ سالار رفت یعنی رسول مقبول رحلت کر دیہ قاف مع الالف مین کلام اُسی مستہن رسول کا ہے دست آب دہ کی شرح مین تحقیر اور قافلہ شد مین استہزا ہے برہان قاطع والا اگر یہ قباحتین نہین سمجھا ہے تو احمق ہے اور اگر سمجھکر لکھتا ہے تو کافر مطلق ہے اب سیرے خونابۂ زخم دل کی روانی اور قلم کی خونابہ فشانی دیکھیے تبصرہ مندرجۂ حاشیۂ ساطع برہان کے حق مین کیا فرماتے ہو اور اس فقرہ اخیر کو (با زور نشیب رکاکت سر اندر اختند) کس کا لکھا بتاتے ہو سنو فخر الفضلا و ختم العلما امیر الدولہ مولوی محمد فضل حق رحمۃ اللہ علیہ نے رد عقائد وہابیہ مین بزبان فارسی ایک رسالہ لکھا ہے اور اس عہد کے علما کی اُسپر مہرین ہین اُس رسالہ مین جناب مولوی صاحب مرحوم لکھتے ہین کہ اگر کوئی شخص کہے کہ حضرت کو قوت مجامعت بہت

تھی حالانکہ یہ امر واقعی ہے یا یہ کہے کہ آپ کی ردا میلی تھی اگرچہ اُسوقت مین ہو لیکن چونکہ ایک گونہ سوء ادب اور اہانت ہے حاکم اہل اسلام کو چاہیئے کہ اِس قول کے قائل کو سزا دے اور اگر حاکم سزا نہ دے تو اہل شہر پر عزل حاکم واجب ہے اور اگر اہل شہر ایسا نہ کرین تو وہ شہر دار الحرب ہے پس بموجب فتواے علماے اسلام فقرۂ مذکور کا لکھنے والا کفر مین شداد سے اشد اور کذب مین مسیلمہ کذاب سے سوا ہے خیبہ عقبیٰ مین وہ خالق کا مقہور اور دنیا مین خلق کا مطعون ہوگا مجکو کیا مجھے تمیز ہنسی آتی ہے بعضی بات سمجھی نہین جاتی ہے خاقانی روح کو آبدست وہ مجاوران حرم کہتا ہے تم کہتے ہو کہ خاقانی دست آب وہ اسم پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کہتا ہے مولوی امام بخش نے تمکو بہت کچھ پڑھایا مگر طریقہ استنباط معنی نہ بتایا میرے حق مین جو کچھ خود بھی نہین سمجھتے کہ کیا کہتے ہو مین نے اِس کے سوا (کہ خاقانی بطریق تنزل گفتہ است) اور کیا کہا ہے جو مجھے برا کہتے ہو وہ بھی ذکر شیر شرزہ غاب مین نہ دستاب وہ کے باب مین اُسنے جناب امیر المومنین کے واسطے ایک لفظ سہل سرسری لکھا مین نے قبول نہ کیا اور اُسکے قول کا تنزل ظاہر کر دیا آنحضرت کو اُسنے آبدہ دست یا دستیاب وہ کہان لکھا اور کیون لکھتا نہ احمق تھا نہ بے ادب جب اُسنے نہین لکھا تو مین اُس سے کیون اُلجھون اور کب اُلجھا نہ کج فہم ہون ۔ نہ مغلوب الغضب آبدہ دست کے پردے کُھل گئے بے اضافہ لفظ آخر دست بمعنی مسند نہ آئیگا آبدہ دست ہاتھ دھلانے والا کہلائیگا ہان ایک طور ہے تمنے اُسکو اور سے لکھا ہے مین بطریق ابلغ و احسن لکھتا ہون یعنی تخت اورنگ سلاطین کے جلوس کیواسطے اور وسادہ و مسند امرا کے جلوس کیواسطے موضوع ہے نظر اس اصل پر سلطان کو زیب افزاے اورنگ بے اضافہ لفظ سلطنت اور امیر زینت بخش مسند بے افزائش لفظ امارت لکھو انبیا خصوصًا سید الانبیا مسند پر کب بیٹھے تھے اُن کے غلامون کو امارت ننگ ہے اور زمزمۂ الفقر فخری بلند آہنگ ہے میرے خداوند کا فرش حصیر تا گلیم رداے صحا بسطح خاک مین موسن مجرم اپنے اُس خداوند کو جسکی شان مین یہ مصرع اگرچہ مجمل ہے مصرعہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر لیکن قول فیصل ہے آبدہ دست و زینت بخش مسند

کیونکر سمجھون بلکہ مجموع اہل اسلام بشرط فہم صحیح و طبع سلیم گوارا نہ کرینگے کہ وہ صفت عام جو دنیا داروں کیواسطے ہے قبلہ دین و دنیا پر صادق آئے دکھنی اور اُسکے نفضلہ خوار قابل خطاب نہین ایہا الاخ المکرم فضلہ خوار جواب ہی پس گردان جناب کا یہ کلمہ مستوجب عتاب نہین یقین کہ آپنے اب تو ازروے دلالت لفظ و معنی جان لیا ہوگا اور اس فقیر حقیر کو نظر بہ قومیت ترک و پیشہ آبائی سپاہ گری عس المحققین خطاب دیا ہوگا جاننا اس امر کا کہ آبدہ دست مین آگر آب سے پانی اور دست سے ہاتھ مراد لین تو اُسکو اسم پیمبر سمجھنا کتنی بے ادبی ہے اور اگر آب کو بمعنی رونق اور دست کو بمعنی مسند مانین تو بے الحاق لفظ نبوت و ہدایت حضرت کو اس ترکیب کا مشار الیہ سمجھنا کیسی بوالعجبی ہے آبدہ دست رونق بخش مسند صفت ہے عموماً منعمان مالدار کی یہانتک کہ اس اصطلاح سے تعریف کرسکتے ہین صرافان و ساہوکاران بلا دو امصار کی ہین اب قطع کلام کرتا ہون اور آپ کو بکمال تعظیم سلام کرتا ہون پیمبر کی تحقیر کو مسلم رکھتے ہو تم جانو اور سید ابرار خاقانی پر بہتان کرتے ہو تم جانو اور وہ میدان معنی کا شہسوار مجکو جسقدر تمنے لکھا ہے یا کوئی اور لکھ رہا ہے اگرچہ وہ سب لغو اور جھوٹ ہے معقول اور راست نہین لیکن واللہ مجکو عرصۂ محشر مین اُسکی باز خواست نہین شعر زمین عشق بکونین صلح کل کردیم ٭ تو خصم باش و زما دوستی تماشا کن

۱۴۰ ۱۳۱ - مولوی عبد الرزاق شاکر کے نام

مخدوم مکرم مظہر لطف و کرم جناب مولوی صاحب اشرف الوکلا درویش گوشہ نشین غالب حزین کا سلام آپکے عنایت نامہ کے ورود سے مین آپکا احسان مند ہوا اور دل سے آپکو دعائین دین کیون حضرت آپ حیران ہوئے ہونگے کہ یہ شخص اتنا فضول اور لغو کیون ہے خط کے پہونچنے سے اظہار منت پذیری اگرچہ اثنا نہین کیا ہے اب اس خوشی اور دعائین دینے کی وجہ سنیے یعنی آپ کے سبب سے مین نے اپنے والا برادر از جان عزیز تر بدل نزدیک و از دیدہ دور نا مہربان بخود مغرور میر قاسم علی خان کا رقعہ اپنے نام کا پایا الحمد للہ اگر آپ باعث نہوتے تو بھائی صاحب کا ہے کو مجکو خط لکھتے اُنہین سے پوچھیے کہ کبھی تمنے اسد کو خط لکھا ہے پس بعد

اس توضیح کے آپکی تحریر کا جواب لکھتا ہون آپکا واسطے اصلاح کلام کے رجوع کرنا میری طرف موجب نازش کا ہے میرا طریق اس فن خاص میں یہ ہے کہ جو شعر بے عیب ہوتا ہے اسکو بدستور رہنے دیتا ہون اور جہان لفظ کے بدلے لفظ لکھتا ہون اسکی وجہ خاطرنشان کرسکتا ہون تاکہ آیندہ صاحب کلام اُس قسم کے کلام مین خود اپنے کلام کا مصلح رہے مطلع کا یہ مصرع مصرعہ سرخوش و سرشار و مستم یللی ٭ لسان فارسی مین سرشار صفت ہے پیالے کی معنی لفظی اسکے لبریز پس شارب کو لبریز کیونکر کہینگے اور یہ جو اُردو مست و سرشار مترادف المعنی استعمال مین آتے ہین امر جدا گانہ ہے فارسی مین تتبع اُردو کا ناجائز رند عالم سوز شعرائے عجم مین بمعنی زندیے نام و ننگ آیا ہے جیسا کہ اوستاد کہتا ہے مصرعہ رند عالم سوز را با مصلحت بینی چہ کار ٭ حسن مطلع مست تھا میر سید بر بادہ الخ بر شیشہ یہان انسب ہے از لحد چون خاک جسم خاک کو جسم سے کیا علاقہ (نقد جان را مہر بستم یللی) تعقید معنوی ہے طالب عہد الستم طالب عہد الست یعنی عہد الست کس سے مانگتا ہے ہان سرخوش عہد الست مجمل و بموقع ۱۲ متوقع ہون کہ میرا یہ رقعہ جو آپکے نام کا ہے جناب میر قاسم علیخان صاحب کو پڑھا دیجیے گا اور اب جو آپ مجھے خط لکھین تو یہ بھی لکھیے گا کہ ہنوز وہ صدر امین ہین یا ترقی کی اور صدر الصدور ہوگئے اور اگر ترقی نہین کی تو کیا وجہ ۱۲

۱۳۴	۱۳۲ - مولوی عبد الرزاق شاکر کے نام	

جناب مولوی صاحب مخدوم مولوی محمد عبد الرزاق صاحب شاکر کی خدمت مین بعد سلام یہ التماس ہے کہ مولوی صاحب عالیشان مولوی مفتی اسد اللہ خان بہادر کی خدمت مین فقیر کا سلام پہونچائیے مین آپ سے عرض کرتا ہون مگر آپ مفتی صاحب سے کہیے کہ مجکو باوجود شدت نسیان آپکا تشریف لانا یاد ہے چھاپے کے اجزا اُٹھا کر مین نے آپکے سامنے ایک غزل اپنی پڑھی تھی جس کے دو شعر قطعہ بند ہین قطعہ از زندہ گوہرے چو من اندر زمانہ نیست خود را بخاک رہگذر حیدر افگنم ٭ منصور فرقۂ علی اللّٰہیان منم ٭ آوازہ انا اسد اللہ در افگنم ٭ خدا کرے حضرت کو بھی یہ واقعہ یاد ہو اتحاد اسمی دلیل مودت روحانی ہے اخی مکرمی میر قاسم علیخان

کو سلام پہونچے سال گذشتہ کی تعطیل کی طرح دلّی آکر مجھسے بے ملے نہ چلے جایئے گا پھر حضرت
مکتوب الیہ سے کلام ہے اشعار بعد حک و اصلاح کے پہونچتے ہین یہ رتبہ میری ارزش کے
فوق ہے کہ مین آپ کے کلام مین دخل و تصرف کرون بندہ نواز زبان فارسی مین خطون کا لکھنا
پہلے سے متروک ہے پیرانہ سری و ضعف کے صدمون سے محنت پژوہی و جگر کاوی کی قوت
مجھہ مین نہین رہی حرارت غریزی کو زوال ہے اور یہ حال ہے شعر مضمحل ہو گئے قوے غالب ؏
وہ عناصر مین اعتدال کہان ٭ کچھہ آپ ہی تخصیص نہین سب دوستون کو جنسے کتابت رہتی ہے
اردو ہی مین نیاز نامے لکھا کرتا ہون جن جن صاحبون کی خدمت مین آگے مینے فارسی زبان
مین خطوط و مکاتب لکھے اور بھیجے تھے اُنمین جو صاحب الی الآن ذی حیات موجود ہین اُنسے
بھی عند الضرورت اہی زبان مروج مین مکاتبہ و مراسلت کا اتفاق ہوا کرتا ہے پارسی مکتوبون
و رسالون و نسخون و کتابون کے مجموع شیرازہ بستہ و چھاپا ہو کر اطراف و اقصاے عجم مین پھیل گئے
حال کی نثرون کو کون فراہم کرنے جائے جان کنی کے خیالات نے مجھکو اُنکی تحریر و
تعلق و بار سے دست بردار آزاد و سبکدوش کر دیا جو نثرین کہ مجموع دیکھا ہو کر جہان جہان
منتشر ہو گئی ہین اور آیندہ ہون اُنہین کو جناب احدیت جلت عظمتہ مقبول قلوب
اہل سخن و مطبوع طبایع ارباب فن فرمائے اور مین اب انتہاے عمر ناپایدار کو پہونچکر آفتاب
لب بام اور ہجوم امراض جسمانی و آلام روحانی سے زندہ درگور ہون کچھہ یاد خدا ہی چاہیئے نظم
و نثر کی قلمرو کا انتظام ایزد دانا و توانا کی عنایت و اعانت سے خوب ہو چکا اگر اُسنے چاہا تو دنیا مین
تک میرا نام و نشان باقی و قایم رہے گا پس امیدوار ہون کہ آپ اُنھین نذور محقرہ یعنی
تحریرات روزمرہ اردوے سادہ دسرسری کو تا امکان غنیمت جانکر قبول فرماتے رہین اور
درویش دلریش و فرو ماندہ کشاکش معاصی کے خاتمہ بخیر ہونے کی دعا مانگین الیدب
ماسواے ہوس ۱۲ التعقید معنوی کو حضور خود جانتے ہونگے اسکی توضیح و تفصیل مین تحصیل
حاصل و تطویل لاطائل کی صورت نظر آتی ہے لہذا خامہ فرسائی بروے کار نہین آئی !!

۱۳۳- مولوی عبد الرزاق شاکر کے نام

حضرت تین دوستون سے نئے مولف محرق پر جسکا نام صاحب تب محرق رکھا گیا ہے جو تی بیزار کی ہے ایک رسالہ جو موجود تھا بھیجا جاتا ہے وہ دو نسخے بھی اگر بہم پہونچ گئے تو بھجوا دونگا غزل بعد اصلاح کے جاتی ہے طرز فقیر مبارک ہو۔

۱۳۴- مولوی عبد الرزاق شاکر کے نام

حضرت مطالب علمی و شرعی کا لکھنا موقوف سوال پر ہے جب حضور کی طرف سے کوئی سوال آئے گا بقدر اپنے معلوم کے جواب لکھا جائیگا شعر ہین اپنے گنہ عزیل امید ❊ ایمان کہان ہے ایک ڈر ہے ❊ اس شعر مین قصد اچھا ہے مگر بیان ناقص ہی مطلب تو یہ ہے کہ صرف خوف اصل ایمان نہین رجا کا بھی شمول چاہیے اور یہ بات اس تقریر مین سے نکلتی نہین۔

۱۳۵- مولوی عبد الرزاق شاکر کے نام

پیرو مرشد مصرعہ اک شمع ہے دلیل سحر سو خموش ہے ❊ یہ خبر ہے پہلا مصرع مصرعہ ظلمتکدے مین میرے شب غم کا جوش ہے ❊ یہ مبتدا ہے شب غم کا جوش یعنی اندھیرا ہی اندھیرا ظلمت غلیظ سحر ناپیدا گویا خلق ہی نہین ہوئی ہان دلیل صبح کی بود پر ہے یعنی بجھی ہوئی شمع اس راہ سے کہ شمع و چراغ صبح کو بجھ جایا کرتے ہین لطف اس مضمون کا یہ ہے کہ جس شے کو دلیل صبح ٹھہرایا وہ خود ایک سبب ہے منجملہ اسباب تاریکی کے پس دیکھا چاہیے جس گھر مین علامت صبح موجب ظلمت ہوگی وہ گھر کتنا تاریک ہوگا شعر متقابل ہے مقابل میرا ❊ رک گیا دیکھ روانی میری ❊ تقابل و تضاد کو کون نہ جانیگا نور و ظلمت شادی و غم و راحت و رنج و وجود و عدم لفظ استقبال اس مصرع مین بمعنی مرجح ہے جیسے حریف کہ بمعنی دوست کے بھی مستعمل ہے مفہوم شعر یہ کہ ہم اور دوست از روے خو و عادت ضد ہمدگر ہین وہ میری طبع کی روانی دیکھ کر رک گیا غزل بعد اصلاح کے پہونچتی ہے آپ اپنی طرف سے اسکو استصلاح سمجھتے ہین اور مین اسکو اپنی جانب سے استفادہ جانتا ہون والسلام ۱۲

۱۳۶۔ مولوی عبدالرزاق شاکر کے نام

فقیر اسداللہ نے اس کاغذ کے لفافے پر مرسلۂ محمد عبدالرزاق جعفری الحیدری اور
تلکٹ پر شاکر دیکھہ کر دیر تک غور کی کہ یہ دو صاحب ہین بعد تامل یاد آیا کہ مولوی عبدالرزاق صاحب
اسم شریف اور شاکر تخلص ہے غور کیجیے کہ نسیان کا کیا عالم ہے واللہ اگر مجکو یاد ہو کہ سابق مین
کوئی غزل آپ کی آئی ہو یہ لفافہ لکہا ہوا مع ایک اگست سال حال کا کل مین نے ڈاک سے پایا
آج غزل کو دیکہا کل یہ لفافہ روانہ کرونگا شعر کوئی آتا نہین آگے ترے ہمتا ہو کر ❊ آئنہ جب نظر
آیا ہے تو اندھا ہو کر ❊ یہ مطلع دلنشین ہے مگر اتنا تامل ہے کہ آئینہ کو اندھا کہا چاہیے یا
نہین شعر مردم چشم سیہ جب نظر آتا ہے ترا ❊ بیٹھہ جاتا ہے مرے دل مین سویدا ہو کر ❊ مردم
آنکھہ کی پتلی مذکر نہین معشوق کی قید کیا ضرور دعوی حسن پرستی رہے عموماً یہ خوب ہے شعر
نظر آتی ہے جہان مردمک چشم سیاہ ❊ بیٹھہ جاتی ہے مرے دل مین سویدا ہو کر شعر حسرت مے
کے لئے پیر مغان کا ہے یہ حکم ❊ ریش قاضی کی رہے پنبۂ مینا ہو کر ❊ یہ شعر بے لطف ہو گیا کسواسطے
کہ جب قاضی کی ریش کہی تو وہ ایہام ریش قاضی کہان رہا ۱۲ کارگاہ ہستی مین الخ داغ ساماں
مثل انجم انجمن وہ شخص کہ داغ جس کا سرمایہ و سامان ہو موجودیت لالہ کی منحصر نمایش داغ پر
ہے ورنہ رنگ بو اور پہولون کا بہی لال ہوتا ہے ۱۲ بعد اسکے یہ سمجہہ لیجیے کہ پہول کے درخت
یا غلہ جو کچہہ بویا جاتا ہے دہقان کو جوتنے بونے پانی دینے مین مشقت کرنی پڑتی ہے اور ریاضت
مین لہو گرم ہو جاتا ہے مقصود شاعر کا یہ ہے کہ وجود محض رنج و عنا ہے و مزارع کا وہ لہو جو کشت و کار
مین گرم ہوا ہے وہی لالہ کی راحت کے خرمن کا برق ہے حاصل موجودیت داغ اور داغ
مخالف راحت اور صورت رنج غنچہ تا الخ کلی جب نئی نکلے بصورت قلب صنوبری نظر آئے اور
جب تک پہول بنے برگ عافیت معلوم یہان معلوم بمعنی معدوم ہے اور برگ عافیت بمعنی مایۂ
آرام مصرعہ برگ عیشی بگور خویش فرست ❊ برگ اور سر و برگ بمعنی ساز و سامان ہی خواب گل
شخصیت گل باعتبار خموشی و برجاماندگی پریشانی ظاہر ہے یعنی شگفتگی وہی پہول کی پنکھڑیون کا

بکھرا ہوا ہونا غنچہ بصورت دل جمع ہے باوصف جمعیت دل گل کو خواب پریشان نصیب ہے ہمسے ریخ الخ بپشت دست صورت عجز۔ اور خس بدندان وکاہ بدندان گرفتن بھی اظہار عجز ہے پس جس عالم مین کہ داغ نے پشت دست زمین پر رکھدی ہو اور شعلہ نے تنکا دانتون مین لیا ہو ہمسے ریخ واضطراب کا تحمل کس طرح ہو قبلہ ابتدائے فکر سخن مین بیدل و اسیر و شوکت کے طرز پر ریختہ لکہتا تھا چنانچہ ایک غزل کا مقطع یہ تھا ۵ طرز بیدل مین ریختہ لکھنا ✤ اسد اللہ خان قیامت ہے ✤ ۱۵ برس کی عمر سے ۲۵ برس کی عمر تک مضامین خیالی لکھا کیا دس برس مین بڑا دیوان جمع ہوگیا آخر جب تمیز آئی تو اس دیوان کو دور کیا اوراق یک قلم چاک کئے دس پندرہ شعر واسطے نمونہ کے دیوان حال مین رہنے دئے ۱۲ بندہ پرور اصلاح نثر کی ضرورت نہین آپکی انشا کی یہ روش خاص دلچسپ اور بے عیب ہے اس وضع کو نہ چھوڑیو اور جو میرا تتبع اور مجھپر توجہ منظور ہو تو پنج آہنگ وغیرہ میری مصنفات کو بامعان نظر و صرف ہمت ملاحظہ فرمایئے اور مشق بڑھایئے چشم بد دور طبیعت حضور کی نہایت عالی اور مناسب اس فن کے ہے مین آپ کی رسائی ذہن اور قوت قلم سے امید قوی رکھتا ہون کہ عنقریب بہت خوب لکھیئے گا میرے اور تمام دوستون کے فخر اور دشمنون کے رشک ہوجایئے گا ان ہذا من برکۃ العلم یا مولانا وبالفضل والکمال مولانا ۱۲

۶ ۱۱۳ | ۳۷۔ مولوی عبدالرزاق شاکر کے نام

قبلہ وکعبہ فقیر پا در رکاب ہے سہ شنبہ چہار شنبہ ان دونون دنون مین سے ایک دن عازم رام پور ہون گا تقریب وہان کے جانے کی رئیس مرحوم کی تعزیت اور رئیس حال کی تہنیت دو چار مہینے وہان رہنا ہوگا اب جو کوئی خط آپ بھیجین تو رام پور بھیجین مکان کا پتا لکھنا ضرور نہین شہر کا نام اور میرا نام کافی ہے مخمس بعد اصلاح بھیجتا ہے حق تو یہ ہے کہ شعر آپ کہتے ہین اور حظ مین اٹھاتا ہون حسن اتفاق سے اصلاح خمسہ کے وقت دوست غمگسار یار وفا شعار علامۂ روزگار ختم العلماء المتبحرین مولوی مفتی صدر الدین خان صاحب بہادر

صدر الصدور سابق دہلی المتخلص بہ آزردہ دام بقاءہ وزرا و علاءہ کہ مجھسے ملنے کو غمخانے پر تشریف لائے ہوئے موجود تھے خمسہ کو دیکھ کر پسند فرمایا حضور کی بلاغت کی تحسین کی عربی مصرعون کے میرے ساتھ شریک غالب ہوکر مزے لوٹے اور آپکی شیرینی گفتار کے وصف مین تادیر عذب البیان اور رطب اللسان رہے اور مجھسے بقدر میرے معلوم و بیان کے آپکی صفات حمیدہ سے واقف و آگاہ ہوکر بہت شاد و خرسند ہوئے مبارک ہونا دیدہ و غائبانہ یعنی محض مشتاقانہ بہ تمنائے ملاقات عجز و نیاز لکھنے کو ارشاد کر گئے ہین لہذا مین لکھتا ہون قبول فرمائیگا ۱۲

۱۳۸ - مولوی عبدالرزاق شاکر کے نام	۱۸۶۷

قبلہ پہلے معنی ابیات بے معنی سنیے نقش فریادی الخ ایران مین رسم ہے کہ داد خواہ کاغذ کے کپڑے پہنکر حاکم کے سامنے جاتا ہے جیسے مشعل دن کو جلانا یا خون آلودہ کپڑا بانس پر لٹکا کر لیجانا بس شاعر خیال کرتا ہے کہ نقش کسکی شوخی تحریر کا فریادی ہے کہ جو صورت تصویر ہے اس کا پیرہن کاغذی ہے یعنی ہستی اگرچہ مثل تصاویر اعتبار محض ہو موجب رنج و ملال و آزار ہے شوق ہر رنگ الخ رقیب بمعنی مخالف یعنی شوق سر و سامان کا دشمن ہے دلیل یہ ہے کہ قیس جو زندگی مین ننگا پڑا پھرتا تھا تصویر کے پردے مین بھی ننگا ہی رہا لطف یہ ہے کہ مجنون کی تصویر باتن عریان ہی کھنچتی ہے جہان کھنچتی ہے زخم نے داد الخ یہ ایک بات مین نے اپنی طبیعت سے نئی نکالی ہے جیساکہ اس شعر مین شعر نہین ذرایعہ راحت جراحت پیکان + وہ زخم تیغ ہے جسکو کہ دل کشا کہیے + یعنی زخم تیر کی توہین بسبب ایک رخنہ ہونے کے اور تلوار کے زخم کی تحسین بسبب ایک طاق سا کھل جانے کے زخم نے داد نہ دی تنگی دل کی یعنی زائل نہ کیا تنگی کو پرفشان بمعنی بیتاب اور یہ لفظ تیر کے مناسب حال معنی یہ کہ تیر تنگی دل کی داد کیا دیتا وہ تو خود ضیق مقام سے گھبرا کر پرفشان اور سراسیمہ نکل گیا نامہ غالب کا مکتوب الیہ رحیم بیگ نامی میرٹھ کا رہنے والا ہے دس برس سے اندھا ہو گیا ہے کتاب پڑھ نہین سکتا سن لیتا ہے عبارت لکھ نہین سکتا لکھوا دیتا ہے بلکہ اسکے ہموطن ایسا کہتے ہین کہ وہ قوت علمی

بھی نہین رکھتا اور دون سے مدد لیتا ہے اہل دہلی کہتے ہین کہ مولوی امام بخش صہبائی سے اسکو
تلمذ نہین ہے اپنا اعتبار بڑھانے کو اپنے کو اُنکا شاگرد بتاتا ہے مین کہتا ہون کہ وا سے
اُس پیچ و پوچ پر جسکو صہبائی کا تلمذ موجب عز و وقار ہو رسالہ اُسکا ساطع برہان دلّی پہونچکر ڈھونڈونگا
اگر مل گیا تو خدمت مین پہونچے گا جناب مستطاب میر قاسم علی خان صاحب
صادق القول ہین میرے گھر آئے ہونگے دروازہ بند پایا ہوگا مگر ایک خدشہ ہے کہ حضرت مین
اور میرے بھائی مرزا علی بخش خان مین بہت ربط و اتحاد تھا اور وہ مرحوم خدائش بیامرزاد کذب و
گزاف مین ضرب المثل تھا اس تصور سے اگر مین اس جملے کے سچ جاننے مین تامل کرون تو میرا
تامل بیجا نہوگا بہرحال اُنکو میرا سلام کہیے گا ۱۲ سیلاب چین ایک لفظ ہے ہندیان فارسی دان کا
اصل لغت چلپچی اور یہ لغت ترکی ہے معہذا حباب آسمان جب تک کہ آسمان کو بحر یا دریا نہ کہین
حباب آسمان نہ مقبول نہ مسموع وناتت مسموع ہے اگر فتحہ الف کا اشباع جائز ہو ورنہ وناتت پروری
کی جگہہ ادنی پروری بہتر ہے بلکہ وناتت یا وناءت بہرحال صفت ہے پرورش موصوف کی چاہیے
نہ صفت کی والسلام ۱۲

۱۳۹ مولوی عبد الرزاق شاکر کے نام ۸ مئی

قبلہ آپکو یہ تو معلوم ہو گیا ہوگا کہ ۸ - جنوری کو فقیر دلّی پہونچا تھکا ماندہ خستہ رنجور ہنوز
افاقت کلی نہین پائی آج صبحدم ہوا بند ہے دہوپ تیز ہے پشت بآفتاب تکیہ کے
سہارے سے بیٹھا ہوا یہ سطرین لکھہ رہا ہون غزل پہونچتی ہے گوند مین لتھڑکر ایک ٹکڑا کاغذ
کا الگ ہو گیا ہے حضرت باحتیاط اُسکو لفافے سے نکالین بیت ہے تمہارا آفتابہ آفتاب آسمان
دیکھ لو اپنی چلپچی مین حباب آسمان ❊ اگر پسند آئے تو اس مطلع کو یون رہنے دیجیے مولوی نظامی
گنجوی علیہ الرحمۃ کا ایک شعر طالب علمون کے ہاتھ پڑا اُنھون نے از روے قواعد نحو اُسمین
کلام کرنا شروع کیا مولوی کے پاس جب وہ کلمات پہونچے تو فرمایا کہ یاران شعر مرا بمدرسہ کہ
بردجو صاحب یہ فرماتے ہین کہ مجموع پہلا مصرع مبتدا نہین ہو سکتا اُنسے پوچھا چاہیے کہ کیا

آپ اُسی پہلے مصرعہ مین سے (ظلمتکدے مین میرے) اسکو مبتدا اور (سب غم کا جوش ہے) اسکو خبر ٹھہراتے ہین پس اگر یون ہے تو بھی مدعا حاصل ہے دوسرا مصرع دوسری خبر سہی آخر یہ بھی تو مسلمات فن نحو مین سے ہے کہ ایک مبتدا کی دو بلکہ زیادہ خبر ہو سکتی ہین ہان ایک قاعدہ اور ہے یعنی جملہ فعلیہ کے ماقبل جو عبارت ہوتی ہے اُسکو مبتدا نہین کہتے اِس مطلع کا مصرعہ ثانی جملہ اسمیہ ہے اپنے ماقبل مبتدا کو قبول کرتا ہے اگر ہمنے نظر اس دستور پر مصرعہ اول کو مبتدا کہا تو بھی قباحت لازم نہین آتی بہرحال جو وہ صاحب اسی پہلے مصرع کو قرار دین وہ مجھے قبول ہے مگر شعر میرا مہمل نہین زیادہ اس سے کیا لکھون بھائی میر قاسم علیخان صاحب کو بندگی ۱۲

۱۴۰ – مخدوم مکرم قاضی عبد الجمیل کے نام

مخدوم مکرم و معظم جناب مولوی عبد الجمیل صاحب کی خدمت مین بعد ابلاغ سلام مسنون الاسلام کے عرض کیا جاتا ہے کہ آپ کی ارادت میرا ذریعہ فخر و سعادت ہے دو عنایت نامے آپکے اوقات مختلف مین پہونچے پہلے خط کے حاشیہ اور پشت پر اشعار لکھے ہوئے ہین سیاہی اس طرح کی پھیکی کہ حروف اچھی طرح پڑھے نہین جاتے اگرچہ بینائی میری اچھی ہے اور مین عینک کا محتاج نہین لیکن باینہمہ اُسکے پڑھنے مین بہت تکلف کرنی پڑتی ہے علاوہ اسکے جگہہ اصلاح کی باقی نہین چنانچہ اُس خط کو آپ کی خدمت مین واپس بھیجتا ہون تاکہ آپ یہ نہ جانین کہ میرا خط پھاڑ کر پھینک دیا ہوگا اور معہذا میرا اندیشہ آپکو بھی ہو جائے آپ خود دیکھ لین کہ اسمین اصلاح کہان دیجائے واسطے اصلاح کے جو غزل بھیجے اسمین بین الافراد و بین مصرعہا فاصلہ زیادہ چھوڑیے اب کے خط مین جو کاغذ اشعار کا ہے حروف اُسکے روشن ہین مگر بین السطور مفقود اور اصلاح کی جگہہ معدوم آپکی خاطر سے رنج کتابت اُٹھاتا ہون اور ان دونون غزلون کو بعد اصلاح لکھتا جاتا ہون مسودہ تو آپکے پاس ہوگا اس سے مقابلہ کر کر معلوم کر لیجیے گا کہ کس شعر پر اصلاح ہوئی اور کیا اصلاح ہوئی اور کون سی بیت موقوف ہوئی مشاعرہ یہان شہر مین کہین نہین ہوتا قلعہ مین شہزادگان تیموریہ جمع ہو کر کچھہ غزلخوانی کر لیتے ہین وہان کے مصرعہ طرحی کو کیا کیجیے گا اور اسپر غزل لکھہ کر کہان پڑھیے گا مین کبھی

اُس محفل میں جاتا ہوں اور کبھی نہیں جاتا اور یہ صحبت خود چند روزہ ہے اسکو دوام کہاں کیا معلوم ہے
ابھی نہ وابکی ہو تو آیندہ نہو والسلام مع الاکرام ۱۲

۱۴۱ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

قبلہ آپ کو خط کے بھیجنے میں تردد کیوں ہوتا ہے ہر روز دو چار خط اطراف و جوانب سے آتے ہیں گاہ گاہ انگریزی بھی اور ڈاک کے ہرکارے بھی میرا گھر جانتے ہیں پوسٹ ماسٹر میرا آشنا ہے مجکو جو دوست خط بھیجتا ہے وہ صرف شہر کا نام اور میرا نام لکھتا ہے محلہ بھی ضرور نہیں آپ ہی انصاف کریں کہ آپ لال کنواں لکھتے رہے اور مجکو بلی ماروں میں خط پہونچتا رہا یہ آپ کے آپ نے حکیم کا نے کا نام کیسا لکھا ہے اس غریب کو تو شہر میں کوئی جانتا بھی نہیں خلاصہ یہ کہ خط آپکا کوئی تلف نہیں ہوا جو آپ نے بھیجا وہ مجکو پہونچا بات یہ ہے کہ شوقیہ خطوں کا جواب کہاں تک لکھوں میں نے آئین نامہ نگاری چھوڑ کر مطلب نویسی پر مدار رکھا ہے جب مطلب ضروری التحریر نہو تو کیا لکھوں اب کے آپکے خط میں تین مطلب جواب لکھنے کے قابل تھے ایک تو وہ رباعی جو آپ نے اس ننگ آفرینش کی مدح میں لکھی ہے اُسکا جواب بندگی ہے اور کورنش اور آداب دوسرا مدعا خط کے نہ پہونچنے کا وسوسہ سو اُس کا جواب لکھ چکا تیسرا امر جناب مولوی امتیاز خان صاحب کا میرے یہاں آنا اور میرا اُسوقت مکان پر موجود نہونا واللہ مجکو بڑا رنج ہوا اگر آپ سے ملیں تو میرا سلام کہیے گا اور میرا ملال اُن سے بیان کیجیے گا صبح کو میں ہر روز قلعہ کو جاتا ہوں ظاہرا مولوی صاحب اول روز آئے ہونگے جب سوار ہو جاتا ہوں تب بھی دو چار آدمی مکان پر ہوتے ہیں مولوی صاحب بیٹھتے حقہ پیتے اگر قلعہ جاتا ہوں تو پہر دن چڑھے آتا ہوں زیادہ اِس سے کیا لکھوں ۱۲

۱۴۲ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

آداب بجا لاتا ہوں آپکا نوازشنامہ پہونچا غزلیں دیکھی گئیں فقیر کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر کلام میں اسقام و اغلاط دیکھتا ہوں تو رفع کر دیتا ہوں اور اگر سقم سے خالی پاتا ہوں تو تصرف نہیں کرتا پس قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان غزلوں میں کہیں اصلاح کی جگہہ نہیں

۱۴۳- مخدوم مکرم قاضی عبد الجمیل کے نام

سبحان اللہ سر آغاز فصل مین ایسے ثمرہاے بیش رس کا بھیجنا نوید ہزار گونہ میمنت اور شادمانی ہے یہ ثمر رب النوع اثمار ہے اسکی تعریف کیا کرون کلام اس بات مین کیا چاہتا ہون کہ مین یاد رہا اور اہدا کا آپکو خیال آیا پروردگار آپ کو با اینہمہ روان پروری و کرم گستری و یاد آوری سلامت رکھے جمعہ کے دن جون دوپہر کے وقت کہار پہونچا اسی وقت خط کا جواب لیکر اور آم کے دو ٹوکرے دیکر روانہ ہوگیا یہان سے اسکو حسب الحکم کچھہ نہین دیا گیا خاطر جمع رہے ۱۲

۱۴۴- مخدوم مکرم قاضی عبد الجمیل کے نام

حضرت کیا ارشاد ہوتا ہے آگے اس سے جو آپکے اشعار آئے تھے وہ دو دن کے بعد اصلاح دے کر بھیج دئے خط ڈاک مین تلف ہوجاے تو میرا کیا گناہ آج آپکا یہ خط صبح کو آیا مین نے آج ہی دوپہر کو دیکھہ کر لفافہ کر کر ڈاک مین بھجوا دیا اب پہونچے یا نہ پہونچے دو باتین سنیئے طرح بسکون راے قرشت بمعنی فریب ہے لیکن اُردو مین یہ لفظ مستعمل نہین وہ دوسرا لفظ ہے طرح بحرکت راے قرشت بروزن فرح اس کو بسکون راے مہملہ بولنا عوام کا منطق ہے ہان غزل طرح کی زمین طرح کی یہ بسکون اور بمعنی روش و طرز و طرح ہے بفتحتین جناب مولوی احمد حسن صاحب کو میرا سلام پہونچے ۱۲

۱۴۵- مخدوم مکرم قاضی عبد الجمیل کے نام

صاحب وہ خط جسمین اشعار سید مظلوم کے تھے مجکو پہونچا اور مین نے اس خط کا جواب تمکو بھیجا اور ذکر اشعار قلم انداز کیا فارسی کیا لکھون یہان ترکی تمام ہے اخوان و احباب یا مقتول یا مفقود الخبر ہزار آدمی کا ماتم دار ہون آپ غمزدہ اور آپ غمگسار ہون اس سے قطع نظر کہ تباہ اور خراب ہون مرنا سر پر کھڑا ہے پا بر رکاب ہون طرح بالفتح بمعنی نمونہ اور بمعنی فریب صحیح لیکن طرح بفتحتین اور چیز ہے غیاث الدین رامپور مین ایک ملا مکتبی تھا نقل

جس کا ماخذ اور سند علیہ قتیل کا کلام ہوگا اُس کا فن لغت مین کیا فرجام ہوگا مصرعہ -
گیتم من کہ ابد بزیم ** لاحول ولا قوۃ یہ مصرع میرا نہین تا ابد بزیم یہ فارسی لالہ قتیل کی ہے
میرا قطعہ یہ ہے قطعہ گیتم من کہ جاودان باشم ** چون نظیری نماند وطالب مرد ** ور بگویند
در کدامین سال ** مرد غالب بگو کہ غالب مرد ** یہ مادہ تاریخ از روے نجوم نہین بلکہ از روے
کشف ہے انا للہ وانا الیہ راجعون ۱۲

۱۴۶ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

پیر و مرشد فقیر ہمیشہ آپکی خدمتگزاری مین حاضر اور غیر حاضر رہا ہے جو حکم آپ کا ہوتا ہے
اُس کو بجا لاتا ہون مگر معدوم کو موجود کرنا میری وسع قدرت سے باہر ہے اس زمین مین کہ جس کا
آپ نے قافیہ دردِ دل لکھا ہے مین نے کبھی غزل نہین لکھی خدا جانے مولوی درویش
حسن صاحب نے کس سے اُس زمین کا شعر لیکر میرا کلام گمان کیا ہے ہر چند مین نے خیال
کیا اس زمین مین میری کوئی غزل نہین دیوان ریختہ چھاپے کا یہان کہین ہے اپنے حافظہ پر
اعتماد نہ کر کر اُسکو بھی دیکھا وہ غزل نہ نکلی سُنئے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اور کی غزل میرے نام پر
لوگ پڑھ دیتے ہین چنانچہ انہین دنون مین ایک صاحب نے مجھے آگرہ سے لکھا کہ یہ غزل
بھیج دیجئے مصرعہ اسد اور لینے کے دینے پڑے ہین ** مین نے کہا لاحول ولا قوۃ اگر یہ میرا
کلام ہو تو مجھپر لعنت اسی طرح زمانہ سابق مین ایک صاحب نے میرے سامنے یہ مطلع پڑھا
شعر اسد اس جفا پر بتون سے وفا کی ** مرے شیر شاباش رحمت خدا کی ** مین نے سنکر عرض
کیا کہ صاحب جس بزرگ کا یہ مطلع ہے اُسپر بقول اُسکے رحمت خدا کی اور اگر میرا ہو تو مجھپر لعنت
اسد اور شیر اور بت اور خدا اور جفا اور وفا میری طرز گفتار نہین ہے بھلا ان دونون شعرون مین
تو اسد کا لفظ بھی ہے وہ شعر میرا کیونکر سمجھا گیا واللہ وہ شعر خدنگ سا زنگ کے قافیہ کا میرا نہین ۱۲

۱۴۷ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

حضرت بہت دنون مین آپ نے مجھکو یاد کیا سال گذشتہ ان دنون مین مین رامپور رہا

مارچ سنہ ۱۸۶۰ء مین یہان آگیا ہون اب یہین ہون اور یہین مین نے آپکا خط پایا ہے آپنے سرنامہ پر رامپور کا نام ناحق لکھا حق تعالیٰ والی رامپور کو صد و سی سال سلامت رکھے اُنکا عطیہ ماہ بماہ مجکو پہونچتا ہے کرم گستری و اُستاد پروری کر رہے ہین میرے رنج سفر اُٹھانے کی اور رامپور جانے کی حاجت نہین خلیفہ حسین علی صاحب رامپور مین مجھسے ملے ہونگے مگر واللہ مجکو یاد نہین نسیان کا عرض لاحق ہے حافظہ کو نذر کر دیا شامہ ضعیف سامعہ باطل باصرہ مین نقصان نہین البتہ حدت کچھہ کم ہوگئی ہے مصرعہ پیری و صد عیب چنین گفتہ اند بہر حال چونکہ مین دلّی مین ہون اور وہ رامپور سے آگئے ہین تو البتہ وہ آپکے پیام جو اُنکی زبان کے محول تھے بدستور اُنکی تحویل مین رہے اور مجھہ تک نہ پہونچے یہ شہر بہت غارت زدہ ہے نہ اشخاص باقی نہ امکنہ کتاب فروشون سے کہہ دون گا اگر میری نظم و نثر کے رسالون مین سے کوئی رسالہ آجائیگا تو وہ مول لیکر خدمت مین بھیج دیا جائیگا مصرعہ دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت پہ ایک دوست کے پاس بقیۃ النہب والغارت کچھہ میرا کلام موجود ہے اس سے یہ غزل لکھوا کر بھیجدونگا

۱۰۱ ۱۴۸۔ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

جناب قاضی صاحب کو بندگی پہونچے عنایت نامہ کے ورود نے شادمان کیا مگر سبب جو نگارش پذیر تھے اُنھون نے حیران کیا ابہام کی توضیح اور اجمال کی تفصیل کا مشتاق ہون آمون کے باب مین جو کچھہ لکھا یہ کیون لکھا اہل کو دوام کیا ضرور ہے خصوصاً جبکہ بذات خود حادث ہو حضرت اب کے سال ہر جگہ آم کم ہے اور جو کچھہ ہے وہ خشک اور بے مزہ ہے آم کہان سے ہو نہ پھاوٹ نہ برسات دریا پایاب ہوگئے کنوئین سوکھہ گئے اثمار مین طراوت کہان سے ہو جناب اس کا خیال نہ فرماوین اپنے کشف کو غلط کر دون گا برشگال آیندہ تک جیونگا اب کے سون بھی آم کھاؤنگا۔

۲ ۱۴۹۔ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

جناب مولوی صاحب آپکے دونون خط پہونچے مین زندہ ہون لیکن نیم مردہ

آٹھ پہر پڑا رہتا ہون اصل صاحب فراش مین ہون بیس دن سے پانون پر ورم ہو گیا ہے کف پا و پشت پا سے نوبت گذر کر پنڈلی تک آماس ہے جوتے مین پانون سماتا نہین بول و براز کے واسطے اُٹھنا دشوار یہ سب باتین ایک طرف درد محلل روح ہے ۱۲۷۷ھ ہجری مین میرا نہ مرنا صرف میری تکذیب کے واسطے تھا مگر اس تین برس مین ہر روز مرگ نو کا مزہ چکھتا رہا ہون حیران ہون کہ کوئی صورت زیست کی نہین پھر مین کیون جیتا رہون روح میری اب جسم مین یا اسطرح گھبراتی ہے جس طرح طائر قفس مین کوئی شغل کوئی اختلاط کوئی جلسہ کوئی مجمع پسند نہین کتاب سے نفرت شعر سے نفرت جسم سے نفرت روح سے نفرت یہ جو کچھ لکھا ہے بے مبالغہ اور بیان واقع ہے مصرع خرم آن روز کزین منزل ویران بروم ۔ ایسے مخمصہ مین اگر تحریر جواب مین قاصر رہون تو معاف ہون

۱۵۰ - مخدوم مکرم قاضی عبد الجمیل کے نام

قبلہ مجھے کیون شرمندہ کیا مین اس ثنا اور دعا کے قابل نہین مگر اچھون کا شیوہ ہے برون کو اچھا کہنا اس ہیچ گستری کے عوض مین آداب بجا لاتا ہون ۱۲

۱۵۱ - مخدوم مکرم قاضی عبد الجمیل کے نام

جناب قاضی صاحب کو میری بندگی پہونچے مکرمی مولوی غلام غوث خان صاحب بہادر میر منشی کا قول سچ ہے اب مین تندرست ہون پھوڑہ پھنسی کہین نہین مگر ضعف کی وہ شدت ہے کہ خدا کی پناہ ضعف کیونکر نہو برس دن صاحب فراش رہا ہون ستر برس کی عمر جتنا خون بدن مین تھا بے مبالغہ آدھا اُسمین سے پیپ ہو کر نکل گیا سن کہان جو اب پھر تولید دم صالح ہو بہرحال زندہ ہون اور ناتوان اور آپکی پرسشہا سے دوستانہ کا ممنون احسان والسلام مع الاکرام ۱۲

۱۵۲ - مخدوم مکرم قاضی عبد الجمیل کے نام

جناب مخدوم مکرم کو میری بندگی تفقد نامہ مرقومہ ۱۲ ستمبر مین نے پایا حضرت کے سلامت حال پر خدا کا شکر بجا لایا کوئی محکمہ تخفیف مین آئے کوئی گانون مثلاً لٹ جائے آپ کا عہدہ آپکو مبارک آپکا دولتخانہ سلامت ہان وہ جو آپ نے ابن الخال کا

اس محکمہ مین وکیل ہونے کا آپ کو کھٹکا ہے البتہ بجا ہے جب آپ ظاہر کر چکے ہین تو اب اُسکا اندیشہ کیا ہے حاکم سمجھے گا وہ وکیل ہین محکمہ منصفی مین نہ رہین گے محکمہ صدر امین و سشن جج مین کام کرینگے مین نہ تندرست ہون نہ رنجور ہون زندہ بدستور ہون دیکھیے کب بلاتے ہین اور جب تک جیتا ہون اور کیا دکھاتے ہین والسلام بالوف الاحترام ۱۲

۱۵۳ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

جناب قاضی صاحب کو سلام اور قصیدہ کی بندگی اگر مجھے قوت ناطقہ پر تصرف باقی رہا ہوتا تو قصیدہ کی تعریف مین ایک قطعہ اور حضرت کی مدح مین ایک قصیدہ لکھتا بات یہ ہے کہ جو آئین شایستہ مدح مین ہین اب رنجور نہین تندرست ہون مگر بوڑھا ہون جو کچھ طاقت باقی تھی وہ اس ابتلا مین زائل ہوگئی اب ایک جسم بے روح متحرک ہون مصرعہ

یکے مردہ شخصم بمردی روان ٭ اس مہینے یعنی رجب ۱۲۸۰ھ سے ستروان برس شروع اور اسقام والآلم کا آغاز ہے لاموجود الا اللہ و لاموثر فی الوجود الا اللہ ۱۲

۱۵۴ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

قبلہ ایک سو بیس آم پہونچے خدا حضرت کو سلامت رکھے دس قلمین اور چھٹانک بھر سیاہی کہار کے حوالہ کر دی ہے خدا کرے بحفاظت آپکے پاس پہونچے مین مریض نہین ہون بوڑھا ہون اور ناتوان گویا نیم جان رہگیا ہون ایک کم ستر برس دنیا مین رہا کوئی کام دین کا نہین کیا افسوس ہزار افسوس ۱۲

۱۵۵ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

جناب عالی وہ غزل جو کہار لایا تھا وہان پہونچی جہان مین جانے والا ہون یعنی عالم بدعا یہ کہ گم ہوگئی ۱۲

۱۵۶ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

پیرو مرشد نواب صاحب کا وظیفہ خوار گویا اس در کا فقیر تکیہ دار ہون مسند نشینی کی تہنیت

کے واسطے رامپور آیا مین کہان اور بریلی کہان ١٢ - اکتوبر کو یہان پہونچا بشرط حیات آخر دسمبر تک دہلی جاؤن گا نمایش گاہ بریلی کی سیر کہان اور مین کہان خود اس نمایش گاہ کی سیر مین جسکو دنیا کہتے ہین دل بھر گیا اب عالم بے رنگی کا مشتاق ہون لا الہ الا اللہ لا موجود الا اللہ لا موثر فی الوجود الا اللہ -

١٥٧ - مولوی عزیز الدین کے نام

صاحب کیسی صاحبزادون کی سی باتین کرتے ہو دلّی کو ویسا ہی آباد جانتے ہو جیسی آگے تھی قاسم خان کی گلی میر خیراتی کے پھاٹک سے فتح اللہ بیگ خان کے پھاٹک تک بے چراغ ہے ہان اگر آبادی ہے تو یہ ہے کہ غلام حسین خان کی حویلی اسپتال ہے اور ضیاء الدین خان کے کمرے مین ڈاکٹر صاحب رہتے ہین اور کالے صاحب کے مکانون مین ایک اور صاحب عالیشانِ انگلستان تشریف رکھتے ہین ضیاء الدین خان اور اُنکے بھائی مع قبائل وعشائر لوہارو مین لال کنوین کے محلہ مین خاک اُڑتی ہے آدمی کا نام نہین تمہارے مکان مین جو چھوٹی بیگم رہتی تھی اوسکے پاس اور لکھمی کی دوکان پر اس اشتہار کو بھیجا بیگم لاہور گئی ہوئی ہے لکھمی کی دکان مین کتے لوٹتے ہین مولوی صدر الدین صاحب لاہور ہین ایزد بخش تراب علی ان لوگون سے میری ملاقات نہین مین نے آپ مُہر کر دی حکیم احسن اللہ خان اور میان غلام نجف اور بہادر بیگ اور نبی بخش خان ساکن دریبہ اُن کی مُہرین ہو گئین محضر آپکے پاس بھیجتا ہون خط ازروے احتیاط بیرنگ بھیجا ہے پوسٹ پیڈ خط اکثر تلف ہو جاتے ہین چنانچہ قاضی عبد الجمیل صاحب کا خط جس کا آپ نے ذکر لکھا ہے آنکھین پھوٹ جائین اگر مین نے دیکھا ہو آپ اُنسے میرا سلام نیاز کہئیے اور خط کے پہونچنے کی اُنکو خبر پہونچائیے ١٢

١٥٨ - مفتی سید محمد عباس کے نام

قبلہ حضرت کا نوازشنامہ آیا مین نے اُسکو حرز بازو بنایا آپ کی تحسین میرے واسطے سرمایۂ عز و افتخار ہے فقیر امیدوار ہے کہ یہ دفتر بے معنی نہ سرسری بلکہ سراسر دیکھا جاے نہ بپیش نظر

دہرا رہے بلکہ اکثر دیکھا جاوے مین نے جو نسخہ وہان بھجوایا ہے گویا کسوٹی پر سونا چڑہایا ہے نہ ہمطے دہرم ہون نہ مجھے اپنی بات کا پچھ ہے دیباچہ و خاتمہ مین جو کچھ لکھہ آیا ہون سب سچ ہی کلام کی حقیقت کی داد جدا چاہتا ہون طرز عبارت کی داد جدا چاہتا ہون نگارش لطافت سے خالی نہوگی گزارش لطافت سے خالی نہوگی علم و ہنر سے عاری ہون لیکن بچپن برس سے محو سخن گزاری ہون مبدء فیاض کا مجھپر احسان عظیم ہے ماخذ میرا صحیح اور طبع میری سلیم ہے فارسی کے ساتھ ایک مناسبت ازلی و سرمدی لایا ہون مطابق اہل پارس کے منطق کا بھی مزہ ابدی لایا ہون مناسبت خداداد تربیت اوستاد حسن و قبح ترکیب پہچاننے لگا فارسی کے غوامض جاننے لگا بعد اپنی تکمیل کے تلامذہ کی تہذیب کا خیال آیا قاطع برہان کا لکھنا کیا ہے گویا باسی کڑھی مین اُبال آیا لکھنا کیا تھا کہ سہام ملامت کا ہدف ہوا ہے یہ تنگ مایہ معارض اکابر سلف ہوا ایک صاحب فرماتے ہین کہ قاطع برہان کی ترکیب غلط ہے عرض کرتا ہون کہ حضرت برہان قاطع و قاطع برہان ایک نمط ہے برہان قاطع نے کیا لٹھا نیبو نین سے کھہ قطع کیا ہے جو آپنے اُسکو قاطع لقب دیا ہے برہان جب تک غیر کی کسی برہان کو قطع نکریگی کیونکر برہان قاطع نام پائیگی برہان قاطع کی صحت مین جتنی تقریر کیجیے گا وہ قاطع برہان کی صحت کی ثبوت کے کام آئیگی قطعہ تاریخ کا کیا کہنا گویا یہ کتاب معشوق اور یہ قطعہ اُس کا گہنا ہے جناب نواب صاحب کا نیازمند اور بندہ فرمانبردار ہون بعد عرض سلام شعر کے پسند آنے کا شکرگزار ہون آپکے علم و فضل و فہم و ادراک کی جو تعریف کیجاے وہ حق ہے لیکن میرے شعر کی تعریف صرف خریداری دکان بے رونق ہے ١٢

١٥٩ - خواجہ غلام غوث خان بہادر بیخبر کے نام

قبلہ آپ کا خط پہلا آیا اور مین اُس کا جواب لکھنا بھول گیا کل دوسرا خط آیا مگر شام کو اُسی وقت پڑہ لیا آدمی کے حوالہ کیا اُسنے آج صبح دم مجکو دیا مین جواب لکھہ رہا ہون بعد اختتام تحریر عنوان کر کے ڈاک مین بھجوا دون گا والی رامپور کو خدا سلامت رکھے اپریل مئی

ان دونون مہینون کا روپیہ موافق دستور قدیم آیا جون ماہ گذشتہ کا روپیہ خدا چاہے تو آجائے آج جمعہ ۷ جولائی ہے معمول یہ ہے کہ دسوین بارہوین کو رئیس کا خط مع ہنڈوی آیا کرتا ہے مین نے قصیدۂ تہنیت جلوس بھیجا اُس کا جواب آگیا اب مین نظم و نثر کا مسودہ نہین رکھتا دل اس فن سے نفور ہو دو ایک دوستون کے پاس اُسکی نقل ہے اُن کو اسوقت کہلا بھیجا ہی اگر آج وہ آگیا کل اور اگر کل آیا پرسون بھیج دون گا بھائی امین الدین خان صاحب کے اصرار سے خسرو کی غزل پر ایک غزل لکھی ہے علاء الدین خان نے اُسکی نقل اُن کو بھیج دی ہین دیوان پر نہین چڑھاتا مسودہ بھیجتا ہون تقدیم و تاخیر ہندسون کے مطابق ملحوظ رہے گرمی کی شدت سے حواس بجا نہین معہذا امراض و آلام روحانی۔

قصیدہ

تجلی کہ زموسی ربود ہوش بطور — بشکل کاسب علی خان دگر نمود ظہور
خجستہ سرور سلطان شکوہ را نازم — کہ رشک بر کلہش دارد افسر فغفور
ہوای لطف وی از جان خور برد سوزش — نگاہ قہر وی از روی مہ رباید نور
دم نگارش وصف کلام شیرینش — چو چینی مور دود بر ورق حروف سطور
فضای رزمگہش شاہراہ فتح و نصیب — بساط بزمگہش کارگاہ سور و سرور
بجوی شوق ببین ہم نوالۂ شبلی — بہ بزم عشق ببین ہم پیالۂ منصور
زروی رابطۂ حسن ماہتاب جمال — بحسب ضابطۂ جاہ آفتاب ظہور
بحکم مرتبہ او حاکم و فلک محکوم — زراہ قاعدۂ شرع آمر است و مامور
بعہد او آب سبیل روا نہ گر ایستد بمغاک — بود ہمیشہ بہ فنجان وی شراب طہور
زہی وزیر و ہے شہریار دانا دل — تو شاہ کشور حسن خرد ترا دستور
بنای منظر جاہ ترا زحل معمار — ثوابت کرۂ چرخ ہشتمی مزدور
ثنا گر تو سکندر بہ بارجای جلال — قفا خور تو ارسطو بہ بزمگاہ شعور

برای بزم نشاط تو شمع چون ریزند
ق نہ پیہ گاو بکار آورند و نی کافور

ز فیض نسبت خلق تو عنبر سارا
بجای موم برآید ز خانۂ زنبور

بدین خرام و بدین قامت و بدین رفتار
ق ز بہر فاتحہ آئی اگر بسوی قبور

جہان جانی و جان جہان عجب نبود
کہ از درود تو ہر مردہ رقصد اندر گور

بہ پیشگاہ تو زانو ہمی زند انصاف
کہ ای بہ رحم و کرم در جہانیان مشہور

در انتقام کشی شیوۂ کرم مگذار
برآر کام دل بدسگال از ساطور

توئی بفضل فرازندۂ عروج علوم
توئی بعلم کشایندۂ عقود صدور

صریر خامۂ من بین کہ ہیربد دل
چنانکہ از لب داود استماع زبور

سواد صفحۂ من بین و تابش معنی
عیان چو شمع فروزندہ در شب دیجور

اسیر زندہ دل آن والی ولایت نظم
بہ گنج خانۂ گنجینۂ نظامیش گنجور

غروب مہر و طلوع مہ دو ہفتہ بود
رسیدن تو بدین اوج بعد آن مغفور

چو او بزیر زمین رفت آن ولایت یافت
تو باش والی روی زمین قرین دہور

بانجمن نرسیدم ز ناتوانائی
ولی بعرض ثنا و دعا نیم معذور

بخاک پای تو گر دستگاہ داشتمی
نبودمی بغم دوری در تو صبور

من آن کسم کہ ز افراط ورزش اخلاص
بغیبت است مرا دعوی دوام حضور

توئی رحیم دل و من سقیم دوری بہ
سبا در نخجہ شوی از نظارہ رنجور

کنی بدست تہی پر ز کیسۂ دلاک
دمی بہ نسیہ بسے تنگ نزدہ مزدور

کمی ز یاد کرم از شمار بلا تشبیہ
ز کردگار بود روز و شب ز بندہ قصور

نظر بہ خستگی و پیری و تہیدستی
قبول کردن تسلیم من خوش است از دور

شعار غالب آزادہ جز دعا نبود
کہ باد سعی دعاگوی در دعا مشکور

بدہر تا بود آئین کہ در نوا آرند
رباب و بربط و قانون و نی بمحفل سور

بہ بزم عیشِ تو ناہید باد زمزمہ سنج | نسیم عطر فروش از شمیم طرۂ حور

محب ز لطف تو بالندہ چون نوا از ساز
عدو ز بیم تو نالندہ چون خمِ طنبور

غزل

ہم انا اللہ خوان درختی را بگفتار آورد | ہم انا الحق گوی مروی را بسر دار آورد
ایکہ پنداری کہ ناچار است گردون در روش | نیست ناچار آنکہ گردون را برفتار آورد
نکتہ داریم و با یاران نمی‌گوییم فاش | طالب دیدار باید تاب دیدار آورد
آن کند قطع بیابان این شگاف سنگ کوہ | عشق ہر یک را بطرز خاص در کار آورد
جذب شوقش بین کہ در ہنگام برگشتن ز دیر | در قفائے خویشتن بت را برفتار آورد
دانہا چون ریزد از تسبیح تاری بیش نیست | این مشعبد وہرگاہ از سبحہ زنار آورد
آہ ما را بین کہ نارد از دل سختش خبر | باد را نازم کہ ابر از سوے کہسار آورد
نزد ما حیف ست او نزد زلیخا ہین باش | جذبہ کز چاہ یوسف را ببازار آورد
ہر نہالے را کہ افشاریم از وے خون چکد | ہر نہالے را کہ بنشانیم دل بار آورد

نیست چون در منطقش جز ذکر شاہد حرف و صوت
شاہدی باید کہ غالب را بگفتار آورد

۱۶۰ - خواجہ غلام غوث خان بہادر بیخبر کے نام

قبلہ آپ بے شک ولی صاحب کرامت ہین کم و بیش ایک ہفتہ گذرا ہوگا کہ ایک امر جیسا مقتضی اس کا ہوا کہ آپ کو اسکی اطلاع دون خانہ کاہلی خراب آج لکھون کل لکھون اب کون لکھے کل صبح کو لکھون گا صبح ہوئی غالب اسوقت نہ لکھ سہ پہر کو لکھیو آج دوشنبہ ۲۳ جولائی کی بارہ پر دو بجے ہرکارہ نے آپکا خط دیا پلنگ پر پڑے پڑے خط پڑھا اور اسی طرح جواب لکھا اگرچہ ڈاک کا وقت نہ رہا تھا مگر بھجوا دیا کل روانہ ہو رہیگا آپ کو معلوم رہے کہ

منشی حبیب اللہ ذکا اور نواب مصطفیٰ خان حسرتی کو کبھی اُردو خط نہین لکھا ہان ذکا کو غزل اصلاحی کے ہر شعر کے تحت مین منشاء اصلاح سے آگہی دیجاتی ہے نواب صاحب کو یون لکھا جاتا ہے کہار آیا خط لایا آم پہونچے کچھہ بانٹے کچھہ کہائے بچون کو دعا بچون کی بندگی مولوی الطاف حسین صاحب کو سلام یہ تحریر اس ہفتے مین گئی ہے غرض کہ عامیانہ لکھنا اختیار کیا ہے اب یہ عبارت جو تمکو لکھ رہا ہون یہ لائق شمول مجموعۂ نثر اُردو کہان ہے یقین جانتا ہون کہ ایسی نثرون کو آپ خود نہ درج کرینگے کتاب کے باب مین سرمد کی رباعی کا شعر اخیر لکھ دینا کافی ہے **شعر** عالم ہمہ مرآت جمال ازلی ست ❊ می باید دید و دم نمی باید زد ❊ بوستان خیال کا ترجمہ موسوم بحدائق الانظار معرض طبع مین ہے اگر آپ یا آپ کا کوئی دوست خریدار ہو تو جتنی مجلد فرمائیے اُسقدر بھیجوا دون چھہ روپے مع محصول ڈاک قیمت ہے اسی مطبع مین حسین حدائق الانظار کا انطباع ہوا ہے اخبار بھی چھاپا جاتا ہے اب کے ہفتہ کا دو ورقہ بھیج دونگا بشرط پسند آپ توقیع خریداری لکھ بھیجیے گا جناب کیمسن صاحب بہادر افسر مدارس غرب وشمال کا باوجود عدم تعارف خط مجکو آیا کچھہ اُردو زبان کے ظہور کا حال پوچھا تھا اُس کا جواب لکھ بھیجا نظم و نثر اُردو طلب کی تھی مجموعۂ نظم بھیج دیا نثر کے باب مین تمہارا نام نہین لکھا مگر یہ لکھا کہ مطبع الہ آباد مین وہ مجموعہ چھاپا جاتا ہے بعد انطباع وحصول اطلاع وہان سے منگاکر بھیج دون گا زیادہ حد ادب نامہ جواب طلب۔

۱۶۱ خواجہ غلام غوث خان بہادر بیخبر کے نام

بندہ گنہگار شرمسار عرض کرتا ہے کہ پرسون غازی آباد کا اُٹھا ہوا گیارہ بجے اپنے گھر پہونچا مثل بلائے ناگہانی نازل ہوا ہون **شعر** بایہ کہ کنم ہزار نفرین برخویش ❊ اما بزبان جادۂ راہ وطن ❊ خواجہ صاحب کی رحلت کا اندوہ بقدر قرب قرابت آپ کو اور باندازہ مہر و محبت مجکو وہ مغفور میرا قدردان اور مجھپر مہربان تھا حق تعالی اوسکو اعلی علیین مین بسبیل دوام قیام دے رامپور ہی مین تھا کہ اودہ اخبار مین حضرت کی غزل نظر فروز ہوئی کیا کہنا ہے

کیا کہنا ہے ابداع اسکو کہتے ہین جدت طرز اسکا نام ہے جو ڈھنگ تازہ نوایان ایران کے خیال مین نہ گذرا تھا وہ تم بروے کار لاے خدا تمکو سلامت رکھے اور میرے اور دکھنی جامع برہان قاطع کے جھگڑے مین بخلاف اور فارسی دانون کے توفیق انصاف عطا کرے تو اب اس خط کا جواب جلد بھیجو تا یہ طریقہ مسلسل ہوجاے ۔۱۲

غزل

چشم کہ باز شد ز خواب فتنہ از و بہ پار سوست — پردہ ز رخ کہ برکشاد مہر ز شرم زرد روست

رخت خرد بتاب رفت عارض شرمگین کہ شست — غرقہ آب حیرت آئینہ پاکرو بروست

جامہ کہ کرد زیب تن صبح درید پیرہن — بند قبا کہ بستہ است نکہت گل بہ بند اوست

غازہ برخ کہ کشید رنگ بروے گل شکست — ابرو کہ بست وسمہ تاب گردن خلق تیغ جوست

دست کہ در حنا گرفت لالہ تر بخون نشست — چشم کہ مست سرمہ گشت ناطقہ سرمہ در گلوست

جام صبوحی کہ زد شیشہ بسجدہ میرود — مے ز لب کہ کام یافت جوش نشاط در سبوست

چہرہ ز مے کہ برفروخت نشاء شوق شد بلند — زلف کہ بوے برفشاند موج نسیم مشکبوست

تیغ نگہ کہ آب داد گشتہ فگار سینہا — نوک مژہ کہ تیز کرد دامن زخم بے رفوست

غنچہ رخصت دہ لب بلب رنگ تبسم کہ دید — در گہر آبرو نماند لعل کہ گرم گفتگوست

طرف کلہ کہ برشکست شیشہ دل شکستہ شد — قامت خود کہ راست کرد نخل مراد در نموست

سوی کمر کہ تاب داد رشتہ جان بہم گسیخت — دامن ناز را کہ رشت خاک زمین بآبروست

بر سر زین کہ برنشست رفتہ ز کف عنان صبر — سوے چمن کہ میرود باد صبا برفت و روست

بخت کجاست بیخبر تا برکاب او دوم — بر سر رہ نشستہ ام نیم نگاہم آرزوست

۱۶۳ خواجہ غلام غوث خان بہادر بیخبر کے نام

قبلہ میری وحدت عجیب ساتوین دہاکے کے مہینے گن رہا ہون تو پہنچ آگے دوری تھا اب دائمی ہوگیا ہے مہینا بھر مین پانچ سات بار فضول مجتمعہ دفع ہوجاتے ہین اور یہی نشاء

حیات ہے غذا کم ہوتے ہوتے اگر مفقود نہ کہو تو بمنزلہ مفقود کہو پھر گرمی نے مار ڈالا ایک حرارت غریبہ جگر مین پاتا ہون جسکی شدت سے بھنا جاتا ہون اگرچہ جرعہ جرعہ پیتا ہون مگر صبح سے سوتے وقت تک نہین جانتا ہون کہ کتنا پانی پی جاتا ہون ۱۲ میرے ایک رشتہ دار کے بھتیجے نے بوستان خیال کا اردو مین ترجمہ کیا ہے مین نے اُس کا دیباچہ لکھا ہے ایک دو ورقہ اُسکا نہ بصورت پارسل بلکہ بہیئت خط بھیجتا ہون آپکا مقصود دیباچہ ہے سو نقل کر لیجئے میرا مدعا اس دو ورقہ کے ارسال سے یہ ہے کہ آپکے پسند آئے یا اور اشخاص خریدکرنا چاہین تو چہ روپیہ قیمت اور محصول ذمہ خریدار ہے ۱۲

۱۶۳۔ خواجہ غلام غوث خان بہادر بیخبر کے نام

اس خط کا جواب جو مکتوب الیہ نے لکھا وہ بھی میرے ہاتھ آگیا تھا ناظرین کے حظ کے لیے بیان لکھے دیتا ہون حضرت آج علی الصباح مین گورکھ پور کے میدان مین خیمہ کے اندر اکیلا بیٹھا تھا چکین جو چارون طرف کے دروازون کی چھٹی تھین صاف قفس کی صورت تھی ہر سمت کو دیکھتا تھا اور تنہائی سے گھبرا گھبرا کر یہ مصرع پڑھتا تھا مصرعہ ہاے تنہائی اور کنج قفس ٭ دفعۃً ہٹو بڑھو کا غل ہوا حیرت مین آیا کہ کس کی سواری آتی ہے دیکھا تو دیکھا کہ شوق اور تمنا اور محبت ان سارے حشم و خدم کا آگے آگے اہتمام ہے اور پیچھے اُنکے حضرت توسن ہمت کو کُداتے پھنداتے چلے آتے ہین پھر تاب کسے تھی بے اختیار دوڑا خیمہ سے باہر آیا جھک کر آداب بجالایا رکاب تھام کر گھوڑے سے اُتارا قدم لیے خیمے مین لیگیا مسند پر بٹھایا صدقے مین اپنے کو اُتارا دوزانو ادب سے سامنے بیٹھا ہاتھ باندھ کر مزاج مقدس پوچھا جواب مین علالت کی کیفیت ضعف کی شکایت سنی جی کڑھا نصیب دشمنان کہکر دعا دی کہ پروردگار ہمیشہ صحیح و سلامت رکھے حضرت کی عمر اتنی بڑھائے کہ خضر کو رشک آئے ادہر اُدہر کا مذکور رہا ارشاد ہوا کہ مین نے دہلی پہونچکر تجھے ایک خط بھیجا تھا عرض کیا کہ اُسکے ورود سے مشرف ہوا تھا جواب

لکھنے مین رامپور والے عریضہ کی رسید کی راہ دیکھتا تھا اسمین اس سوال کا ذکر آیا جو اُس عریضہ مین ایک شعر کی نسبت لکھا تھا حضرت نے فرمایا اُسی کو دیکھ رہا تھا کہ خاص تراش آگیا اور حارج ہوا یہ سنکر مین نے منہ بنا کر کہا اسوقت مین ہوا ورنہ حجام کی خوب حجامت کرتا کہ اُسنے میرا حرج کیا حضرت نے تبسم کرکے فرمایا اُس بیچارے پر کیون دق ہوتے ہو مین اب جاتا ہون اور تیرے عریضہ کو دیکھ کر سوال کا جواب لکھتا ہون یہ کہکر حضرت تشریف لیگئے جب تک سواری نظر آیا کی مین دروازہ پر کھڑا حسرت کی نگاہون سے دیکھا کیا پھر غمگین خیمے مین آکر بیٹھا اور یہ اشعار کسی کے جو برمحل یاد آگئے اُنھین کو پڑہ رہا ہون **اشعار** این چیست کہ از راہ وفا آمدہ رفتی + شد راہ غلط ورنہ چرا آمدہ رفتی + چندان ننشستی کہ شود غنچۂ دل وا + چون بوے گل و باد صبا آمدہ رفتی + چون عمر کہ ہرگز بسر آید برود زود + خود برسر این بے سروپا آمدہ رفتی +

۱۶۴ خواجہ غلام غوث خان بہادر بیخبر کے نام

خریدار ہے ۱۲

۱۶۵ خواجہ غلام غوث خان بہادر بیخبر کے نام

مولانا بندگی آج صبح کے وقت شوق دیدار مین بے اختیار نہ ریل نہ ڈاک توسن ہمت پر سوار چلدیا ہون جانتا ہون کہ تم تک پہونچ جاؤنگا مگر یہ نہین جانتا کہ کہان پہونچون گا اور کب پہونچون گا اتنا بیخود ہون کہ جب تک تم اطلاع نہ دوگے مین نہ جانونگا کہ کہان پہونچا اور کب پہونچا آپکا پہلا خط رامپور سے دلّی آیا مین راہ مین تھا پھر دلّی سے خط رامپور پہونچا مین وہان بھی نہ تھا خط دلّی روانہ ہوا اب کئی دن ہوئے کہ مین نے ڈاک سے پایا اُس حال مین بیمار تھا مسہل جاڑے کی شدت مہاوٹ کا مینہ دہوپ کا پتا نہین پردے چھٹے ہوئے نشیمن تاریک آج نیر اعظم کی صورت نظر آئی دہوپ مین بیٹھا ہون خط لکھ رہا ہون حیران ہون کہ کیا لکھون اس خط کے مضامین اندوہ فزا نے دل کو مضمحل

کردیا جاتا تھا کہ خواجہ صاحب مغفور تمہارے ماموں ہیں مگر اُٹھ گئے اور تمہارے معاملات بہروولا جیسے کہ تمہاری تحریر سے اب معلوم ہوئے میرے دلنشین نہ تھے ایسے محب کا فراق اور پھر بقید دوام کیونکر جانگزا نہو حق تعالیٰ اُنکو بخشے اور تمکو صبر دے حضرت میں بھی اب چراغ سحری ہوں رجب ١٢٨٢ھ سال کی آٹھویں تاریخ سے اکہتروان سال شروع ہوگیا طاقت سلب حواس مفقود امراض مستولی بقول نظامی مصرعہ یکے مردہ شخصم بجروی روان ✿ آج میں اور بھی باتیں کرتا مگر میرا خاص تراش آگیا مہینا بھر سے حجامت نہیں بنوائی خط لپیٹ کر ڈاک میں بھیجتا ہوں اور خط بنواتا ہوں۔

[illegible]	١٦٦۔ مولوی عبدالرزاق شاکر کے نام	٩ مارچ

قبلہ اُس عنایت نامے کا جو مارچ گذشتہ میں پایا ہے آج یکم اپریل کو جواب لکھتا ہوں گویا نماز صبح قضا پڑھتا ہوں جناب مولوی غلام غوث خان بہادر میر منشی لفٹنٹ گورنری غرب وشمال کا کیا کہنا ہے حسن سیرت وہ جو بعد ریاضت شاقہ اور بعد تحصیل فضائل اربعہ ملکہ عدالت وحکمت حاصل ہوتا ہے اس دانا دل بیدار مغز کو فطرت وحیا ہے حسن صورت وہ کہ جو دیکھے پہلی نظر میں حسن خلق لطف طبع اسکو نظر آئے فقیر ہمیشہ مورد اعتراضات رہا ہے لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بعد دوچار دن کے معترض صاحب کا خط آیا ہے لغت وترکیب معترض فیہ کی سند کے اشعار حضرت نے اُس خط میں درج کئے ہیں الحمد للہ جو کلکتہ میں شور نشور اُٹھا تھا میرا شعر شعر جزوے ازعالم و از ہمہ عالم بیشم ✿ ہمچو موئی کہ بتان را زمیان برخیزد خستہ جراحتہائے اعتراض ہوا ہے منشاء اعتراض یہ کہ عالم مفرد ہے اُس کا ربط ہمہ کے ساتھ بحسب اجتہاد قتیل ممنوع ہے قضارا اس زمانے میں شاہزادہ کامران درّانی کا سفیر گورنمنٹ میں آیا تھا کفایت خان اُسکا نام تھا اُس تک یہ قصہ پہونچا اُسنے اساتذہ کے اشعار پان سات ایسے پڑھے جنمیں ہمہ عالم وہمہ روز وہمہ جا مرقوم تھا اور وہ اشعار قاطع برہان میں مندرج ہیں ہان صاحب قاطع برہان میں اور مطالب بڑھائے اور ایک دیباچہ دوسرا لکھا ہے اور درفش

کا دیباچہ اُس کا نام رکہا اور اُسکو چہپوایا ایک مجلد اُس کا آج اس خط کے ساتھہ ڈاک مین بہیجتا ہون
بعد پہونچنے کے اُسکو دیکہیے گا اور اگر وقت فرصت پیش نظر رکہیے گا اور جسدن پہونچے اُسی
دن یا اُسکے دوسرے دن رسید لکہیے گا اور اگر اور صاحب اُسکے طالب اور خریدار ہون
تو مجہکو لکہیے گا دس پانچ دو چار جلد بہیج دونگا یہ نسخہ میری طرف سے اُنکی نذر غزل پہر بہیجونگا ۱۲

۱۶۷ - خاتمہ مرزا حاتم علی مہر کی مثنوی کی تقریظ

اللہ اللہ نطق کو آفریدگار نے کیا پایہ اور کیا سرمایہ دیا ہے کہ امور دینی مین سے کسی
امر کا شہود اور مصالح دنیوی مین سے کسی مصلحت کا وجود بلکہ اگر مثل اسم اعظم فرض کیجیے
تو اُسکی بہی نمود جب تک اس لطیفۂ غیبی کا شمول نہو عالم امکان مین ممکن نہین مسائل حکیمانہ
کی ہستی ترہات شاعرانہ کی مستی درد و درمان کے مدارج کا اظہار افسانہ و افسون کے مقاصد کا مدار
شکر و شکایت کا عنوان نفرین و آفرین کا بیان رد و قبول کی حکایت فتح و شکست کی روایت
صرف و نحو کی رازدانی نثر و نظم کی گلفشانی جو کچہہ اگلون نے کہا ہے جو کچہہ اب کوئی
کہہ رہا ہے جو کچہہ آگے کہین گے اور قیامت تک کہتے رہین گے جو کچہہ متعلق نیک و
بد و بود و نبود سے ہے وابستہ نطق و بشمن سے ہے اب سمجہیے کہ سخن از روے مثل کیا ہے
چشمہ ہے ندی ہے نیل ہے دریا ہے کیسی روانی کس زور کا پانی اسکا چڑہاؤ اسکی رفتار اسپر کس کا زور
کسکا اختیار جدہر منہ کیا اودہر ایک نالہ بہادیا دریا کی لہر کیا گہوڑے کی باگ ہے کہ کسی کے ہاتہہ مین ہو ہانا
اہل خرد کو اُٹہا لینا چاہیے جو لطف جس بات مین ہو یہ مثنوی کہ مجموعۂ دانش و آگہی ہے اگرچہ اُسکو سفینہ کہہ
سکتے ہین لیکن فی الحقیقت ایک نہر ہے کہ بحر سخن سے ادہر کو بہی ہے سخن ایک معشوقۂ پری
پیکر ہے تقطیع شعر اُسکا لباس اور مضامین اُسکا زیور ہے دیدہ وران نے شاہد سخن کو اس لباس اور
اس زیور مین روکش ماہ تمام پایا ہے اسی روسے اس مثنوی نے شعاع مہر نام پایا ہے کہین یہ نہ
سمجہنا کہ یہان مہر سے مراد آفتاب ہے یہ شعاع اُس مہر کی ہے کہ جو ذرۂ خاک راہ بوتراب ہے سچ
تو یون ہے کہ سخنور روشن ضمیر مہر چہر مرزا حاتم علی مہر کو سخن طرازی مین ید بیضا ہے اور از روے

انصاف اس طرح سے کہ نہ اُدہر سے لاف نہ ادہر سے گزاف سچ سچ صاف صاف یہ مُہر اپنے ہم نام مہر سپہر کا ہمچشم اور رہتا ہے سب جانتے ہین کہ غالب کا شیوہ درویشی و آزادہ روی ہے مہر کے حُسن گفتار اور میرے صدق اظہار پر برہان قاطع یہ مثنوی ہے ہان فن تاریخ معما سے بیگانہ ہون صرف حسن خداداد معنی کا دیوانہ ہون مثنوی کی طرز تحریر دلپذیر ہوئی اس سے یہ تقریظ دلپذیر تحریر ہوئی چھپا ہے یون کہ کوئی کاتب کسی وقت مین اس تقریظ کو مثنوی سے جدا نہ کرے ہان گنجایش اس کی ہے کہ کسی زمانہ مین سہو و غفلت سے یہ امر واقع ہو یہان ہم کہتے ہین کہ خدا نہ کرے ۱۲

۱۶۸ - گلزار سرور تصنیف مرزا رجب علی بیگ سرور کی تقریظ

سبحان اللہ خدا کی کیا نظر فروز صنعتین ہین تعالی اللہ کیا حیرت اور قدرتین ہین یہ جو حدیقۃ العشاق کا فارسی زبان سے اُردو عبارت مین نگارش پاتا ہے بعینہ ارم کا زمین دنیا سے اُٹھ کر بہارستان قدس کا ایک باغ بنجاتا ہے وہان حضرت رضوان نخلبند و آبیار ہوئے یہان مرزا رجب علی بیگ سرور حدیقۃ العشاق کے صحیفہ نگار ہوئے کس سے کہون کہ اِس بزرگوار کا اُردو کی نثر مین کیا پایہ ہے - اور اِس سحر بیان کا کلام شاہد معنی کے واسطے کیسا گران بہا پیرایہ ہے نظم

رزم کی داستان گر سینے ❊ ہے زبان ایک تیغ جوہردار ❊
بزم کا التزام گر کیجے ❊ ہے قلم ایک ابر گوہر بار ❊

مجکو دعوی تھا کہ انداز بیان کی خوبی مین فسانہ عجائب بے نظیر ہے جس نے میرے دعوی کو اور فسانہ عجائب کی یکتائی کو مٹایا وہ یہ تحریر ہے کیا ہوا کہ ایکطرح اور ایک قماش کے ہین یہ دونون دلفریب نقش ایک ہی نقاش کے ہین مانا کہ ایک دوسرے کا ثانی ہے یہ تو ہم کہہ سکتے ہین کہ نقاش لاثانی ہے مانی نقاش بے معنی صورتین بنا کر دعوی پیمبری کا کرے کیا عقل کی کمی ہے یہ بندہ خدا معنی کی تصویر کھینچ کر دعوی خدائی نہ کرے کس حوصلہ کا آدمی ہے سچ تو یون ہے کہ جناب مہاراجہ صاحب والا مناقب عالیشان مہاراجہ ایشری پرشاد نارائن سنگہ بہادر جس باغ کی

آرائش کے کارفرما ہون اور پھر اُسپر طرہ یہ کہ چشم بدور مرزا سرور چمن آرا ہون کہئے وہ باغ
کیسا ہوگا بہشت نہوگا تو اور کیا ہوگا کوئی نہ کہے کہ یہ درویش گوشہ نشین فضول وہ سبکسر
کیون ہے بے دیکھے بھالے حضور کا ثنا گستر کیون ہے صاحبو حاتم سے ہمنے کیا دولت
پائی ہے کہ اُسکی سخاوت کی ثنا کرتے ہین رستم سے کمان شکست کھائی ہے جو اُسکی شجاعت
کا ذکر کیا کرتے ہین معہذا جناب بابو صاحب جمیل المناقب عمیم الاحسان بابو پرسیدہ نراین
بہادر کا مورد عنایت رہا ہون جن دنون وہ دلّی تشریف لائے ہین اکثر شریک صحبت رہا
ہون جب ناشناسائی وبیگانگی درمیان نہو اُن کا نیازمند کیون ثناخوان نہو نہین نہین میرا
کیا منہ ہے ثناخوانی کا ہین تو عاشق ہون اُنکی شاعر پروری وسخندانی کا واقعی حضور نے قدردانی
کی ہے سرور نے گہرافشانی کی ہے حضور کا اقبال سرور کا کمال حضور کی عالی ہمتی سرور
کی خوش قسمتی یقین ہے کہ یہ نقش صفحۂ روزگار پر یادگار رہے گا مصنف کا شہرہ رنگین بیانی
مین مہاراجہ کا نام فیض رسانی مین تا روز شمار رہیگا ۱۲ —

۱۶۹ — حدائق الانظار تالیف خواجہ بدرالدین خان کا دیباچہ

سبحان اللہ شاہد زیبائے سخن کا حسن بے مثال مشاہدہ اُسکا نور افزائے نگاہ تصور
اُس کا انجمن افروز خیال از روے لفظ اہل معنی کی نظر مین آئنہ عارض جمال من حیث المعنی
بصورت صنعت قلب کلام کا مقلوب یعنی کمال اگر نفس ناطقہ کو حق نے بصورت انسان
پیدا کیا ہوتا ہم اُس صورت مین یہ کیونکر کہین کہ کیا ہوتا اس لعبت دلفریب کی نظارگی سے بے بادہ مست
ہوجاتی اور یہ پیکر ہوش ربا دیکھکر اہل معنی یکقلم صورت پرست ہوجاتے نظم مین اور ہی روپ نثر مین
اور ہی ڈھنگ فارسی مین اور ہی ترنمہ اُردو مین اور ہی آہنگ سیر و تواریخ مین دیکھو جو سیکڑون
برس پہلے واقع ہوا ہو افسانہ وداستان مین وہ کچھ سنو کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا ہو نہ سنا ہو ہر چند خردمند
بیدار مغز تواریخ کی طرف بالطبع مائل ہونگے لیکن قصہ کہانی کی ذوق بخشی ونشاط انگیزی کے بھی دل
مین قائل ہونگے کیا تواریخ مین ممتنع الوقوع حکایات نہین ناانصافی کرتے ہو یہ کچھ بات نہین سامعین اپنے

فرزند کو پہاڑ پر پھکوا دے سیمرغ اُسکو اپنے گہونسلے مین اُٹھا لائے پرورش کرکے پہلوان
بنائے آداب حرب و ضرب سکھائے پھر جب رستم اسفندیار کی لڑائی سے گھبرائے زال اس
اسم بامسمی کو بلائے سیمرغ گردان کبوتر کی طرح سیٹی کی آواز سنتے ہی چلا آئے اور اپنی بیٹ
کے لیپ سے یا اور کسی دوا سے رستم کے زخم اچھے کرکے ایک تیر دو شاخہ دیکر تشریف
لیجائے رستم دس برس کی عمر مین مست ہاتھی کو ہلاک کرے جب چشم بد دور جوان ہو دیو سفید
کو تہ خاک کرے فرعون کا دعویٰ خدائی مشہور ہے شداد نمرود کا بھی تواریخ مین ایسا ہی مذکور
ہے اگر اہل طبیعت ایک پہلوان زبردست حمزہ دیوکش رستم جیسا قرار دین اور ایک
زمرد شاہ گمراہ دعویٰ خدائی کرنے والا مثل نمرود گڑھ لین گویا ایک ڈھکوسلا بنایا ہے مگر
اچھا بنایا ہے اُنہین روایات کا چربا اُٹھایا ہے مگر اچھا اٹھایا ہے سو عظت و پند نہین تو ہات
ندیمانہ ہے سیر و اخبار نہین جھوٹا افسانہ ہے داستان طرازی منجملہ فنون سخن ہے سچ یہ ہے
کہ دل بہلانے کے لئے اچھا فن ہے عمرو کی عیاریان دیکھو حمزہ کی سیدان داریان دیکھو
جامع ان حکایات کا کوئی سخنور ایران کا ہے مگر وہ میر تقی محمد شاہی جو ندیم موتمن الدولہ اسحٰق خان
کا ہے گویا باغ ارم کو ہندوستان مین اُٹھا لایا اُسنے بوستان خیال مین کچھہ اور تماشا
دکھایا اور قصص مین سے ایک جلد ہے مغز نامہ واہ ری بزم و رزم و سحر و طلسم اور حسن
و عشق کی گرمی ہنگامہ معز الدین کے طلسم کشائیان اگر سنین امیر حمزہ کی یہ صورت ہو کہ اپنی
صاحب قرانی کو ڈھونڈھتے پھرین اور کہین پتا نہ پائین ابوالحسن کی عیاریون کے جوہر
اگر دیکھین خواجہ عمرو کو یہ حیرت ہو کہ زیرہ سی آنکھین کھلی کی کھلی رہ جائین دریتولا میر ابرادر زادہ
سعادت توامان خواجہ بدر الدین خان عرف خواجہ امان کہ وہ ایک جوان شیرین بیان
تیز ہوش ہے اور ہر فن کی تحصیل مین سخنی کش و سخت کوش ہے ستار کا جو خیال
ہوا ایسا بجایا کہ بیان تان سین کو انگلیون پر نچایا مصوری کی طرف جو طبیعت آئی وہ تصویر
کھینچی کہ اُسکو دیکھہ کر مانی و بہزاد کو حیرت آئی اُس اقبال آثار کا یہ ارادہ ہوا مغز نامہ کی فارسی

نثر کے اردو کرنے پر آمادہ ہوا معز الدین فیروز بخت کی کشور کشائیاں ابو الحسن جوہر کی نیرنگ نمائیاں عجائبات حکیم قسطاس کی حیرت فزائیاں ملکۂ نوبہار کی رنگین ادائیان جمشید خود پرست کی زور آزمائیان حصار منکوس منحوس کی بیحیائیان مسلمین اور کفار کی لڑائیان مسلمانون کی بھلائیان کافرون کی برائیان فارسی سے اردو مین لے آیا یون تصور کرو کہ قلمرو اردو مین ایک قصر دلکشا یا ایک خانہ باغ روح افزا سر تا سر بنایا عبارت آرائی کو ترک کیا ہے گویا تقریر کو پیرایۂ تحریر دیا ہے بعد اختتام نگارش غالب فلک زدہ سے دیباچہ لکھنے کی آرزو کی مین نے ہر چند عجز آمیز معذرت انگیز گفتگو کی بیدا د کرنے ایک بات نہ سنی اور ایک عذر نہ مانا بھلا اس اصرار کا کیا علاج اور اس ضد کا کیا ٹھکانا بھتیجا اور پیارا بھتیجا ناچار بجز خامہ فرسائی کچھہ بن نہ آئی اس دیباچہ کے انجام کا بجز اس کے اور کوئی رنگ نظر نہ آیا کہ عالم ارواح کو سیدھا چلا گیا اور حضرت نظامی سے ایک شعر مانگ لایا اسی شعر شعری شعار کو خاتمہ مین لکھہ دیتا ہون بہت تنگ آگیا ہون اب دم لیتا ہون شعر
شکر کہ این نامہ بعنوان رسید ٭ پیشتر از عمر بپایان رسید ٭ ومن اللہ التوفیق وہو اخیر الرفیق

۱۷۔ رسالہ قواعد تذکیر و تانیث تصنیف مولوی فرزند احمد کا دیباچہ

سیدی سندی نور بصر و لخت جگر قرۃ العین اسد مولوی سید فرزند احمد کے طول عمر و دوام دولت و بقاے اقبال کی دعا مانگتا ہون جنکو مبدۂ فیاض سے اس رسالہ کے لکھنے کی توفیق عطا ہوئی ہے سبحان اللہ تانیث و تذکیر کی تقریر کہ وہ اور مطالب کی توضیح پر بھی مشتمل ہے کس لطف سے ادا ہوئی ہے ہر چند اس راہ سے کہ سید صاحب دانا اور دقیقہ رس اور منصف ہین قواعد تذکیر و تانیث کے منضبط ہونے کے خود معترف ہین لیکن قوت علم و حسن فہم و لطف طبع سے وہ مضبوط ضوابط بہم پہونچائے ہین کہ اور صاحبون کے دل کی دوسرے کو کیا خبر مگر مجھے تو دل سے پسند آئے ہین دعا یہ ہے اور یقین بھی یہ ہے کہ یہ رسالہ صفحہ دہر پر یادگار اور ہمیشہ منظور نظر اولو الابصار رہے گا جو صاحب اس کو مطالعہ فرمائین گے

نفع بہی پائینگے اور لطف بہی اٹھائینگے مولف صاحب جو کامیاب اپنے ذہن رسا سے ہین رئیس جلیل القدر عظیم آباد و آرا اور حضرت فلک رفعت مولوی سید صاحب عالم صاحب مارہروی کے نواسے ہین سید واسطی بلگرامی ہین جہان کے سادات علم و فضل مین نامی اور قدر و منزلت مین گرامی ہین ان حضرات کا مادح گویا اپنا ثناخوان ہے جیسا کہ مولوی معنوی رومی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے شعر مادح خرشید مدّاح خود ست ٭ کہ دو چشمم روشن و نامر مدست ٭

مرزا کلب حسین خان بہادر نادر کے مجموعۂ قصائد کا دیباچہ

سبحان اللہ شاہد سخن کمال حسن مین لاثانی ہے سچ تو یون ہے کہ یوسف کنعان معانی ہے کنعان ہو کنوان ہو کاروان ہو کوئی جگہہ کوئی مقام کوئی مکان ہو زلف ویسی ہی سبز عارض بدستور تابدار لب کی جان بخشی کا وہی عالم چشم اسی طرح بیمار معہذا جو سلطنت مصر کے زمانے کا خیال تصور مین لائیگا وہ آفتاب تابان کو حضرت یوسف کا ادنی ذرہ پائیگا تو ہم ابہی قلم و سخن سے آئے ہین اور حسن پرستان سخن کے واسطے نوید سراسر امید لائے ہین یہی سنائی نہین سکتے نہ دیکھ آئے ہوتے تو چپ ہو رہتے امید یہ کہ دانشمند آدمی باور کرین اور دیدہ ور لوگ نظر کرین کہ یوسف سخن کنعان و چاہ و کاروان و بازار و زندان سے نکل کر تخت فرمانروائی مصر پر جلوہ افروز ہوا ہے زلیخائے عشق کے گہر عید ہوئی ہے اور یوسف حسن کی سرکار مین نوروز ہوا ہے غالب آشفتہ نوا سن اس ورق کے ناظرین جب تک رمز نہ پائینگے تیری بات کبھی نہ مانینگے کیون نہین کہتا کہ خالق نے نواب عالی جناب والا دودمان مرزا کلب حسین خان ڈپٹی کلکٹر بہادر کو کیا اچھی طبیعت بخشی ہے جو انہون نے ان اوراق کو اپنے اشعار سے رونق اور اشعار کو نعت و منقبت سے زینت بخشی ہے دیباچہ نگار نے اس مجموعہ نظم کو مصر فرض کیا اور شاہد معنی کو یوسف قرار دیا ہی جس کتاب مین ائمہ معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مدح کے نو قصیدے زینت اوراق ہون سواد ان اوراق کا کیون نہ سرمۂ چشم اہل دین ہو اور وہ اوراق کیون نہ

حرز بازوے مومنین آفاق ہون اپنے علو رتبت پر ناز کرتا ہون کہ ائمہ اطہار کے مداح کا ستایشگر ہون اور بذریعۂ اس ستایش کے غالب پر غالب یعنی آپ سے بہتر ہون ۔

۱۷۱ منشی غلام بسم اللہ صاحب کے نام

منشی صاحب شفیق مکرم مظہر لطف و کرم منشی غلام بسم اللہ صاحب سلمہ اللہ تعالی سفنوح باد صاحب یہ نیا ڈھنگ ہے شکایت کا اگر تمھارے کلام مین اصلاح کم ہو تو وہ کلام کی خوبی ہے اسکو اوستاد کی سہل انگاری کیون سمجھو آپ کے منصف صاحب کی بھی غزل مین اصلاح کم ہوئی ہے پس اُن کو چاہیے کہ خوش ہون نہ کہ مجھسے گلہ کرین سنیے حضرت خط مین نداخل بُرا ہے اگر یہان کی ڈاک مین کبھی خط کھل گیا تو مجھسے پچاس روپے لیے جاینگے یا قید کا حکم ہوگا آیندہ آپ خط جداگانہ بھیجا کیجیے اس باب مین تاکید جانیے کہ کوئی حیلہ جواز کا آپ کی طرف سے مسموع نہوگا غالب ۱۲

تقریظ از فکر سرآمد روزگار خلاصۂ دودمان سرمایۂ بلاغت و پیرایۂ فصاحت مدقق دقائق ادق حکیم غلام مولا صاحب المتخلص بہ قلق ساکن میرٹھ دام فیوضہ

رباعی تا کے بخیال خویش باشی دربند ✤ فرعون زخودی نشد بہ موسی مانند ✤ این نکتہ قلق زمردم چشم آموخت ✤ خود را بپسند و دیگران را بپسند ✤ مشتاق بیتاب جستجو کو مژدۂ تاب ✤ و بسا اور منتظران چشم در راہ کو صلاے شکیب ریاباران معاشر کو پیغام صبوحی اور مہجوران ہم جان کو نوید روحی دل کو ہوش جان کو نوش چشم کو جلا گوش کو نوا حواس کو درستی ہوش کو چستی عقل کو افزایش فہم کو گنجایش مستون کو ترانۂ ندیمون کو فسانہ ناتوانون کو توانائی ناشکیب کو شکیبائی شوق کو انتہا ذوق کو ابتدا بیخبر کو خبر تلاش کو اثر مہیا یعنی ملفوظات اقدس اور معروضات مقدس رقعات مرقع مرقعات موقع سرخوش فیلسوفی و رندی الموسوم بہ عود ہندی نہایت اہتمام بایستہ اور انتظام شایستہ سے مطبع مجتبائی مین یہ کتاب چھپی اور حضرت جامع کی جانب سے عبارت خاتمہ کے لیے بعد اختتام اس ناتمامی سرانجام سے

فرمایش ہوئی رباعی کیا نامہ نامی ہے مہیاے ظہور ہے بیشک ہر نقطہ کہ چشم بد دور
اللہ ری کیفیت لفظ و معنی ✤ وہ آنکہ بین ہے نور تو یہ دل مین سرور ✤ سبحان اللہ سبحان اللہ
صل علی صل علی جی چاہتا ہے تا طاقت گفتار اس طلسم دلکش کی تعریف کیا کیجیے مگر فراوانی
اقبال قبول اور طغیانی ایصال وصول گرم نگاہ تحسین حاصل بہتر کہ اُپچ کی نہ لیجیے مصرعہ
حاجت مشاطہ نیست روی دلارآم را ✤ گومین بھی یک زبان صد بیان طریقہ ستایش سلیقہ
نوائین نوا خاطر پسندیدہ دل دردمند جگر خراش آماجان خروش نوا ذوق خشک ریز شوق
قباحت خیز اداے ہوش ربا انداز تاب فرسا نمک گداز شیرینی حلاوت پرداز نمکینی رکھتا ہون
اور ایک عمر دلی کے روڑون مین سنگسار رہا ہون بلکہ وہان کی مٹی ہوا ہون اُن کا نقش پا ہون
شعر گر بسخن در آورم عشق سخن سرای را ✤ از بر و دوش سر دہی گریہ ہاے ہاے را ✤ مگر تم
ہی کہو کہ ایسا شخص جس کے سایہ پر شمع طور پروانہ اور اُنکی وارستگی پر فیلسوف دیوانہ
فطرت سے فطرت ناز بردار لیاقت سے لیاقت شرمسار شوخی سادگی شعار حیا بکی سے
حیا بکی خود رفتگی شعار طبیعت سے ملکیت بہرہ مند ملکیت سے بشریت ارجمند طریقہ سے طریقہ
خضر آشنا سلیقہ سے سلیقہ برگزیدگی ربا انداز سے انداز ادب آموز ادا سے اور بہرہ اندوز
شیوا بیانی سے شیوا بیانی منت کش سحر زبانی اعجاز روش مرکز ناز و نیاز مدار سوز و ساز
طالب مطلوب مطلوب طالب اعنی اسد اللہ خان **غالب** دام دوامہ اقام مقامہ
کس زبان سے سراہا جاوے اور کیا منہ ہے جو اُسکی بات لب تک آوے فی الواقع اُسکی ستایش
ناستودگی خود ستائی اور اُسکی نمایش بیہودگی خود نمائی ذرہ کو باریابی در خورشید دشوار اور
قطرہ کو تہ نشینی دریا ناہموار سبزہ بیگانہ اور بہار افروز گلستان سنگ ریزہ ویرانہ اور ارزش
اندوز کان بہر کیف وضع ادب خم آموز گردن ابرام اور پاس نگاہ حد دیدہ دوز مقام لزام مثنوی

لکھے کیا کوئی اوج فکر غالب تو ایمان سب کا ہو غالب کا آئین	بیان سے دور حرف ذکر غالب عجب انداز نکتہ پروری ہے	سخن رانی اگر ہووے کوئی دین کہ ہر نقطہ کتاب دلبری ہے

اگر روشن بیانی وہ دکھائے
تو مہر و مہ کو نظروں سے گرائے
سواد فارس شکل نامہ اسکی
قلم عیسی صریر خامہ اسکی
طبیعت کا جو پائے اسکی انداز
نزاکت کو ہو کیا کیا ناز پر ناز
جو زہر خندہ اسکے لب پہ جا پائے
تو نیش ورد نوش جان بنجائے
اگر یہ خود سری کا مدعی ہو
تو دریا تنک سے عار قطرگی ہو
نہیں اسکا سخن میں کوئی ہمدوش
کہ اک حرف اسکا اور معنی صد آغوش
سخن کا مجملاً ہو اسکے کیا ذکر
ہر اک نقطہ ہے جس کا محشر فکر
کھلے جب مرتبہ رتبہ کا اسکے
فلک دے داد اور مجھسے زبان لے

لیکن شایان تعریف اور سزاوار توصیف مستلزم زبان ویزہ کشتہ ران و ادو دل دانش نور نگاہ بینش شان شکوہ ہندی شکوہ شوکت پسندی کمند آسمان نگین سپند چشم خردہ بین متغاے خانوادہ شرافت طغراے اصفاے نجابت سر فہرست سخن آرایان منشی محمد ممتاز علی خان صاحب خاص روساے میرٹھ دام اللہ اجلالہ و زید افضالہ ہے کہ حضرت کی نیابت قدر و جلالت امتیاز ہر وقت حظوظ بے ربط سے شکل اقلیدس پرداز ہوتی ہے خس و خاشاک صحن باغ ان کی تربیت خاص سے دوش صبا پر سوار اور ذرہ ہای گوشہ راغ انکی انجلا آموزی محض سے محشر خورشید زار بے استفادہ درستی حال تحرک رشک سنگ فرہاد شکست شیشہ اور بے استصلاح فساد امتیاز قوت نامیہ نباتات منوم شاخچہ بیندی دستہ تیشہ کے قوت ممیزہ حجت گریہ بے اختیاری شمع میں مکافات نیش زنبور سے افزا فروز اور دلیل بیداری نرگس میں رسوائی غفلت انگور سے پرہیز آموز خاک تیرہ سامان سے جوہر صفا طلبگار اور ہوا سے شکستہ عنان کو تحریک نقاب آموز گار شوخی

زہے کار سازی حسن تمیز
عزیز جہان سے ہے یہ خوبی عزیز
یہ روشن کرے جا بجا حسن کا کلام
کہ حسن نظام اس کا ماہ تمام
کرے جسکا آراستہ یہ سخن
قدم اسکے سے اثر کے رنگ چمن
ہوا کا سیاب اس سے سب کا کلام
نظامی ہے بہر نظام کلام
یہ جس حرف کو دیوے رنگ ادا
ارم اشتیہ ہو بلبل مدعا
جو خط جبین کو یہ ترتیب دے
تو روشن سوادی قدم چوم لے

تال ہرزہ درائی و آشفتہ نوائی قلق نا سنجیدہ بیان کج مج زبان کا یہ کہ اس ستودہ کیش قدر

اندیش نے کس عمدہ عنوان سے فضلہ طبیعت میرزا غالب یعنی خطوط ہائے پریشان اُردو زبان کو روح روان اور مغز جان بنادیا اور کس عبارت بے سروپا سے کیسا باغستان معنی کھلا دیا حق یہ ہے کہ ایسی سعی مشکور و محنت ور از دور کون کسی کے لیئے کرتا ہے ہر ایک اپنی جیب و گریبان کو گلہائے مقصود سے بھرتا ہے یہ آپ ہی کا کام ہے اِس کا نام رابطۂ خاص اور اخلاق عام ہے جب طالبان زبان اِس تحریر کو ملاحظہ فرمائینگے تو دلی کا روزمرہ اُردو اور محاورۂ گفتگو گھر بیٹھے سیکھ جائینگے بارک اللہ کیا بے ساختہ عبارت ہے کہ نثر مین نظم کا مزہ آتا ہے اور ہر جملہ فقرہ معشوق کو شرماتا ہے مگر افسوس اہل مشرق کی جگت بندی نے بگاڑا کہ دلّی سے زیادہ اُسکی زبان کو اُجاڑا اب کس کس کو سمجھایئے کا نی دل و دماغ کہان سوائے ازین اُنکو فہم ہمکو فراغ کہان شعر ہائے دہلی کو ہے دشوار بیان دہلی ✤ لٹ گئی ساتھ ہی دہلی کے زبان دہلی ✤ اللہ بس باقی ہوس —

خاتمۃ الطبع

خدا کا شکر ہے کہ مجموعۂ رقعات اُردو زبان یعنی **عود ہندی** چکیدۂ خامۂ سحر نگار شاہ اقلیم انشا پردازی و سخنوری **حضرت نجم الدولہ اسد اللہ خان بہادر غالب** دہلوی جو پہلے شائقین کی تلاش سے مدون ہوکر مطبع مجتبائی میرٹھ مین طبع ہوا تھا اور بعد ازان بار دوم مطبع منشی نولکشور مین طبع ہوکر نظر افروز شائقین ہوچکا ہے اب بار سوم مطبع مفید عالم جناب منشی محمد قادر علی خان صوفی دام اقبالہ مین بمقام آگرہ بماہ مئی سنہ ١٩١٠ع مطابق ماہ جمادی الاول سنہ ١٣٢٨ھ مین طبع ہوا خداوند عالم مقبول خلائق فرمائے آمین ثم آمین

قطعات تاریخ طبع کتاب ہذا ریختۂ قلم جادو رقم سخنور شیریں مقال نازک خیال منشی بھگوان دیال صاحب المتخلص بہ عاقل جو ایڈیشن دوم پر تصنیف ہوئے تھے

زغالب عود ہندی طرفہ انشا ہست در اُردو — در آمد مشتری بہر خریدارش از ہر سو
نوشت از جذبۂ شوق تمنا خامۂ عاقل — زہی مرغوب دل تاریخ سال انطباع او
سنہ ۱۳۰۴ھ

ولہ

عود ہندی است طرفہ انشائی — غالب از بس در معانی سفت
سال تاریخ طبع او عاقل — چہ عجب رقعات غالب گفت
سنہ ۱۸۸۷ء

تمت بالخیر

اشتہار چھپائی مطبع مفید عام آگرہ

۱۱۴

خدا کے فضل و کرم سے اس مطبع مین ہر قسم و ہر زبان کی کتابین اُردو ہندی فارسی - عربی - نہایت خوشخط صحیح و عمدہ جلد ارزان نرخ پر عمدہ سیاہی مصالح سے لیتھو مین طبع ہوتی ہین - عدالتون و محکمہ بند و بست اور چنگی وغیرہ کے جملہ کاغذات بھی چھپتے ہین یہ نامی مطبع بینتالیس برس سے اپنے فرائض منصبی کو نہایت ایمانداری اور خوش معاملگی سے ادا کر رہا ہے اور اسکی شہرت و نیکنامی روز افزون ہے اور اس مطبع مین کتب بہ نسبت اور مطابع کے بہت خوشخط و صاف و عمدہ چھاپی جاتی ہین جن صاحبون کو کچھ چھپوانا ہو اُن کو کیفیت نرخ وغیرہ کی خط و کتابت سے معلوم ہو سکتی ہے نمونہ کے لئے ہمارے مطبع کی چھپی ہوئی کتابین کافی و وافی ہین فقط

المشتہر

محمد قادر علی خان صوفی مالک و مہتمم مطبع مفید عام آگرہ